حالات حاضرہ میں تعلیمات صوفیاء کرام پر مشتمل ایک نادر تحریر

گلستانِ عاشقانِ مدار

علیہم الرحمہ

مؤلف:

محمد عمران عالم المعروف چمن علی بھینچر

باہتمام: حضرت پیر انوار علی شاہ مدظلہ

(سجادہ نشین: درگاہ عالیہ حضرت پیر نواب علی شاہ (بھنڈے والے بابا) حیدرآباد)

ناشر:

حضرت پیر نواب علی شاہ ویلفیئر ایسوسی ایشن، پاکستان (رجسٹرڈ)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: گلستانِ عاشقانِ مدار

موضوع: (سوانح حیات پیرانِ عظام وملنگ سلسلہ عاشقانِ مدار)

مؤلف: محمد عمران عالم المعروف چمن علی بھینچر

باہتمام: حضرت پیرانوار علی شاہ مدظلہ

(سجادہ نشین: درگاہ عالیہ حضرت پیرنواب علی شاہ (بھنڈے والے بابا) حیدرآباد)

نظرثانی: بلال احمد مدنی طاہری نقشبندی حیدرآباد

کمپوزنگ: افتخار احمد (عفی)

تعداد: ایک ہزار (1000)

اشاعت: 2014 عیسوی

ناشر: حضرت پیرنواب علی شاہ ویلفیئر ایسوسی ایشن، پاکستان (رجسٹرڈ نمبر: 6357)

ہدیہ: =/100

...... ملنے کا پتہ ......

حضرت پیرانوار علی شاہ مدظلہ

(سجادہ نشین: درگاہ عالیہ حضرت پیرنواب علی شاہ (بھنڈے والے بابا) حیدرآباد)

فہرست

نمبر شمار			صفحہ
1	تقریظ		1
2	مقدمہ		2
3	حمد		6
4	نعت		7
5	طہارت	منزل:1	8
6	علم کی فضیلت واہمیت	منزل:2	15
7	شریعت وطریقت میں فرق	منزل:3	20
8	ذکر الٰہی	منزل:4	22
9	مُرشد کی پہنچان کیسے ہو؟	منزل:5	25
10	بیعت کے معنی ومطالب	منزل:6	28
11	علم وباطن کا ثبوت	منزل:7	30
12	جادو کسے کہتے اور جن کیا ہے؟	منزل:8	35
13	حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	منزل:9	41
14	حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	منزل:10	52
15	حضرت سید بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ	منزل:11	58
16	حضرت حاجی رتن رضی اللہ تعالیٰ عنہ	منزل:12	79

17	حضرت چاند شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ	منزل:13	91
18	حضرت قوت علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ	منزل:14	105
19	حضرت حُب علی شاہ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ	منزل:15	113
20	حضرت ببر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ	منزل:16	119
21	حضرت شاہ محبت علی رحمتہ اللہ علیہ	منزل:17	122
22	حضرت بیلے شاہ رحمتہ اللہ علیہ	منزل:18	123
23	حضرت جمال اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ	منزل:19	127
24	حضرت علی محمد شاہ رحمتہ اللہ علیہ	منزل:20	130
25	شجرہ طالبان مدار رحمتہ اللہ علیہ ، سلسلہ عالیہ، طبقاتیہ، مداریہ		157
26	حضرت نواب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ	منزل:21	161
27	حضرت صادق علی شاہؒ ، حضرت بوڑھ علی شاہؒ	منزل:22	173-174
28	حضرت ٹھیکر علی شاہؒ ، حضرت جمعہ علی شاہؒ	منزل:23	175
29	حضرت بابا حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ	منزل:24	177
30	حضرت حاجی محمد رفیق رحمتہ اللہ علیہ	منزل:25	180
31	گدی نشین پیرو مرشد حاجی انوار علی شاہ صاحب مدظلہ العالیہ منزل:26		181
32	ورد و وظائف	منزل:27	184
33	صلوٰۃ وسلام ، حرف آخر		189

تقریظ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین o

ترجمہ: اور شیطان کے قدم پر قدم نہ رکھو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ (البقرۃ:۱۶۸)

اس آیہ مبارکہ میں مولائے کریم نے ابلیس لعین کے مختلف حربوں اور ہتھکنڈوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لیے علامہ ابن جوزی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ شیطان رجیم کبھی فواحش ومنکرات کے ذریعے سے مخلوق خدا کو گمراہ کرتا ہے اور کبھی زہد وتقویٰ، پارسائی اور خیر خواہی کے لبادے میں انسانوں کو گمراہ کرتا ہے۔ اب اگر شیطان لعین کے مکروفریب سے بچنا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے سلف وصالحین کے بتائے ہوئے راستے کو اختیار کریں، میں نے اس کتاب کو چیدہ چیدہ مقامات کو پڑھا ہے، تاکہ اس نسخے کی صحیح معنوں میں درستگی ہو جائے، عاجز تمام طالبین صادق سے گذارش کرتا ہے کہ متذکرہ بالا کتاب کا غوروخوض سے مطالعہ کیا جائے۔ اس کتاب میں موصوف (محمد عمران عالم المعروف چمن علی بھینچر) نے تمام مریدین ومعتقدین ومحبین کے لیے اُن کے پیران عظام کے حالات کو اس انداز میں پیش کیا ہے کہ وہ قارئین کے لیے مشعل راہ بن جائے۔

سردست احقر حضرت پیر انوار علی شاہ مدظلہ (سجادہ نشین: درگاہ عالیہ حضرت پیر نواب علی شاہ) اور عرس کمیٹی کے تمام ممبران اور بالخصوص مشتاق احمد مداروی اور قاضی نعیم الدین چوہان، حاجی اشفاق حسین شکیل احمد شیخ، حاجی دلشاد، حاجی عبدالجبار، قاضی حسنین علی کیلئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں دین اسلام اشاعت کرنے میں ان کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی سے ہمکنار فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ حبیبہ الامین۔

مفتی محمد ہاشم

ریسرچ اسکالر: دی ریسرچ سینٹر، کراچی

علامہ بلال احمد مدنی طاہری نقشبندی عفی عنہ

E-mail: bilalqazafi321@gmail.com

Cell: 0301-3519196, 0312-3248224

مقدمہ

میں اپنے پیرومرشد حاجی انوار علی شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ شریف حاجی رتن رضی اللہ عنہ بٹھنڈہ شریف آپ ہی کی دعا کا اثر ہے کہ میں اس کتاب کا آغاز کررہا ہوں اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ میری یہ حقیر خدمت قبول ومقبول فرمائے!اور اسے تحریر کرتے وقت جو حقیر سے غلطیاں ہوئی ہیں اُسے معاف فرمائے۔(آمین)

اس کتاب کو تحریر کرنا مجھ جیسے ناچیز کے لئے فخر کی بات ہے کہ میں نے اس کتاب کو تحریر کرنا آج کی ضرورت محسوس کیا اس کے پیچھے مقصد ومنشاء یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرے کے اندر طرح طرح کے فرقے جنم لے چکے ہیں آج انسان کو ہر قدم پر سوچنے اور سمجھنے کی ضرورت ہے ہمارے ہی معاشرے میں ایک ایسی جماعت ہے جو یہ کہتی ہے کہ ولیوں کی خانقاہوں میں جانا منع ہے کیونکہ وہ تو مردہ ہیں۔اُن کا یہ غلط عقیدہ ہمارے بھولے بھالے اور کم علم بھائیوں کی عقل پر وار کرتا ہے۔میں نے اس کتاب کے ذریعہ اُن بدعقیدہ کے ذہنوں کو درست کرنے کی کوشش کی ہے کیونکہ ولیوں کے متعلق اللہ رب العزت قرآنِ کریم کے اندر یوں بیان فرماتا ہے۔ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیاء ولکن لا تشعرون اس بات کو جب قرآن کریم نے ہم لوگوں تک پہنچا دیا تو پھر کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں اور نہ ہی مجھ جیسے حقیر کی کوئی مجال کہ میں ان اللہ کے ولیوں کے بارے میں کچھ لب کشائی کروں یا تحریر کروں!لیکن عقیدت کی آواز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے ولیوں سے محبت رکھنے والا ہی پسند ہے جس کے صلے میں رب قدیر ہماری بخشش فرمادے۔جو لوگ اللہ کے ولیوں کے لئے اپنے دل ودماغ میں جو حسد وکینہ رکھتے ہیں ان کو یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ دین اسلام ان ہی

ولیوں کے وسیلے سے ہم لوگوں تک پہنچا ہے۔نہ کہ کسی جماعت کے امیر کی وجہ سے یا جو لوگ دین کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے پھرتے ہیں ان کے اندر یہ قوت وہمت نہیں کہ کسی باطل مذہبی کو دین کی دعوت دے یا کسی بُت پرست کو یہ کہے کہ تو جس کی پوجا وعبادت کرتا ہے وہ سراسر ہی باطل وجھوٹ ہے۔کیونکہ وہ لوگ جانتے ہیں کہ اگر اس باطل مذہب کی تعلیم دینگے تو امریکہ ان کا خرچہ پانی بند کردے گا۔ان کو صرف بھولے بھالے مسلمانوں کا عقیدہ خراب کرنا ہے۔آج کے یہ بدعقیدہ لوگ جو مسلمانوں جیسے لباس میں پھرتے ہیں میرا اُن سب کو چیلنج ہے کہ کیا وہ لوگ ایسا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں جو اس بات کی دلیل دے سکے کہ آج تک ان بدعقیدہ والی جماعت کے کسی امیر نے ایک سو آدمی کو داخلِ اسلام کیا ہو!افسوس ہے کہ وہ ہرگز ایسا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔لیکن ہماری اہل سنت والجماعت یہ ثبوت دنیا کو دے چکی ہے اور ہمارے اس ثبوت کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہندوستان میں اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے ہماری ہی جماعت کے عظیم پیشوا سیدنا سرکار شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی وگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں لاکھوں لوگوں کو دین اسلام میں داخل کیا ہے۔

دوسرے عظیم پیشوا عطائے رسول خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرزمین ہند پر لوگوں کی کایا پلٹ دی جہاں ہر گھر کے اندر بتوں اور دیوتاؤں کی پوجا وعبادت ہوتی تھی اسی بھارت میں آج اذانوں کی گونج سنائی دیتی ہے اور ہماری جماعت کے امیر حضرت سیدی بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ نے دنیا کے کونے کونے میں جا کر دین کی تبلیغ واشاعت کے لئے کام کیا اور لاکھوں لوگوں کو جو گمراہی کی زندگی جی رہے تھے اُن کو دین کی سچی راہ بتائی اور ہدایت کی روشنی میں اُن کو مسلمانوں میں لا کھڑا کیا اور جن کی عقیدت اچھی تھی اُن کو ولی بھی بنایا اس سرزمین ہند میں نہ جانے ایسے کتنے اللہ والے ہیں جن کی

بدولت آج بھی اس زہر اُگلتے ماحول میں بھی ہمارا عقیدہ درست ہے۔ یہ شان صرف اور صرف اللہ کے ولیوں کی ہے۔ کئی لوگ آج بھی ان کی خانقاہوں سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آج بھی ان ولیوں کے مزارات اور خانقاہیں ہمیں ادب اور حسن خلوص کی تعلیم دیتی ہیں آج بھی ہمیں سکھاتی ہیں کہ انسان جب تک کامیاب نہیں ہوسکتا جب تک اُس میں ادب اور نرمی نہ ہو اور احسان فرماں ہو، اگر انسان کامیاب ہونا چاہے تو اُس کے لئے لازم ہے کہ وہ با ادب ہو اور نرم دل ہو اور اگر اُس پر کوئی احسان کرے تو اُس کا احسان مانے اور اللہ کا کرم ہے اور ان بزرگان دین کی دعا ہے کہ ہم لوگ نہ ہی بے ادب ہیں اور نہ ہی سخت دل والے۔ اور نہ ہی ہم لوگ احسان فراموش، آج کے بدعقیدہ لوگوں کا جو کہنا ہے کہ اہل سنت الجماعت کے لوگ مزاروں اور خانقاہوں پر جا کر سجدہ کرتے ہیں اس بات پر میں اُن کم عقل لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو ہم ان اللہ کے ولیوں کے دربار میں اپنا سر جھکاتے ہیں وہ کیوں اور کس لئے جھکاتے ہیں؟

جب ہم اہلسنت والجماعت کے لوگ اُن اللہ کے ولیوں کے درباروں ومزارات پر جاتے ہیں تو ہماری نیت سجدے کی نہیں ہوتی بلکہ ہماری نیت فقط ادب اور نظر عشق ہوتی ہے۔ اور اس عقیدت ومحبت میں اُن جگہوں کو چومنے کیلئے جھکتے ہیں جس جگہ اُن اللہ کے پیاروں کے قدم لگے ہیں جہاں انہوں نے قیام کیا جہاں اُنہوں نے سجدے کیے ہم اُن کی قبر کو چومتے ہیں جہاں وہ اللہ والے آرام فرما ہیں ہمارے اصلاف تو یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی غیر خدا کو سجدے عبادت کرے تو یقیناً شرک وکفر ہے اور سجادہ تعظیمی حرام گناہ کبیرہ ہے۔

(بحوالہ فتویٰ رضویہ)

میں رب قدیر کے حضور دعا کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل ہمارے ایمان کی حفاظت فرمائے اور ہمیں ایسی جماعتوں سے بچائے جو ایمان ہمارے عقائد دونوں کو نقصان پہنچائے۔ اللہ رب العزت ان بزرگان دین کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے۔ اور ہمارے دلوں میں ان بزرگانِ دین کی محبت برقرار رکھے۔ (آمین ثم آمین)

اشعار برشان بزرگانِ دین

دردوآلام کے مارے ہوئے کیا دیتے ہیں — ہم تو بس ان کی نگاہوں کو دعا دیتے ہیں
بندہ بنا ہے خدا کا تو گدا بن ان کا — جو فقیروں کو شہنشاہ بنادیتے ہیں
اللہ اللہ کئے جانے سے اللہ نہ ملے — اللہ والے ہیں جو اللہ سے ملادیتے ہیں
نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی — بدلتی کروڑوں کی تقدیر دیکھی

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ.

ترجمہ: بے شک اولیاء اللہ جو ہیں اُن کو نہ کوئی خوف ہے نہ ہی وہ آخرت میں غمگین ہوں گے۔

حمد باری تعالیٰ

ذات ہے اس کی عظیم اور نام رحمٰن و رحیم — لطف ہے اس کا فراواں فضل ہے اس کا عظیم

اُس نے لفظِ کُن سے پیدا کی یہ ساری کائنات — کیا زمیں کیا آسماں کیا بحر کیا عرشِ عظیم

اُس کے فیضانِ کرم سے ہے منور آفتاب — لطف سے پائی اس کے غنچہ وگل نے شمیم

وہ چمک دیتا ہے ہر شب انجم و ماہتاب کو — وہ چلاتا ہے چمن میں صبح دم بعدِ نسیم

وُسعتِ کون و مکاں بھی تنگ ہیں جسکے لئے — وہ اللہ العالمیں ہے دل میں بندوں کے مقیم

ایک ہی وہ ذات ہے بس جس کو سجدہ ہے روا — جان سکتی ہے مگر اِس بات کو عقلِ سلیم

ہم کو اپنے لطف سے محروم وہ رکھے گا کیوں — جب کہ اس کی ذات ہے منان وھاب وکریم

بھیجی نبی اُمّی پر اُس نے آخری اپنی کتاب — ہوگیا سلطانِ عرش و فرش کا دُرِّ یتیم

آخری پیغمبر کو یہ اختیار اُس نے دیا — حکم سے جنکے ہوا ماہِ درخشاں بھی دو نیم

مانگتے ہیں سب اُسی سے اُس کے سب محتاج ہیں — جھکتے ہیں سب اس کے آگے جاہ و حشمت کے نعیم

نعت مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کی ذات پہ جو بھی نثار ہوتا ہے

زمانے بھر میں وہی باوقار ہوتا ہے

میرا یقین ہے خدا کے نام کے بعد

نبی کے نام سے دل کو قرار آتا ہے

بنا ہے جو بھی زمانے میں پنجتن کا غلام

اسی پہ سایہ پروردگار ہوتا ہے

درِ رسول سے صرف وہی نوازا جاتا ہے

نبی کی آل کا جس دل میں پیار ہوتا ہے

درِ فرید سے جو لوگ گزر جاتے ہیں

بہشت والوں میں ان کا شمار ہوتا ہے

رسول پاک سے کرتا ہے جو پیار نعیم

وہ پل صراط سے پل بھر میں پار ہوتا ہے

قاضی نعیم الدین چوہان (شاعر)

منزل نمبر 1

طہارت

الحمد لولیہ الغفار والصلوٰۃ والسلام علی نبیہ المختار والہ وصحبہ الاخیار

طہارت نماز کیلئے ایسی ضروری چیز ہے کہ بے طہارت نماز ہوتی ہی نہیں بلکہ قصداً بے طہارت نماز پڑھنے کو علمائے عظام کفر کہتے ہیں، کیونکہ بے وضو یا بے غسل نماز پڑھنے والے عبادت الٰہی کی توہین کی اور توہین عبادت کا کفر ہونا ظاہر ہے۔

طہارت کی دو قسمیں ہیں (۱) طہارت صغریٰ یعنی وضو (۲) طہارت کبریٰ یعنی غسل، نماز کی ادائیگی کیلئے متعدد شرطیں ہیں لیکن ان میں سب سے اہم شرط وضو ہے، جس کے متعلق رب کریم کا ارشاد ہے، یا ایھا الذین امنو اذقمتم الی الصلوٰۃ فاغسلو او جو ھکم و ایدیکم الی المرافق وامسحوا برنو سکم وار جعلکم الی الکعبین ط یعنی اے ایمان والا جب تم نماز پڑھنے کی تیاری کرو (اور وضو نہ ہو) تو اپنے چہروں اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھوؤ اور اپنے سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پیروں کو دھوؤ۔

امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ سید عالم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت میں میری امت اس حالت میں بلائی جائے گی کہ اس کے منہ اور ہاتھ پاؤں آثار وضو سے چمکتے ہوں گے تو جس سے ہو سکے چمک زیادہ کرے۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ذی شان مشکوٰۃ مقدس میں اس طرح ہے مفتاح الجنۃ الصلوٰۃ و مفتاح الصلوٰۃ الطھور یعنی جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی

وضو ہے۔

ابن ماجہ شریف میں فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، توضأ فمضمن واشتنشق خرجت خطا یا من فیہ وانفہ واذا غسل وجھہ خرجت خطایاہ من وجھہ حی تخر من تحت اشفاء عینیہ فاذ اغسل یدیہ خرجت خطایا من یدیہ فاذامسح بر اسہ خرجت خطا یاہ من را سہ حتی تخرج من اذنیہ فاذاغسل رجلیہ خرجت خطایاہ من رجلیہ تخرج من تحت اظفار رجلیہ و کانت صلوتہ ومشیہ الی المسجد نافلہ یعنی جو شخص وضو کرتے ہوئے کلی کرتا اور ناک میں پانی ڈالتا ہے تو منہ اور ناک کے گناہ گر جاتے ہیں اور جب چہرہ دھوتا ہے تو چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں حتیٰ کہ پلکوں کے نیچے سے (بھی) نکل جاتے ہیں، پھر جب اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کے گناہ نکل جاتے ہیں پھر جب سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے سر کے گناہ باہر ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے کانوں سے (بھی) نکل جاتے ہیں، پھر جب اپنے پیروں کو دھوتا ہے تو اُس کے پیروں کے گناہ نکل جاتے ہیں یہاں تک کہ اس کے پیروں کے ناخنوں کے نیچے سے (بھی) نکل جاتے ہیں اور اب اس کا نماز پڑھنا اور مسجد کیلئے چلنا، مزید برآں ہے یعنی بلندی درجات کا سامان ہے۔

حضرت بزار باسناد حسن راوی ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام حمران سے وضو کے لئے پانی مانگا اور سردی کی رات میں باہر جانا چاہتے تھے، حمران کہتے ہیں میں پانی لایا انہوں نے منہ ہاتھ دھوئے تو میں نے کہا، اللہ آپ کو کفایت کرے رات تو بہت ٹھنڈی ہے، اس پر فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو بندہ وضوء کامل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔

اللہ جل شانہ نے وضو میں دو اثر رکھے ہیں ایک ظاہری جو محسوس اور مرئی ہیں دوسرا باطنی جو غیب ہے وضو کا ظاہری اثر یہ ہے کہ بدن کے میل کچیل اور گھن والی چیزیں دور ہو جاتی ہیں، اور وضو کا باطنی اثر یہ ہے کہ اس سے ہاتھ، منہ، چہرہ، کان، سر، آنکھ، ناخن کے گناہ بھی دھل جاتے ہیں۔ یہ بات ہر ذی فہم پر اظہر و بین ہے کہ تمام گناہوں کی باطنی نجاست و قذرات قطعاً اور یقیناً امور غیب سے ہیں۔ قربان جائیے سیاح لامکاں، نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و عظمت پر کہ آپ نے اُمت کو اس غیب سے آگاہ فرمادیا کہ گناہوں کی نجاست وضو کے پانی سے گرتی ہے۔

قارئین کرام! قرآن مقدس نے وضو کا حکم دیکر جو اس کی ترتیب بیان فرمائی ہے اس میں سب سے پہلے چہرے کے دھلنے کا حکم دیا ہے، جبکہ مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ دھلنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا، پھر منہ میں پانی لیکر کلی کرنا پھر ناک میں پانی ڈالنا مسنون فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وضو صرف پاک پانی سے جائز ہے اور کسی پانی کے متعلق پاک ہونے کا فیصلہ اس وقت درست ہے جبکہ اس کا رنگ مزہ اور تو تینوں وصف پاک ہوں اسی لئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ دھلنے سے پہلے گٹوں تک ہاتھ دھلنا مسنون فرمادیا کہ ہم پہلے ہاتھوں میں پانی لیکر پانی کا رنگ دیکھ لیں پھر کلی کر کے اس کا مزہ چکھ لیں بعدہ ناک میں پانی ڈال کر اس کی بو سونگھ لیں اور ہر طرح اندازہ کر لیں کہ اس پانی میں نہ تو کسی ناپاک شے کا رنگ ہے نہ کسی ناپاک شے کا مزہ اور نہ کسی ناپاک چیز کی مہک تو اب نہایت اطمینان سے قرآن مقدس کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے چہرہ دھونا شروع کر دیں۔

فرائض وضو: بسلسلہ وضو ابتداء جو آیت مقدسہ پیش کی گئی ہے اس سے وضو میں چار فرض ثابت ہیں (۱) پہلا فرض منہ دھونا یعنی طول میں شروع پیشانی سے ٹھوڑی تک اور عرض

میں ایک کان سے دوسرے کان تک جلد کے ہر حصے پر ایک مرتبہ پانی بہانا فرض ہے (۲) دوسرا فرض دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا (۳) تیسرا فرض سر کا مسح کرنا یعنی چوتھائی سر کا مسح کرنا (۴) چوتھا فرض پیروں کو ٹخنوں سمیت ایک مرتبہ دھونا۔

تنبیہ: کسی عضو کے دھونے کا مطلب یہ ہے کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم از کم دو دو بوند پانی بہہ جائے اگر کوئی حصہ صرف بھیگ جائے یا ایک آدھ بوند پانی بہہ جائے تو فرض ادا نہ ہو پانے کے باعث نہ وضو ہوگا نہ غسل، ایسے وضو یا غسل سے جتنی نمازیں اور عبادات ادا کی گئیں سب اکارت ہیں۔

مسنون طریقہ: وضو کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے وضو پر ثواب پانے کے لئے حکم الٰہی بجالانے کی نیت کرے، پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر کم سے کم تین بار اوپر اور نیچے کے دانتوں میں اس طرح مسواک کرے کہ پہلے دائیں جانب کے اوپر کے دانت مانجے پھر بائیں جانب کے اوپر کے دانت مانجے بعدہ دائیں جانب کے نیچے کے دانت پھر بائیں جانب کے نیچے کے دانت کی صفائی کرے، اس کے بعد دونوں ہاتھوں پر گٹوں سمیت پانی ملے اور انگلیوں میں خلال کرے پھر بائیں ہاتھ میں لوٹا لیکر اس کی دھار کے ذریعہ سر ناخن سے شروع کر کے گٹے کے اوپر تک تین بار پانی بہائے پھر لوٹے کو داہنے ہاتھ میں لیکر اسی طرح بائیں ہاتھ پر تین بار پانی بہائے، پھر تین بار اس طرح کلی کرے کہ منہ کے تمام گوشوں اور دانتوں کی سب کھڑکیوں میں پانی گزر جائے، روزہ نہ ہو تو ہر کلی غرغرہ کے ساتھ کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے ناک صاف کرے اور سانس کی مدد سے ناک کے نرم بانسوں تک داہنے ہاتھ تین بار پانی چڑھائے پھر چہرے پر پانی مل کر تین بار اس طرح دھوئے کہ پیشانی سے ٹھوڑی تک ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک ہر حصہ ہر ذرہ پر پانی گزر جائے،

داڑھی کا اس طرح خلال کرے کہ انگلیوں کو گردن کی طرف سے داخل کرے اور سامنے نکالے ، پھر دونوں پر کہنیوں سمیت پانی ملے ، پھر داہنے ہاتھ پر تین مرتبہ سر ناخن سے شروع کرے کہنیوں کے اوپر تک ہر بال ، ہر حصہ کھال پر پانی بہائے ، ہر مرتبہ دھار انگلیوں ہی کی طرف سے گرائے اور کہنیوں کیطرف لے جا کر ختم کرے ، پھر اسی طرح سے بائیں ہاتھ پر بھی پانی بہائے پھر دونوں ہاتھ کی ہتھیلیوں ، انگلیوں کے پیٹ اور پیٹھ پر پانی گرا کر سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہاتھ کے انگوٹھے اور کلمہ کی انگلیوں کو چھوڑ کر باقی تین تین انگلیوں کے سرے ملا کر پیشانی کے بال اگنے کی جگہ پر رکھے اور وہاں سے سر کے اوپری حصہ پر انگلیوں کے پیٹ سے مسح کرتا ہوا گدی تک لے جائے کہ ہتھیلیاں سر سے جدا رہیں پھر گدی سے ہتھیلیوں کے ذریعہ سر کے دونوں کروٹوں کا مسح کرتے ہوئے پیشانی تک واپس لائے ، پھر کلمہ کی انگلیوں کے پیٹ سے کان کے اندرونی حصے کا مسح کرے اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کے باہری حصے کا مسح کرے اور انگلیوں کی پیٹھ سے گردن کا مسح کرے ۔ پھر داہنے پاؤں کی چھنگلی سے شروع انگوٹھے پر ختم کرے بعدہ داہنے پاؤں پر سر ناخن سے شروع کر کے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال ہر حصہ کھال پر تین مرتبہ پانی بہائے پھر بائیں پاؤں کو ٹخنوں سمیت پانی سے مل ڈالے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے انگلیوں میں اس طرح خلال کرے کہ انگوٹھے سے شروع کرے چھنگلی پر ختم کرے پھر بائیں پاؤں پر سر ناخن سے شروع کر کے ٹخنوں کے اوپر تک ہر بال اور کھال کے ہر حصہ پر تین بار پانی بہائے ۔ ہر عضو کے دھوتے وقت درود شریف پڑھنا زیادہ افضل ہے ۔

طھارت کبریٰ: طہارت کی دوسری قسم طہارت کبریٰ یعنی غسل ہے، وَاِنْ کُنْتُمْ جُنُباً فَاطَّهَّرُوا یعنی اگر تم جنب ہو تو خوب پاک ہو جاؤ یعنی غسل کر لو، قرآن مقدس دوسری

جگہ ارشاد فرماتا ہے، یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون ولا جنباً الا عابری سبیل حتیٰ تغتسلوا یعنی اے ایمان والو نشہ کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کے سمجھنے لگو جو تم کہتے ہو اور نہ حالت جنابت میں جب تک غسل نہ کرلو مگر حالت سفر میں کہ پانی نہ ملنے کی صورت میں بجائے غسل کے تیمم ہے ۔

صحیحین میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو پہلے ہاتھ شریف دھوتے پھر نماز کی طرح وضو فرماتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑوں کو تر فرماتے پھر سر مقدس پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جسم انور پر پانی بہاتے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

فرائض غسل: غسل کے تین فرض ہیں (۱) نمبر ایک کلی کرنا اس طرح کہ منہ کے ہر گوشے، ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے ۔ (۲) نمبر دو، ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کو جہاں تک نرم جگہ ہے اس طرح دھلنا کہ پانی سونگھ کر اوپر چڑھائے ۔ بال برابر جگہ بھی دھلنے سے نہ رہ جائے ورنہ غسل نہ ہوگا ۔ اگر ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہو تو اس کا چھڑانا اور ناک کے اندر بالوں کا دھونا بھی فرض ہے ۔ (۳) نمبر تین، تمام ظاہری بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہانا فرض ہے ۔

غسل کا مسنون طریقہ : پہلے غسل کی نیت کر کے دونوں ہاتھوں کو گٹوں سمیت تین مرتبہ دھوئے پھر استنجاء کی جگہ دھوئے خواہ نجاست ہو یا نہ ہو پھر بدن پر جہاں کہیں نجاست ہو اس کو دور کرے پھر نماز کی طرح وضو کرے پھر بدن پر پانی تیل کی طرح ملے پھر تین مرتبہ داہنے مونڈھے پر پانی بہائے پھر تین مرتبہ بائیں مونڈھے پر پھر سر پر اور تمام بدن پر تین بار

پانی بہائے۔ ایسی جگہ نہائے کہ کوئی نہ دیکھے، اگر چھت دار غسل خانہ میں نہائے اور ننگے بدن ہو تو قبلہ کو منہ نہ کرے، غسل کے بعد فوراً کپڑا پہن لے، عورتوں کو بیٹھ کر نہانا افضل ہے۔

انتباہ: جس سنت کا لفظ "پھر" سے بیان کیا گیا ہے فی نفسہ وہ شئے بھی سنت ہے اور اس کا ترتیب کے ساتھ ہونا بھی سنت ہے تو اگر کسی نے پہلے بائیں مونڈھے پر پانی بہایا پھر داہنے مونڈھے پر ایسی صورت میں ترتیب کی سنت ادا نہ ہوگی۔

اطلاع عام

الحمدللہ دربار حضرت نواب علی شاہ میں بچوں اور بچیوں اور بڑوں کو تعلیم قرآن کے زیور سے آراستہ کرنے کا اہتمام ہے لہذا اپنے بچوں، بچیوں کو ناظرہ قرآن اور حافظ قرآن کیلئے مدرسے میں داخل کروائیں

منزل نمبر 2

علم کی فضیلت واہمیت

اللہ رب العزت کا لامتناہی شکر واحسان ہے کہ اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنانے کے ساتھ ساتھ عقل وشعور جیسی عظیم نعمتوں سے نوازا، انسان کو مخدوم کائنات بنایا، تمام زمین وآسمان، پہاڑ، دریا اور ان میں پیدا ہونے والی چیزیں خدمتِ انسانی اور نفعِ انسانی کے لئے پیدا فرمائیں۔ آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ زمین وآسمان، دن ورات، چاند وسورج، بارش، پہاڑ وغیرہ سب کے سب انسانی فائدے کے لئے پیدا کئے گئے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الم نجعل الارض مهٰدا، والجبال اوتادا وجعلنا نومكم سباتا. وجعلنا الليل لباسا . وجعلنا النهار معاشا. وبيننا فوقكم سبعا شدادا. وجعلنا سراجا وهاجا. وانزلنا من المعصرات ماء اثجاجا. ليخرج به حبا ونباتا.

(ترجمہ) کیا ہم نے تمہیں بنایا زمین کو بچھونا، اور پہاڑوں کو میخیں، اور تمہاری نیند کو تھکان دور کرنے کی چیز اور ہم نے رات کو پردے کی چیز بنائی، اور ہم نے دن کو تلاش معاش کیلئے بنایا، اور ہم نے تمہارے اوپر مضبوط سات آسمان بنائے اور ہم نے آسمان میں ایک روشن چراغ بنایا اور ہم نے بادلوں سے پانی برسایا تا کہ اس کے ذریعہ ہم غلہ وسبزی وغیرہ پیدا کریں۔ مذکورہ بالا آیات کے علاوہ اور بھی متعدد مقامات پر کائنات کی دیگر اشیاء کی تخلیق کو بیان کیا گیا جس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کی تخلیق کا مقصد اور نصب العین انسانی فائدہ ہے۔

کائنات عالم کے مقصدِ تخلیق سے واقف ہونے کے بعد آپ ذہن میں یہ سوال پیدا ہوگا وہ کون سی خوبی ہے جس کے باعث اللہ رب العزت نے انسان کیلئے یہ سارے انتظامات وانعامات فرمائے ۔ تو جواب ملے گا وہ علم کی دولتِ لازوال ہے جس کی بنیاد پر انسان کو تمام مخلوق میں افضل واعلیٰ بنایا گیا ہے، انسانی خصائص میں سے کچھ خاصے ایسے بھی ہیں جس کے ذریعہ انفرادی طور پر خالص انفرادیت ہی نمایاں ہوتی ہے مگر علم ایک ایسا جوہر ہے جس سے ایک طرف انفرادیت کی شان ہے تو دوسری طرف اجتماعیت کی آن بان ہے۔ آخر وہ علم کون سا ہے؟

وہ علمِ دین ہے جس کی فرضیت اور اہمیت کو اللہ کے پیارے رسول ﷺ فرماتے ہیں، طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم ومسلمة علمِ دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد وعورت پر فرض ہے۔

یوں تو بہت سے علوم ہیں مثلاً علمِ قرآن، علمِ حدیث، علمِ منطق، فلسفہ، نحو وصرف وغیرہ لیکن ان سب میں سب سے زیادہ فضیلت علمِ فقہ کو حاصل ہے۔

فقہ: قرآن وحدیث سے مستنبط احکام کو فقہ کہتے ہیں۔ جس کی اصل احکامات وامرالٰہی پر چلنا ہے۔ لہٰذا ایک شخص اگر قرآن کریم کے صرف الفاظ پڑھ رہا ہے تو اسے ہر حرف پر دس نیکیاں ملتی ہیں جیسا کہ روایتوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن دوسرا شخص جو اس کے احکامات بھی سیکھ رہا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کو پہلے سے زیادہ ثواب ملے گا اس لئے کہ وہ قرآن پڑھنے کے ساتھ ساتھ قرآنی احکام بھی سیکھ رہا ہے۔

فضیلت فقہ: عن معاویة رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من یرد اللہ به خیرا یفقهه فی الدین وانما انا قاسم واللہ یعطی (بخاری شریف)

(ترجمہ) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ جس شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اُسے دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے اور میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ عطا فرماتا ہے۔

دوسری حدیث پاک بھی ملاحظہ فرمائیں: عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقیه واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔ (ترمذی وابن ماجہ)

(ترجمہ) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک فقیہ (عالم باعمل) شیطان پر ایک ہزار عبادت گذاروں سے بھاری ہے۔

ضمنی طور پر یہ بات بھی عرض کردوں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ تو بالا شبہ اخص الخاص ہے جس کے ارد گرد تمام انبیاء کرام علیہم السلام موجود ہیں۔

دوسرا درجہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے اور تیسرا درجہ تمام اہل علم کا ہے جس میں سارے عالم دین اور سارے طالب علم موجود ہیں۔

مزید برآں خدائے پاک نے یہ وعدہ فرمایا کہ علماء کو بروز حشر انبیاء کے ساتھ اٹھایا جائے گا جب قیامت قائم ہوگی تو پروردگار ارشاد فرمائے گا اے علماء کی جماعت یہ جنت موجود ہے تمہیں اجازت ہے جاؤ میری رضا تمہارے لئے تیار ہے مگر اکیلئے نہیں آج تم جس کی شفاعت (سفارش) کرو گے قبول کروں گا جسے تم کہو گے اُسے بخش دوں گا تاکہ اہل محشر تمہارے مرتبے کو دیکھ لیں اور تمہاری عزت وتوقیر بھی ملاحظہ فرمالیں۔

ایک مسئلہ سیکھنا ہزار رکعت سے بہتر ھے: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ دونوں سرکار جلیل القدر صحابی ہیں فرماتے ہیں کہ

ایک مسئلہ سیکھنا ہزار رکعت نماز نفل سے بہتر ہے۔ چونکہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں اگر کسی کی موت آجاتی ہے تو وہ شہید مرتا ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی ایسی روایتیں منقول ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علمِ دین کا حاصل کرنا خدائے پاک کے نزدیک نفلی نماز و روزے سے افضل ہے کیونکہ عبادت کا نفع فقط عابد کی ذات تک محدود ہے اور علم کا نفع ساری دنیا کے لئے ہے۔ عابد کی مثال ایک تیراک کے مثل ہے جو خود تیر کر دریا پار کرتا ہے اور عالم کی مثال اُس کشتی کی طرح ہے جو ہزاروں کو پار کر دیتی ہے۔ اگر علم نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

پانچ فائدے

علماء کی مجلس میں شریک ہونے سے پانچ فائدے حاصل ہوتے ہیں:

(۱) جب تک علماء کی مجلس میں رہتا ہے کراہیت و گناہ سے محفوظ رہتا ہے (۲) طالب علموں میں شمار کیا جاتا ہے۔ (۳) اس کو طالب علم ہی جیسا ثواب ملتا ہے۔ (۴) جب تک علمی باتیں سنتا ہے عابد کہلاتا ہے۔ (۵) جب کوئی دقیق بات سمجھ میں نہیں آتی ہے تو اس کا دل ٹوٹ جاتا ہے اور شکستہ دلوں میں لکھا جاتا ہے اور شکستہ دلی قربتِ رحمتِ الٰہیہ کا سبب ہے۔

مذکورہ بالا احادیث و روایات سے ہم کو یہ معلوم ہوگیا کہ ہم کو تفقہ فی الدین حاصل کرنا چاہیے اور آج اسی کی بڑی کمی نظر آرہی ہے۔ تفقہ نہ ہونے کے باعث اہل علم میں اختلاف و جھگڑے پیدا ہوگئے، پہلے زمانے کے فقہاء باوجود جزئی اختلاف کے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے اور ایک دوسرے کی عزت افزائی فرماتے اور دورِ حاضر کے لوگوں میں نفسانیت بھرپور غالب آگئی اور ایسی ویسی نہیں بعض تو علماء کی جماعت میں ایسے ہیں جو

خالص اپنے علمی طمطراق کی آتشِ نفسانیت میں خاکستر ہو کر سراج الدین سوختہ بنے ہوئے ہیں۔ کچھ نے چند کتب کا مطالعہ کیا اور ہم چنیں دیگرے نیست کی منزل میں سیر کرنے لگے، بعض پدرم سلطان بود کے سبزہ فرحت کی فضاؤں میں مست ہو گئے، بعض تجاہلِ عارفانہ کی بین بجانے لگے تو کچھ لوگ ذاتی منفعت پر قومی منفعت کی بھینٹ چڑھا رہے ہیں جن حالات کے پیشِ نظر مسلمانوں کے اجتماعی اور قومی اعصاب سرد مہری کے شکار بن گئے۔

لہٰذا ہر ذمہ دار شخص کو چاہیے وہ عالمِ دین ہو یا کوئی رہبر طریقت ہو ہر ایک کو لازم ہے کہ خود اپنے کردار و عمل سے قوم و ملت کیلئے مشترکہ لائحہ عمل بنائے، صرف روزی روٹی یا دنیا داری ہی کو سب کچھ تصور نہ کر کے آخرت کو پیشِ نظر رکھے اور خود عالم باعمل اور رہبر باعمل بن کر قوم و ملت میں اجتماعی شعور و عمل پیدا کرے، اپنے دائرہ فکر و عمل کی ترجیحات اور شاہراہ حیات کے خطوط اسلامی روشنی میں طے کرے تب کہیں مذکورہ بالا روایات کا مصداق ہوگا اس لئے کہ علم اور عمل ایک دوسرے کیلئے جز و لاینفک ہیں۔ علم بغیر عمل کے بیکار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم دین حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ عمل بھی کرنے کی توفیقِ رفیق عطا فرمائے۔ آمین

منزل نمبر 3

شریعت وطریقت میں فرق

شریعت دین اسلام کی ایک دیوار ہے ہمیں جو بھی کام کرنا ہے وہ شریعت کے اندر رہ کر ہی کرنا ہے نہ کہ دائرہ اسلام سے باہر رہ کر کریں۔ اسلام کے اندر شریعت ایک قانون ہے وہ ہر خاص وعام پر لازم ہے اسلام جیسے عظیم الشان مذہب میں ایک نہیں ہے کہ جو قانون ایک غریب پر عائد ہیں اور امیر اُس سے بری الذمہ ہوں۔ ایسا نہیں ہے بلکہ جو بات ایک غریب پر عائد ہے وہ ہی امیر پر عائد ہے اور ولی کامل کے لئے ضروری ہے کہ اپنی تمام تر خواہشات کو دور کر کے شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔ عام لوگوں کا ماننا ہے کہ طریقت شریعت سے مختلف ہے اور حقیقت معرفت سے الگ ہے جبکہ ایسا بالکل بھی نہیں ہے۔ یہ چاروں چیزیں ایک ہی ہیں۔ ان میں فرق صرف یہ ہے کہ شریعت دین اسلام کا ظاہر ہے جس پر ہر خاص وعام چل سکتا ہے۔ آپ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہی شریعت کی ضرورت زیادہ تھی اس لئے اس کا چلن وعلم زیادہ پھیلا۔ اور آج بھی یہی حال ہے۔

طریقت طریق سے مشتق ہے معنی ہیں راستہ۔ لیکن یہ وہ تنگ گلی ہے کہ بے حد پیچیدہ ہے اور شریعت اسلام کا وہ راستہ ہے جو ظاہری پہلو رکھتا ہے جس پر ہر ایک شخص چل سکتا ہے۔ طریقت اسرار کے وہ تنگ وپیچیدہ گلی کو چے ہیں کہ اُن پر واقف انسان کے سوا چلنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ اب ہم ان چاروں پر غور کریں گے اور ان چاروں کے الگ الگ جو مطالب ہیں وہ سمجھائیں گے۔

(1) شریعت: جسمِ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا نام شریعت ہے۔

(2) طریقت: قلم پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا نام طریقت ہے۔

(3) حقیقت: ذہن پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا نام حقیقت ہے۔

(4) معرفت: روحِ پاک مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کا نام معرفت ہے۔

الغرض یہ کہ ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی ان چاروں کا مرکز ومحور ہیں شریعت اور طریقت آپس میں لازم وملزوم ہیں شریعت پوست ہے اور طریقت مغز ہے۔ پوست بغیر مغز کے بے قیمت ہے اور مغز پوست کے بنا غیر محفوظ ہے۔ ابلیس کی عبادت بے مغز پوست کی طرح تھی اسی طرح جاہل صوفی کی ریاضت بے پوست والے مغز کی طرح ہے۔ جو ہر دم خطرے میں رہتی ہے۔ طریقت حقیقت ہے اور شریعت مزاج ہے اب اگر کوئی کہے کہ اس وقت دنیا کے اندر کوئی ولی نہیں تو وہ سراسر جھوٹا ہے۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ مزاج رہے اور حقیقت نہ رہے۔ اب اگر ہم لوگ اپنے آپ کو شریعت کے سانچے میں ڈھال لیں تب ہی ہم سمجھ سکتے ہیں کہ طریقت وحقیقت ومعرفت کیا ہے؟

منزل نمبر 4

ذکرِ الٰہی

فضائلِ ذکر بیان کرنے سے قبل یہ جاننا ضروری ہے کہ ذکر کیا شئی ہے اور فلسفہءِ ذکر کیا ہے؟ ذکر یہ ہے جیسے نماز پڑھنا نوافل ادا کرنا تلاوت قرآن کریم کرنا حدیث پاک پڑھنا اللہ ﷻ کی تسبیح اور حمد زبان یا دل کے ساتھ بیان کرنا درود وسلام پڑھنا دعائیں کرنا ماسورات اور منھایات کے مطابق چلنا یہ سب ذکر ہیں۔

فلسفہء ذکر کو بزرگوں نے دل کے تین حصوں میں تقسیم کر کے ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے۔وہ تین قسمیں ذیل میں بیان کی جارہی ہیں۔

(۱) فلسفہء ذکر یہ ہے کہ ذکر خالق کا ہے ذکر کرنے والی مخلوق جتنا بندہ رب کریم کا ذکر کرتا ہے اتنا ہی اس کے قریب ہوتا ہے اور جتنا قریب ہوتا ہے اتنا ہی سلامتی وفلاح میں چلا جاتا ہے جتنا سلامتی اور فلاح میں ہوتا ہے اتنا ہی صاحبِ معرفت ہوتا جاتا ہے اور معرفت ہی انسان کا مقصود ہے۔

(۲) اور دوسرا فلسفہء ذکر یہ ہے کہ جب انسان اللہ ﷻ کا بہت ذکر کرتا ہے تو اس کی روحانی قوت مضبوط ہو جاتی ہے جتنی روحانی قوت مضبوط ہوتی جاتی ہے اس کے اعمال صالحہ مضبوط ہوتے جاتے ہیں جتنے اعمال صالحہ مضبوط ہوتے ہیں اتنا ہی انسان اور توکل مضبوط ہوتے جاتے ہیں جتنا ایمان اور توکل مضبوط ہوجاتا ہے اُتنا ہی عارف باللہ ہوتا جاتا ہے یہ بھی انسان کا مقصود ہے۔

(۳) اور فلسفہء ذکر یہ بھی ہے ذکرِ الٰہی سے روحانی قوت پیدا ہوتی ہے ذکر زیادہ ہوتا ہے تو

خیالات، ارادے پاک سے پاک ہوتے جاتے ہیں اور توجہ اس کی طرف مزید ہوتی جاتی ہے۔ پھر اس کے سوا ہر چیز سے بے نیاز ہوتا جاتا ہے دل سے اُس کی عظمت بڑھتی جاتی ہے اور اس کی محبت پیدا ہوتی ہے اور عرفان حاصل ہوتا ہے جب دل کا محور ومرکز صرف اسی کی ذات ہوتی ہے تو پھر وہ دل تجلی گاہِ الٰہی ہوتا ہے تو پھر بندے کا دیکھنا اسی کا دیکھنا ہوتا ہے اور بندے کا سننا اسی کا سننا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بندے کا ہر قول وفعل اس کے حکم کے تابع ہوتا ہے۔ یہی تو معراجِ انسانیت ہے الحمد للہ تمام عارفین اس اللہ ﷻ کے لئے ہیں جو پاک ہے اسی کی ذات ہے جسنے سمجھ بوجھ عطا فرمائی ہے۔

اللہ ﷻ کے ذکر کا بیان قرآنِ کریم فرقان حمید میں اس طرح ہے اپنے بندوں کو سمجھانے کے لئے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا ذکر کروں گا تم میری شکر گذاری کرو ناشکری مت کرو (سورۂ بقرہ پارہ نمبر۲ آیت نمبر۱۵۲)

اور جگہ پر یوں ارشاد ہے کہ اے ایمان والو تم اللہ ﷻ کا خوبصورتی سے ذکر کرو اور صبح وشام اسکی تسبیح بیان کرتے رہو (سورۂ احزاب آیت نمبر ۴۱/۴۲)

خوب سمجھ لو کہ اللہ ﷻ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے (سورۂ رعد آیت نمبر ۲۸)

اے ایمان والو تم کو تمہارے مال واولاد اللہ ﷻ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں۔ اور جو ایسا کرے گا ایسے لوگ ناکام رہنے والے ہیں (سورۂ المنافقون آیت نمبر ۱)

اور اللہ ﷻ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے (سورۂ عنکبوت آیت نمبر ۵)

اور کثرت سے اللہ ﷻ کو یاد کرتے رہا کرو تا کہ تم فلاح پاؤ (سورۂ جمعہ آیت نمبر ۱۰)

قرآنِ کریم کے ان فرمان کو جاننے کے بعد ہم حدیثِ نبوی ﷺ سے اللہ ﷻ کے ذکر کے فضائل جانیں گے۔

حدیث:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ ﷻ کو یاد کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے زندہ اور جو یاد نہیں کرتا اس کی مثال ایسی ہے جیسے مُردہ۔ (بخاری شریف)

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کی شکل ہے اور دل کی شکل اللہ ﷻ کا ذکر ہے اور کوئی چیز ذکرِ الٰہی سے بعید نہیں اور عذاب الٰہی سے نجات نہیں دیتی ہے۔ (بیہقی شریف)

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ رہتا ہوں جب کہ وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ملتے ہیں (بخاری شریف)

ان آیات اور احادیث کریمہ سے پتہ چلتا ہے کہ انسان تبھی کامیاب ہو سکتا ہے جب کہ وہ ذاکر ہو اور اپنی ہر سانس پر اللہ ﷻ کا ذکر کرے۔ اللہ ﷻ سے دعاء ہے کہ ہم سب کو اپنے ذکر کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہمارے دلوں کو ہمیشہ اپنی یاد سے روشن و معمور رکھے، اور دنیا کی تمام برائیوں سے ہمیں بچائے رکھے۔ امین ثم امین۔

منزل نمبر5

مُرشد کی پہچان کیسے ہو؟

کسی بھی علم، فن و ہنر کو بغیر کسی اُستاد یا رہنما کے نہیں سیکھا جاسکتا، جب بھی کوئی شخص اس چیز کا ارادہ کرے کہ وہ ایک بہترین طالب علم یا ایک اچھا ہنر کے کسی بہترین رہنما کی شاگردی حاصل کرے۔ اب چاہے وہ شخص دین اسلام کا ایک بہترین عالم دین بننے کا خواب دیکھتا ہے تو ضروری ہے کہ کسی متجر عالم دین کی صحبت اختیار کرے، اسی طرح اگر کوئی اچھا انجینئر بننا چاہتا ہے تو اسے کسی اچھے انجینئر کو اپنا رہنما بنانا ہوگا اور مزید اسی طرح اگر کوئی شخص خدمت خلق کے جزبے سے سرشار ہو کر یہ سوچے کہ میں ایک اچھا ڈاکٹر بن جاؤں، تو اسے بھی کسی اچھے ڈاکٹر کی رہنما و سرپرستی حاصل کرنا ضروری ہوگی۔ کیونکہ وہ ہی رہنما اس کی بہترین نشو و نما کر سکتا ہے، وہ ہی اسے اپنے ہنر کی باریکیوں سے آگاہ کر سکتا ہے اور وہ ہی استاد اپنے شاگرد کو کتابوں سے قیمتی موتی تلاش کر کے پیش کرتا ہے تاکہ یہ شاگرد ان قیمتی موتیوں کو اپنی دستار فضیلت میں جڑے اور اگر کہیں موقع ملے تو اپنی علمی خزانے کو لوگوں کے سامنے کھول دے تاکہ دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ اس شاگرد رشید نے اپنے استاد محترم سے کیا کیا حاصل کیا ہے۔ اور جب یہ معیار علمیت پر پورا اتر جاتا ہے تو اُستاد کی محنت وصول ہو جاتی ہے۔

مگر بعض ایسے اشخاص ہوتے ہیں کہ جو خود ہی بغیر کسی رہنما کی سرپرستی کے کتابوں کے خزانے میں گم ہو جاتے ہیں، اور اس طرح گم ہو جاتے ہیں کہ انہیں ہر بات گوہر نایاب لگتی ہے، لیکن ایسا کم ہی ہوتا ہے کہ وہ اس خزانے سے علمی موتی اپنے لیے چنیں بلکہ اکثر تو ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے مقصد ہی سے ہٹ جاتے ہیں اور اپنی منزل مقصود کے راستے کو بھول

جاتے ہیں، جس کا نتیجہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں نے اس موضوع پر کافی سوچ بچار کرنے کے بعد عالم تخیلات میں یہ سوال کیا کہ آخر ایسا کیوں ہے کہ آپ کو ہر علم وفن میں رہنما کی اس قدر ضرورت پیش آتی ہے؟

تو مجھے یہ جواب ملا کہ بظاہر کتابوں کی سطور و جملوں میں کئی علمی زخائر موتیوں کی صورت میں موجود ہوتے ہیں لیکن اُس طالب علم کو یہ نہیں معلوم کہ کس موتی کو کہاں رکھنا ہے، کہ کس موتی کو اپنی زندگی میں کہاں نافذ کرنا ہے۔ تو اسی باریکیوں کے راز استاد و رہنما کی علمی گہرائی، طویل علمی زندگی کے تجربات میں پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جن کو وہ اُستاد اپنے شاگردوں کے ازبان وقلوب میں منتقل کرتا ہے۔ بالکل اسی طرح حقیت ومعرفت کے اسباق کو پڑھنے کے لیے ایک صوفی باصفا، مرشد کامل کی ضرورت پڑتی ہے۔

مرشد بنانے کیلئے چند باتوں کا خیال رکھنا لازمی ہوتا ہے مرشد کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی کامل پیر کی خدمت میں رہ کر سلوک کی منزل طے کی ہوں اور اس کے پیر نے اسے مرید بنانے کی اجازت دی ہو جس سے آپ مرید ہونا چاہتے ہو وہ شریعت کے مسئلہ مسائل سے اچھی طرح واقف ہو اور بال برابر بھی اس کے خلاف نہ ہو اور نہ کوئی خلاف شرح کام کرتا ہو۔ پیر نفسانی خواہشات سے دور ہو یہ وہ باتیں ہیں جن کی پیروی خود مرید بھی کرسکتا ہے مرشد ایسا ہو جب کوئی گناہ گار گناہوں سے توبہ کرکے مرشد کی خدمت میں آئے اور اس کے دامن سے وابسطہ ہوجائے تو مرشد کی پرہیزگاری اور تقویٰ کا اثر مرید کے دل پر پڑے اور مرید کا دل بھی روشن وتابناک ہوجائے جب ایسا ہوگا تو مرشد اس متلاشی بارگاہ الہیٰ کو اسکی منزل راہ دکھاتا ہے اور اس کو منزل مقصود پر گامزن کرنے کیلئے اپنے علم وفن کے خزانے سے حقیقت ومعرفت کے سمندر سے کچھ عطا کرتا ہے۔ اور پھر مرید اپنے مرشد کامل کی رہنمائی اور سرپرستی میں راہِ

تصوف کا مسافر بن جائے کامل مرشد وہ ہوتا ہے جو اپنے مرید کی رہنمائی کرے اور اُسے حقیقت ومعرفت کے سمندر سے کچھ عطا کرے کہ مرید کو حقیقتوں کے علم سے آگاہی حاصل ہوجائے۔

آپ خود دیکھ لیں ہمارے معاشرے میں کامل پیر برائے نام موجود ہیں اور جعلی پیروں کا ایک ہجوم ہے اور لوگ جھنڈ کے جھنڈ ان سے مرید ہورہے ہیں۔ لیکن نماز کے پابند پانچ حضرات بھی نہیں ہوتے ہیں۔ اصل میں جاہل پیروں نے عوام کے دماغ میں یہ بات اچھی طرح سے فٹ کردی ہے کہ مرید ہونے سے سلسلے کے بزرگوں کا اتنا بڑا کرم ہے کہ دنیا کی ساری مصیبتیں دور ہوجاتی ہیں اور آرام وسکون وترقی مل جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے جاہل پیروں پر اُن کے مرید ہزاروں لاکھوں روپے خرچ کردیتے ہیں لیکن پیر صاحب، یہ نہیں پوچھتے کہ تم نے زکوٰۃ ادا کی یا نہیں۔ جب شریعت کا عامل نہ ہو تو وہ پیر نہیں شیطان ہے جو خود تو گمراہ ہے اور لوگوں کو مرید بنا کر انہیں بھی گمراہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بہروپیوں سے بچائے اور کسی کامل پیر کی صحبت وخدمت نصیب فرمائے۔ (آمین)

منزل نمبر 6

بیعت کے معنی ومطالب

لُغت کے اندر بیعت کے معنی معاہدہ اور معاقدہ کے ہیں اور صوفیوں کی اصلاح میں بیعت اُس کو کہتے ہیں کہ نائب یعنی شیخ کے ہاتھ پر اللہ رب العزت سے اقرار کرنا کہ ہم وفادار ہوگئے ہیں اور شیخ کو اپنا گواہ بنانا۔

بیعت کی چار قسمیں ہیں۔

(1) پہلی بیعت اسلام جو تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرتے وقت صحابہ بیعت دیتے تھے۔ اسے بیعت اسلام بھی کہا جاتا ہے۔

(2) دوسری بیعت جہاد حدیبیہ میں جو بیعت لی گئی تھی وہ بیعت جہاد تھی۔

(3) تیسری بیعت عہد، کبھی کبھی آپ سرور کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عہد پر بھی بعض حضرات سے بیعت لی۔

(4) چوتھی بیعت ارادت آج کل جو بیعت مشہور ہے۔ وہ بیعت ارادت ہے اور یہ بیعت سنت ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر بیعت لی گئی مگر یہ بیعت حکومت بھی تھی اور بیعت ارادت بھی تھی۔

خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین خود شیخ بھی تھے خلافت راشدہ کا جب زمانہ گزر گیا اور صرف سلطنت رہ گئی تو بیعت حکومت اسلامی کے بادشاہوں سے لی گئی اور بیعت طریقت مشائخ سے، بیعت لینے والے کے لیے پانچ چیزیں ضروری ہیں۔

جن کا بحیثیت پیر میں پایا جانا ضروری ہے۔

(1) پہلی شرط یہ ہے کہ پیر قرآن وحدیث کا علم رکھتا ہو۔ کم از کم قرآن کریم کا اتنا علم رکھتا ہو کہ تفسیر مدارک یا ان کے علاوہ ایسی تفاسیر پڑھ چکا ہو۔ اور حدیث رسول کا اتنا علم کافی ہے کہ مشکوٰۃ شریف وغیرہ پڑھ چکا ہو۔ وغیرہ وغیرہ

(2) بیعت لینے والے کی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عدل اور تقویٰ والا ہو۔

(3) اور تیسری شرط یہ ہے کہ دنیا کو ترک کر چکا ہو اور آخرت کی طرف متوجہ ہو گیا ہو۔

(4) چوتھی شرط یہ ہے کہ جو پیر بیعت لیتا ہے وہ صرف جائز کاموں کا حکم دیتا ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتا ہو۔

(5) پانچویں شرط یہ ہے کہ بیعت لینے والا پیر خود شریعت کا پابند ہو اور عامل ہو پنج گانہ نمازی ہو اور کسی سلسلے سے تعلق رکھتا ہو اور اُس میں روحانی کمال موجود ہو۔

منزل نمبر 7

علمِ باطن کا ثبوت

آج کل علم پر کافی بحث چل رہی ہے آج کے اس سائنسی دور میں علم کا مطلب ہی کچھ الگ نکالنے لگے ہیں۔آج تو جو بات کہو تو اُسے ثابت کرنا ضروری ہے۔آج ہم لوگ ایک ایسے ماحول میں جی رہے ہیں کہ اس میں کبھی مذہب کے علم کی بات ہوتی پر بحث ہوتی ہے۔تو کبھی عام زندگی کے علم پر لوگ جھگڑتے ہیں علم انسانی زندگی کا ایک حصہ ہے۔جب سے اللہ رب العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضرتِ آدم علیہ السلام کو اللہ نے 7 لاکھ زبانوں کا علم عطا فرمایا تھا اور دیگر مخلوق کے مابین صرف یہی فرق تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام صاحبِ علم تھے اور دیگر مخلوق بے علم تھی اسی وجہ سے ہم انسان کہلانے لگے۔علم کی کئی قسمیں ہیں لیکن اس کی خاص بنیاد صرف دو ہی علم ہیں۔اور یہ دونوں ہی افضل ہیں جیسے انسان کا فطرتی علم ہے جو خود انسان کے ذہن میں ہوتا ہے اس کے لیے اُسے کسی استاد کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(1) جیسے انسان دیکھ کر جس بات کو جان پاتا ہے۔اُسے علمِ ناظر کہتے ہیں۔اور اُسے ہی علم ظاہر بھی کہا جاتا ہے۔

(2) دوسرا علم سماعت ہے۔جس چیز کو ہم نے دیکھا نہیں لیکن کسی سے سنا ہو جیسے کہ ہم نے امریکہ دیکھا تو نہیں ہے لیکن ہمیں امریکہ کے بارے میں علم ہے۔ایسے ہی ہم نے بہت ساری چیزوں کو نہیں دیکھا ہے لیکن ہم اُن کے بارے میں جانتے ہیں،تو ایسے علم کو علمِ سماعت کہتے ہیں۔

(3) تیسرا علم ہے کہ جس چیز کو ہم نہ تو دیکھ سکتے ہیں اور نہ سن سکتے ہیں لیکن پھر بھی ہم اُس کے بارے میں علم رکھتے ہیں جیسے کہ پھول کی خوشبو اور گندی چیزوں کی بدبو ان سب چیزوں کو دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی سن سکتے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اگر ہمیں کوئی سڑی ہوئی چیز کھانے کو دے دے تو ہم اُس کو فوراً پھینک دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی ہمیں تو اس کے اندر بدبو آ رہی ہے جب کہ بدبو کو ہم نے نہ تو دیکھا ہے اور نہ ہی سنا ہے لیکن ہم نے اُسے محسوس کر لیا۔ یہ علم محسوس ہے۔

(4) چوتھا علم وہ ہے جو ہم کسی سے سیکھتے ہیں یا کسی کو سکھاتے ہیں۔اس علم میں وہ ساری باتیں آجاتی ہیں جنہیں ہم اپنی ضرورت پر کسی سے سیکھتے ہیں یا کسی سے سیکھنے کے لیے تلاش کرتے ہیں تو اس علم کو علمِ ایجاد و علم تقسیم کہا جاتا ہے۔

(5) اب یہ سارے علم عام ہیں ان سب علموں سے ہر عام وخواص فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور پانچواں علم ہے علمِ قیاس یہ وہ علم ہے کہ جو بھی ہم کام کرتے ہیں اُس کا اندازہ کرتے ہیں اسے علم قیاس کہا جاتا ہے۔اب ان سب علموں سے بہتر علم وہ ہے جسے ہم علمِ باطن کہتے ہیں جو چھپا ہوا ہے اور بہتر بھی ہے۔اس علم کے بارے میں ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں بھی جان سکتے ہیں۔اسلام کے اندر قرآن وحدیث کے علم کو علم ظاہر کہا جاتا ہے۔کیونکہ یہ وہ علم ہے جو انسان کے ہر قدم پر کام آتا ہے اس کے علاوہ بھی ایک خاص علم ہے جسے روحانی علم اور باطنی علم کہا جاتا ہے اسے ہی تصوف بھی کہا جاتا ہے یہ ایک خاص علم ہے جو خدا کا خاص اور محبوب بندہ بننا چاہتا ہے۔اُس کے لیے ضروری ہے کہ شریعت کا علم سیکھنے کے ساتھ ساتھ روحانی عالموں سے روحانی تعلیم حاصل کر کے اپنے دلوں کو صاف وستھرا رکھیں۔شریعت کے حکم کے مطابق بدن تو نہانے اور وضو کرنے سے صاف وپاک ہو جاتا ہے لیکن روح کو پاک کرنے

کے لئے روحانی علم کی روشنی میں عمل کرنا ضروری ہے۔ اللہ رب العزت نے ایک ہی آیت کے اندران دونوں علموں کی طرف اشارہ فرما کران دونوں علموں کی اہمیت اور ضرورت کو یوں بیان کردیا۔

ترجمہ: ''اللہ وہی ہے جسے اَن پڑھوں کے درمیان اُن ہی میں سے ایک رسول بھیجا۔ وہ رسول لوگوں کو اللہ رب العزت کی آیتیں سناتے ہیں اور اُن کے دلوں کو پاک وستھرا بناتے ہیں اور انہیں کتاب حکمت یعنی قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں۔ (سورہ جمعہ)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجنے کا مقصد بیان فرمایا ہے۔

ایک دوسری آیت میں طریقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں بیان آیا ہے۔

ترجمہ: جولوگ طریقت کے اصولوں پر چلتے ہوئے ہمارے لئے ریاضت ومجاہدہ کرینگے ضرور ہم انہیں اپنے راستے کی جانب رہنمائی کریں گے۔ (سورۂ عنکبوت پارہ ۲۱)

اسی طرح ایک اور راستے پر گامزن رہنے کے لئے ایک اور آیت کے تحت ہے کہ روحانی علم کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ رب قدیر نے ارشاد فرمایا کہ میں نے حضرت خضر علیہ السلام کو علم لدنی سے مالا مال فرمایا، علم لدنی کا مطلب باطنی روحانی علم ہے۔

قرآن حکیم میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کو علم لدنی عطا کیا اسی علم کی تلاش میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت یوشع بن نون حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ مجمع البحرین تک گئے تھے۔

حقیقت میں یہی علم باطن ہے جسے آج بھی صوفیائے کرام علم لدنی کہتے ہیں۔

اس علم کا ثبوت ہمیں قرآنِ حکیم نے تو دے دیا اب ہم اس کی فضیلت وعظمت حدیث نبی

صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کرتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث شریف ہے۔

اسی علم کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ایک بار حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام کے سامنے فرمایا کہ میں نے تاجدار کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علم کے دو برتن بھرے تھے۔ ایک برتن کا علم تو میں نے تم لوگوں کے سامنے بیان کردیا ہے لیکن اگر دوسرے برتن والا علم تمہارے سامنے پیش کروں تو میری گردن اڑادی جائے دوسرا علم وہی علم باطن ہے۔ کیونکہ شریعت کا علم چھپانا تو سخت گناہ ہے جولوگ اپنا علم چھپائیں گے بروز قیامت انہیں آگ کی لگام پہنچائی جائے گی۔ ظاہر ہے کہ تصوف کی باریکیاں سب کی سمجھ سے باہر ہے۔

اس لئے اسے چھپانا ہی بہتر ہے ہاں اگر کوئی اس قابل ہوجائے تو اُسے ضرور بتایا جائے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے بعد فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ 90 فیصد علم چلا گیا لوگوں نے کہا آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں ابھی تو ہمارے اندر بڑے بڑے صحابہ کرام موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرا مطلب ہے کہ وہ علم نہیں جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ میرا مطلب علم الٰہی ہے۔

وہ علم جس کی بدولت انسان کو اللہ رب العزت کی پہچان ملتی ہے۔

ان آیتوں اور حدیثوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ شریعت وطریقت کا علم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہی جاری تھا شریعت کی تعلیم وتبلیغ سب سے زیادہ ضروری تھی اس لئے اُس کا چلن عام رہا اور آج بھی یہی حال ہے۔ لیکن جن کے دلوں میں خدا ئے قدوس کی رحمت حاصل کرنے کی تڑپ ہے یا تھی پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اُن کی صلاحیت کے اعتبار سے علم باطن سے بھی نوازا۔ آج اس حقیقت کو ماننے کے لئے سب ہی

مجبور ہیں کہ دین کوانہی لوگوں سے ترقی ملی جنہوں نے شریعت کے ساتھ ساتھ طریقت کے راستے پر چل کرلوگوں کوخدا کے قریب کیا۔ سلطان عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تقریباً 20 سال تک اپنے پیرومرشد کی خدمت میں رہ کر یہ علم دین حاصل کیا۔ یہ علم آج بھی امانت کے طور پر اللہ کے نیک بندوں کے سینوں میں محفوظ ہے۔ یہ علم کتابوں سے نہیں حاصل کیا جاتا۔ اگر حاصل ہوتا ہے تو بس اللہ رب العزت کے ولیوں کی صحبت وخدمت میں رہنے ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

خوشخبری

خوشخبری

مدارنعت اکیڈمی

الحمداللہ حضرت پیرنواب علی شاہؒ کے دربار پر بچوں اور بچیوں کوحمد ونعت کی تربیت کیلئے مدارنعت اکیڈمی قائم ہے جس میں اُستادنعت خواں نعت پڑھنے کا شوق رکھنے والے بچوں اور بچیوں کی تربیت کی جاتی ہے

رابطے کیلئے
قاضی نعیم الدین
0313-3095120

زیرنگرانی
حاجی اشفاق حسین
0311-3018456

منزل نمبر 8

جادو کسے کہتے ہیں اور جن کیا ہے؟

جادو کے معنیٰ چھپی ہوئی باتوں اور چیزوں کے اور علمی طور پر ایسے عجیب وغریب کاموں کا نام ہے جنکے وجود میں آنے کے اسباب نظروں سے چھپے ہوں۔ الفاظ جادو شریعت کی زبان میں ایسے کام کے لئے خاص ہے جس کا سبب چھپا ہوا ہو اور وہ اصل حقیقت کے خلاف خیال میں آنے لگے۔

علمائے اھل سنت کی رائے ہے کہ جادو معنوں میں ایک حقیقت ہے اور نقصان پہنچانے والا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت اور مصلحت کاملہ کو سامنے رکھتے ہوئے اس میں اس طرح نقصان پہونچانے والے اثرات رکھدئے ہیں جس طرح زہر یا دوسری نقصان پہونچانے والی دوائیں موجود ہیں۔

یہ بات نہیں ہے کہ جادو خود اپنی قدرت الٰہی سے بے نیاز ہوکر اثر کرنے والا ہے جادو کو اپنی ذات کے اعتبار سے اثر کرنے والی بات خالص کفر ہے اسلامی مذہب کے عالموں اور عامل حضرات نے جادو کے بارے میں خلاصہ کیا ہے کہ جن اعمال میں شیطانی ارواح اور پلیدوں سے مدد لی جائے تو وہ شرک کی طرح ہے اور اس کا عامل کافر ہے اور جن اعمال میں ان کے علاوہ دوسرے طریقے استعمال کئے جائیں اور ان سے دوسروں کو نقصان پہونچایا جائے تو ان کا کرنے والا احرام اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور عذاب الٰہی کا مستحق ہے۔

دیکھیئے کہ جادو بھی ایک ہنر ہے جسے کرکے طے شدہ اصول وقواعد پر ایک دم پابندی کے ساتھ ہر ایک جادوگر ہر وقت کام میں لاسکتا ہے حالانکہ اُسکے اسباب عام نظروں سے چھپے ہوئے

ہوتے ہیں لیکن اس ہنر کو جاننے والے اس بات کو پہچان لیتے ہیں۔
اللہ ﷻ کی ذات کا یقین و توکل چھوڑ کر پوشیدہ اسباب کے ذریعے شریعت کے خلاف اور عادت کے خلاف عجیب وغریب کاموں پر قابو پانے کا نام جادو ہے۔ معتبر تاریخ کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ نمرود کے زمانے میں بابل کے حکیموں نے چھ(٦) طلسم ایسے عجیب وغریب بنائے کہ عقل کی پہونچ بھی ان تک مشکل تھی۔
اللہ ﷻ کے جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں جادوگر تھے جس نے اپنے جادو کے ذریعے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف جادو کے سانپ بنا کر بھیجے تھے آپ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سب کو ناکام کر دیا تھا کیونکہ جادو ایک کلا تھی (فن) اور آپ ایک سچے نبی تھے آپ کا ہر کام اللہ عزوجل کی طرف سے تھا۔

کلدانی اور یونانی جادو میں امتیاز

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ بابل کے لوگ ہاروت و ماروت کی تالی کے مطابق تسخیرِ روحانیت والویہ وسفلیہ وجسمانیت وغیرہ کے ماہر تھے مگر یونانیوں نے تسخیرِ روحانیت الویہ پر ہی بس کیا ان کا خیال تھا کہ روحانیت الویہ کے بعد روحانیت سفلیہ کی ضرورت نہیں ہے۔
وطنِ عزیز ہندوستان میں شروع سے ہی بابل کا جادو کیا جاتا ہے جو خبیث روحوں کے ذریعے ہوتا ہے۔

جادو کیا ہے؟ ایک ردّ و بدل ہے جو کسی کو دھوکے میں رکھے اور اسے کرنے والا بزدل و نکما ہوتا ہے۔ اسے کرنے والا ایک دن حدِ انسانیت کو پار کر دیتا ہے اور کافر ہو کر جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔

جنات و موکلات کے نام ابجد کے حساب سے

الفاظ	جنات موکلات	ملائکہ موکلات
الف	فیوپوش	اسرافیل
ب	دیوش	جبریل
ج	جلوش	فکائیل
د	تیوش	دردائیل
ھ	حوش	دویائیل
و	پویوش	افتیائیل
ز	کاپوش	شرفائیل
ح	ابوش	تنکفیل
ط	بدیوش	اسماعیل
ی	سمبوش	سرکیکائیل
ک	قدپوش	کھروجائیل
م	منبوش	رویائیل
ن	وتیوش	عطائیل
س	لینوش	ھمواکیل
ع	فشیوش	بوائیل
ف	باعت یوش	سرعائیل

ص	فلپوش	همزائیل
ق	شمیوش	عطرائیل
ر	رھوش	امواکیل
ش	لتیوش	همرائیل
ت	تجی یوش	عزرائیل
ث	والی یوش	میکائیل
ذ	نامایوش	اتکائیل
ض	اکویوش	نورائیل
ظ	ارتوپوش	نوفائیل
غ	اجدوش	جبرائیل

جن کے اثرات

جنات چونکہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہیں اس لئے نہ تو اس مخلوق کی صحیح تعداد کا پتہ چل سکتا ہے اور نہ ہی اس قوم کے حالات کا خلاصہ ہوسکتا ہے۔ہاں نبی اکرم ﷺ کی حدیثوں سے اتنا ضرور معلوم ہوا ہے کہ آپ کے زمانے میں جنات کے ایک بڑے گروہ نے آپ کے دستِ حق پرست اسلام قبول کر کے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو گئے تھے یہ بھی انسانوں کی طرح شادی بیاہ و اولاد کی پیدائش کی وجہ سے اس قوم کی تعداد دنیا کے کُل انسانوں سے کہیں زیادہ ہے۔

جس طرح انسانوں میں کوئی کسی مذہب کا ماننے والا اور کوئی کسی مذہب کا ماننے والا ہے اسی طرح جنات کے بھی الگ الگ مذاہب ہیں کوئی صحیح راستے پر ہے اور کوئی الگ راستے پر ہے کوئی نیک ہے تو کوئی بد اور کوئی بدمعاش، دنیا میں نیک انسان جس طرح اپنی جنس کو ستانا اچھا نہیں سمجھتے اسی طرح نیک جنات بھی کسی کو پریشان وستانا اچھا نہیں سمجھتے ہیں۔فتنوں اور تکالیف سے بچنے کے لئے حکومت کا بھی کچھ نظام ہوتا ہے۔اب جنات کو دیکھنا ہماری نظروں کے بس میں نہیں۔اسی لئے انکا صحیح معنوں میں پتہ لگانا مشکل ہے۔ساتوں اقلیم کے بادشاہ جنات اور مسلمان جنات سے ملاقات کے نتیجے میں علامہ مغربی طلمسانی کو شریر جنوں کے ستانے کے بارے جو جانکاری حاصل ہوئی تھی اس سلسلے میں انہوں نے اسماعیل وزیر شاہ کی تحریر نقل کی ہے۔

اسماعیل وزیر کہتے ہیں کہ جو جنات عورتوں و مردوں کو ستایا کرتے ہیں ان میں بہت سی قسم کے ہیں مجھے بھی ان میں سے بہت سوں کا حال معلوم ہے ایسے جنوں کی ستر (۷۰) قومیں ہیں اور ہر قوم میں ستر ہزار قبیلے ہیں اور ہر قبیلے میں ستر ہزار جن ہیں اگر آسمان سے سوئی پھینکی جائے تو وہ زمین پر نہ گریگی بلکہ ان کے سروں پر رک جائے گی۔

جنوں کے رہنے کی جگہ اور ان کی قسمیں

کچھ اس طرح ہے افریت چشموں اور گڈوں میں رہتے ہیں اور شیطان جنات شہروں و مقبروں دونوں جگہ آباد ہیں اور توا گیت ایسی جگہ ہے کہ جہاں خون بہتا ہے اور کچھ جدا با ہوا میں رہتے ہیں اور کچھ بڑے بڑے بڑے شیطان آگ کے قریب رہتے ہیں اور بہت سے تواقف افریت مطلب وہ جنات جو عورتوں کی شکلوں میں آجاتے ہیں وہ بڑے بڑے پیڑوں

اور باغوں میں اور کچھ کالے پہاڑوں میں اور ویران جگہ پر رہتے ہیں جنوں کی سبھی قسمیں اکثر انسانی مرد عورتوں کو ستایا کرتے ہیں اور شیاطین اہرمیت کی تو یہ حالت ہے کہ وہ تو انسانی عورتوں پر عاشق ہو جاتے ہیں اور انسانی عورتوں کو اپنی بیوی بنانا بہت ہی فخر سمجھتے ہیں اور کچھ شیاطین انسان کی پیدائش میں دخل دیتے ہیں۔ انکوں دسریر کے حصوں کو بگاڑ دیتے ہیں (بحوالہ کنزالاسرار)۔

جنات انسانوں کو کیوں ستاتے ہیں

اسامیل وزیر شاہ نے علامہ مغربی طلمسانی کو انسانوں کو الگ الگ طریقوں سے ستانے کی جو تفصیل بھی بتائی ہے یہاں اسی کو پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کی جنات کے اثر یا ستانے کی وجہ سے مرد یا عورت یا بچہ بچی بے ہوش ہو جاتے ہیں اور انکی حالت مرگی کے مریض جیسی ہو جاتی ہے۔

(۲) افریت شیطان عام طور پر ان نئی دلہنوں کو ستایا کرتے ہیں جو ایک دو دن کی شادی ہوئی ہوتی ہے اور انکی حالت پاگل جیسی ہو جاتی ہے۔

(۳) شیطان افریت عام طور پر میاں بیوی کے درمیان جھگڑا پیدا کرا دیتے ہیں۔

(۴) شیطان افریت حسین خوبصورت عورتوں۔

منزل نمبر 9

حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

اس سلسلے میں آپ حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے بعد میں ایک اور آپ کے چہیتے مرید ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ آپ کا واقعہ کچھ اس طرح ہے آپ صدق و صفا پر عمل پیرا اصاحب یقین اور گوشہ نشین بزرگان دین میں سے ہوئے ہیں۔ اور آپ کی ریاضت و کرامات بے شمار ہیں۔ ابتدائی دور میں آپ بہت امیر تھے۔ اور اہل بصرہ کو سود پر قرض دیا کرتے تھے۔ اور جب مقروض پر تقاضہ کرنے جاتے تو اس وقت تک واپس نہ آتے تھے کہ جب تک قرض وصول نہ ہو جاتا تھا۔ اور اگر کسی مجبوری کی بناء پر قرض وصول نہ ہوتا تھا تو اپنے وقت کے ضائع ہونے کا مقروض سے روپیہ وصول کرتے اور اس رقم سے زندگی بسر کرتے تھے۔ ایک روز کسی کے یہاں آپ وصول کی غرض سے پہنچے تو وہ گھر پر موجود نہ تھا۔ اس کی بیوی نے کہا کہ نہ تو میرے شوہر گھر پر موجود ہیں اور نہ ہی تمہیں دینے کے لئے میرے پاس کوئی چیز ہے۔ البتہ آج میں نے ایک بھیڑ ذبح کیا تھا جس کا گوشت تو ختم ہو چکا ہے مگر اس کا سر باقی رہ گیا ہے اگر آپ چاہیں تو میں وہ آپ کو دے سکتی ہوں۔ چنانچہ آپ اس بھیڑ کا وہ سر لے کر گھر پہنچے اور اپنی بیوی سے فرمایا کہ میں یہ سر سود میں لے کر آیا ہوں۔ اس کو پکا ڈالو۔ بیوی نے جواب دیا کہ پکانے کے لئے گھر کے اندر نہ لکڑی ہے اور نہ آٹا۔ بھلا میں کھانا کس طرح تیار کر سکتی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں ان دونوں چیزوں کا بندوبست بھی مقروض لوگوں سے ہی سود کے عوض کرتا ہوں اور سود ہی سے یہ دونوں اشیاء خرید کر لائے لیکن جب کھانا تیار ہو چکا تو ایک سائل نے آکر سوال کیا آپ نے کہا کہ

تجھے دینے کے لئے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔اور اگر تجھے کچھ دے بھی دیں تو تو اُس سے دولت مند نہ ہوگا۔لیکن ہم لوگ مفلس ہو جائیں گے۔سائل جب مایوس ہو کر واپس چلا گیا تو بیوی نے سالن نکالنا چاہا لیکن وہ ہانڈی جس کے اندر سالن تھا اب وہ بجائے سالن کے خون سے لبریز تھی۔اُس نے شوہر کو آواز دے کر کہا کہ دیکھئے کہ تمہاری کنجوسی اور بد نیتی سے یہ کیا ہو گیا ہے۔آپ نے یہ باتیں سن کر اور دیکھ کر عبرت حاصل کی۔اور اپنی بیوی کو شاہد بنا کر کہا کہ آج سے بیتے کام سے توبہ کرتا ہوں اور یہ کہہ کر مقروض لوگوں سے اصل رقم وصول کرنے اور سود ختم کرنے کے لئے گھر سے نکلے راستے میں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے۔آپ کو دیکھ کر بچوں نے آوازیں دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ الگ ہٹ جاؤ حبیب عجمی سود خور آرہا ہے۔کہیں اُن کے قدموں کی خاک ہم پر نہ پڑ جائے۔اور اُس جیسے بد بخت نہ بن جائیں۔

سن کر آپ بہت رنجیدہ و غمگین ہوئے۔اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے آپ کو ایسی نصیحت فرمائی کہ آپ نے بے چین ہو کر دوبارہ توبہ کی۔اور جب واپسی میں ایک مقروض ملا وہ شخص آپ کو دیکھ کر چھپنے لگا تو آپ نے فرمایا کہ تم مجھ سے مت چھپو اب تو مجھ کو تم سے چھپنا چاہئے تا کہ ایک عاصی کا سایہ تمہارے اوپر نہ پڑ جائے۔پھر جب آگے بڑھے تو انہی لڑکوں نے کہنا شروع کر دیا کہ راستہ دے دو اب حبیب عجمی تائب ہو کر آرہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو ہمارے پیروں کی گرد و غبار اُس پر نہ پڑ جائے۔اور اللہ تعالیٰ ہمارا نام گناہ گاروں میں درج کر دے۔آپ نے بچوں کا یہ قول سن کر اللہ رب العزت سے عرض کی کہ اے اللہ تیری قدرت بھی عجیب و غریب ہے۔آج ہی میں نے توبہ کی اور آج ہی تو نے لوگوں کی زبانوں سے میری نیک نامی کا اعلان کروا دیا۔

اس کے بعد آپ نے منادی کروادی کہ جو شخص میرا مقروض ہے وہ اپنی تحریر اور مال واپس

لے جائیں اس کے علاوہ آپ نے اپنی تمام دولت راہِ خدا میں تقسیم کر دی۔اور جب کچھ باقی نہ رہا تو آخر میں ایک سائل کو اپنا کُرتا تک اُتار کر دے دیا۔اور دوسرے سائل کے سوال پر آپ نے اپنی بیوی کی چادر بھی دے دی۔اس کے بعد دونوں میاں بیوی تقریباً نیم برہنہ سے رہ گئے۔پھر ساحل فراط پر ایک عبادت خانہ تعمیر کر کے عبادت میں مشغول رہے۔اور معمول بنا لیا تھا کہ دن میں تحصیل علم کے لئے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچ جاتے۔اور رات بھی مشغول عبادت رہتے۔چونکہ قرآن کریم کا صحیح انداز سے پڑھنے کا اندازہ نہیں تھا۔تا کہ تلفظات کو اُن کے صحیح مخارج وصفات سے ادا کیا جا سکے۔اسی بناء پر آپ کو عجمی کا خطاب دے دیا گیا۔ایک مرتبہ بیوی نے کہا کہ خورد و نوش کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا چاہئے۔تو آپ مزدوری کرنے کے لئے گھر سے نکلے لیکن دن بھر عبادت میں مشغول رہ کر جب گھر پہنچے تو بیوی نے سوال کیا کہ کیا لائے ہو۔

آپ نے جواب دیا کہ جس کی مزدوری کی ہے وہ بہت کرم فرماں اور مہربان ہے۔اور اس کے کرم ہی کی وجہ سے مجھ میں اُجرت طلب کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔لیکن اس نے خود ہی یہ کہہ دیا ہے کہ دس روز کے بعد جب تم کو ضرورت ہوگی تو پوری اُجرت دے دوں گا۔پھر دس روز کے بعد آپ کو خیال آیا کہ آج گھر جا کر کیا جواب دوں گا تو اپنے تصور میں غرق ہوئے جا رہے تھے۔اور دوسری جانب اللہ رب العزت نے ایک بوری آٹا اور ایک ذبح شدہ بکری گھی شہد اور تین سو درہم غیبی شخص کے ذریعہ آپ کے گھر پہنچا دیا۔اور ساتھ ہی یہ پیغام بھی دیا کہ حبیب عجمی سے کہہ دینا کہ اپنے کام کو ترقی دے جس کے عوض میں ہم اس سے بھی زیادہ مزدوری دینگے۔

چنانچہ جب آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو گھر میں شے کھانے کی خوشبو آرہی تھی۔اندر

جا کر بیوی سے صورت حال دریافت کی تو اس نے پورا واقعہ اور پیغام آپ تک پہنچا دیا یہ سب سن کر آپ کو خیال آیا کہ جب صرف دس دن کی بے توجہ کی ریاضت کا عالم یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے بدل عطا فرمایا ہے۔ تو اگر زیادہ دل جمعی کے ساتھ عبادت کرو تو نہ جانے کیا انعامات حاصل ہوں گے۔ چنانچہ اسی دن سے دنیا کو چھوڑ کر اس درجہ عبادت میں غرق ہو گئے کہ مستجاب الدعوات کے درجہ تک پہنچ گئے اور اُن کی دعاؤں سے مخلوق کو بے حد فائدہ حاصل ہوا۔ ایک عورت گریہ زاری کرتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بچہ گم ہو گیا ہے جس کی وجہ سے میں بہت ہی بے چین ہوں۔

آپ نے پوچھا کہ تمہارے پاس اور کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ دو درہم ہیں آپ نے اُس سے وہ درہم لے کر خیرات کر دیے اور دعا کر کے فرمایا کہ جاؤ انشاء اللہ العزیز تمہارا بچہ آ گیا ہے۔ چنانچہ گھر پہنچ کر جب اُس نے دیکھا تو واقعی اُس کا بچہ گھر پر موجود تھا۔ اُس کو گلے لگا کر پوچھا تو کہاں چلا گیا تھا۔ لڑکے نے کہا میں تو کرمان میں تھا اور میرے استاد نے مجھ کو گوشت لینے کے لئے بازار بھیجا تھا راستے میں اچانک ایسی خطرناک آندھی آئی کہ جو مجھے یہاں تک اُڑا کر لے آئی ہے۔ اور میں نے کسی کہنے والے کو سنا کہ اے ہوا اس کو اپنے گھر پہنچا دے۔ اس ایک واقعہ سے ان کی یعنی حضرت حبیب عجمی رضی اللہ عنہ کی دعاؤں کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد حضرت فریدالدین عطار صاحب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی سوال کرے کہ اتنی عُجلت کے ساتھ ہوا نے کس طرح پہنچا دیا تو اس کا یہ جواب ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت ایک پل میں ایک دن کا فاصلہ طے کر سکتا ہے اور بلقیس کا تخت آنِ واحد میں حضرت سلیمان علیہ السلام تک پہنچ سکتا ہے تو یہ واقعہ اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے۔ بصرہ شہر میں ایک مرتبہ شدید قحط سالی ہوئی تو آپ نے قرض لے کر کھانا غرباء و مساکین میں تقسیم

فرمایا اور ایک تھیلی تکیہ کے نیچے رکھ لی۔ جب کوئی قرض لینے والا آتا تو اُس میں سے نکال کر دیتے جاتے تھے۔ آپ کا مکان بصرہ شہر کے چوراہے پر تھا اور ایک روز آپ نے کپڑے نکال کر چوراہے پر رکھ دیئے اور خود کہیں نہانے کے لئے چلے گئے اتفاق سے حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اُس طرف سے گزر ہوا تو آپ نے اُن کا لباس دیکھ کر خیال کیا کہ یہ تو حبیب عجمی کہیں چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔

اگر کوئی اٹھا کر چلا گیا تو پھر کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے آپ کپڑوں کے پاس حفاظت لئے بیٹھ گئے۔ جب حبیب عجمی واپس تشریف لائے تو حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو وہاں بیٹھے دیکھ کر دریافت کیا کہ آپ یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم اپنا لباس کس کے سُپرد کر کے گئے تھے اگر کوئی اٹھا کر لے جاتا تو کیا ہوتا؟ یہ سن کر حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اُسی کے بھروسہ پر چھوڑ کر گیا تھا جس نے آپ کو حفاظت کے لئے یہاں تک پہنچا دیا ہے۔

منقول ہے کہ حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ ایک مرتبہ حضرت حبیب عجمی کے پاس تشریف لائے تو اُن کے یہاں جَو کی ایک روٹی اور تھوڑا سا نمک موجود تھا۔ وہی بطور تواضع آپ کے سامنے رکھ دیا۔ اور جب انہوں نے کھانا شروع کر دیا تو ایک سائل آ پہنچا تو حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ نے وہ روٹی اور نمک اٹھا کر سائل کو دے دیا۔ اس پر حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم میں شائستگی تو ضرور ہے لیکن علم نہیں۔ کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ مہمان کے سامنے سے پوری روٹی اٹھا کر نہیں دینی چاہئے۔ بلکہ ایک ٹکڑا توڑ کر دے دیتے۔ یہ سُن کر وہ خاموش رہے۔ لیکن کچھ ہی دیر کے بعد ایک غلام سر پر خوانِ نعمت رکھے ہوئے حاضر ہوا۔ جس میں تمام قسم کے نمکین و نفیس کھانے موجود تھے۔ اور اس کے ہمراہ پانچ

سو درہم بھی موجود تھے۔ آپ نے وہ درہم تو غریبوں کے اندر تقسیم کروادیئے۔ اور کھانا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے سامنے رکھ کر آپ خود بھی ساتھ میں کھانے کے لئے بیٹھ گئے۔ اور کھانے سے فراغت کے بعد حسن بصری علیہ الرحمہ سے فرمایا کہ حضور آپ کا شمار نیک لوگوں میں تو ضرور ہے۔ لیکن کاش یقین کا درجہ بھی حاصل کر لیتے تو بہتر تھا۔ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ مغرب کی نماز کے وقت آپ کے یہاں پہنچے لیکن آپ نماز کے لئے کھڑے ہو چکے تھے اور حضرت حسن بصری نے دیکھا کہ آپ الحمد میں بڑی ح کی بجائے چھوٹی ہ سے قرأت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپ چونکہ قرآن شریف کا تلفظ صحیح ادا نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی چنانچہ انہوں نے الگ نماز ادا کی۔ لیکن اسی رات کو خواب کے اندر اللہ عزوجل کا دیدار نصیب ہوا تو آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ عزوجل تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے۔ ارشاد ہوا کہ اگر نماز میں حبیب عجمی کی اقتداء کر لیتا تو تیرے لئے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا۔ کیونکہ تو نے اس کی ظاہری عبادت کا تو مظاہرہ کیا لیکن تو نے اُس کی باطنی عبادت کا اندازہ نہیں کیا۔ کیونکہ ولی کی نیت سے تلفظات کی صحت کم درجہ رکھتی ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ حجاج بن یوسف ثقفی کے سپاہیوں سے چھپتے ہوئے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کی عبادت گاہ میں پہنچ گئے اور جب سپاہیوں نے حبیب عجمی سے معلوم کیا تو انہوں نے صاف صاف بتادیا کہ حسن بصری عبادت گاہ کے اندر ہے۔ لیکن ساری عبادت گاہ کی تلاشی کے باوجود بھی حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کا سراغ نہ مل سکا اور حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ سات مرتبہ سپاہیوں نے میرے اوپر ہاتھ رکھا۔ لیکن مجھے نہ دیکھ سکے۔ پھر سپاہیوں نے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے کہا کہ حجاج بن یوسف تم کو جھوٹ بولنے کی سزا دے گا۔ آپ نے فرمایا کہ حسن بصری میرے سامنے عبادت گاہ میں

داخل ہوئے تھے۔ لیکن اگر وہ تم کو نظر نہیں آئے تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔

چنانچہ پھر دوبارہ تلاشی لی گئی لیکن ان کو نہ پا کر واپس آگئے۔ پھر حضرت حسن بصری نے باہر نکل کر حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے کہا کہ آپ نے تو استاد و شاگرد کے حق کو بھی نہ نبھایا اور ایک استاد کا خیال نہ کیا؟ اور صاف صاف میرا پتہ بتادیا انہوں نے کہا کہ چونکہ میں نے سچ سے کام لیا اس لئے آپ محفوظ ہے۔ اگر میں جھوٹ سے کام لیتا تو پھر یقیناً ہم دونوں گرفتار کر لئے جاتے۔

یہ سن کر حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ آخر میں آپ نے وہ عمل کیا تھا کیا پڑھا تھا کہ جس کی وجہ سے میں سپاہیوں کے چنگل سے دور رہا۔ اور نظر نہ آیا۔ آپ نے فرمایا کہ دو مرتبہ آیۃ الکرسی اور دو مرتبہ قل ھواللہ احد یعنی سورہ اخلاص اور دو مرتبہ آمن الرسول پڑھ کر اللہ رب العزت سے عرض کی کہ اے اللہ حسن کو تیرے حوالے کیا۔ اب تو ہی اُس کی حفاظت فرما۔

حضرت حسن بصری علیہ الرحمہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے تو دریائے دجلہ کے کنارے حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے حضرت حسن بصری نے کہا کہ دریا کے کنارے سے اُس پار جانا چاہتا ہوں۔ اور کشتی کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بغض اور حُبِّ دنیا کو قلب سے نکال کر مصائب کو غنیمت تصور کرو۔ اور اللہ رب العزت پر بھروسہ کر کے پانی کے اوپر روانہ ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر خود پانی کے اوپر چلتے ہوئے دوسرے کنارے پر جا پہنچے۔ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ پر غشی طاری ہوگئی۔ اور ہوش آنے کے بعد جب لوگوں نے غشی طاری ہونے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ حبیب عجمی کو علم میں نے سکھایا لیکن اس وقت وہ مجھ کو نصیحت کر کے خود پانی کے اوپر روانہ ہو گئے اور اسی دہشت سے مجھ پر غشی طاری ہوگئی کہ جب روز محشر پل صراط پر چلنے کا حکم

دیا جائے گا اور اگر اُس وقت بھی محروم رہ گیا تو کیا کیفیت ہوگی۔

پھر آپ نے دوسری ملاقات میں حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ سے پوچھا کہ تمہیں یہ مقام و مرتبہ کیسے حاصل ہوا۔ فرمایا کہ میں قلب کی سیاہی دھوتا ہوں۔ اور آپ کاغذ سیاہ کرتے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ دوسروں نے میرے علم کا فائدہ اٹھایا لیکن مجھ کو کچھ نہ مل سکا۔ حضرتِ عطار فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ شک ہے کہ حبیب عجمی علیہ الرحمہ کا مرتبہ و مقام حضرتِ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بلند تھا تو یہ اُس کی غلط فہمی ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے علم کو ہر شے پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے نبی کہو کہ اے میرے رب میرے علم میں زیادتی عطا فرما۔ اور جیسا کہ مشائخ کا قول ہے کہ طریقت میں چودھواں درجہ کرامت کا ہے۔ اور اٹھارہواں اسرار رموز کا۔

کیونکہ کرامت کا حصول عبادت سے متعلق ہے اور اسرار و رموز کا عقل و فکر سے جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت ہر شے پر تھی۔ لیکن اتباع حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کرتے تھے اور خود صاحب کتاب نبی نہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ انہی کی کتاب پر عمل پیرا رہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ اور حضرت امام حنبل علیہ الرحمہ کسی جگہ پر تشریف فرماں تھے کہ حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ عنہ بھی اتفاق سے وہاں پہنچ گئے۔ انہیں دیکھ کر امام حنبل علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں اُن سے ایک سوال کروں گا۔ لیکن حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے منع کرتے ہوئے فرمایا کہ واصل باللہ لوگوں سے کیا سوال کرو گے؟ اُن کا تو مسلک ہی جدا ہوتا ہے لیکن منع کرنے کے باوجود انہوں نے یہ سوال کر ڈالا کہ جس شخص کی پانچ نمازوں میں سے ایک نماز قضا ہوگئی ہو اور یہ بھول گیا ہو کہ کون سی نماز قضا ہوئی تو اُس کو کیا کرنا چاہئے۔ حضرت

حبیب عجمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ سب نمازوں کی قضا کرے۔ اس لئے کہ وہ خداوند قدوس سے غافل ہو کر اس قدر بے ادبی کا مرتکب کیوں ہوا؟

یہ سن کر حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ میں نے اس لئے منع کیا تھا کہ اُن لوگوں سے کوئی سوال نہ کرے۔

ایک مرتبہ تاریکی میں آپ کے ہاتھ سے سوئی گر پڑی اُسی وقت غیب سے آپ کا مکان منور ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے آنکھیں بند کر کے فرمایا کہ میں بغیر چراغ کے سوئی تلاش کرنا نہیں چاہتا۔

ایک کنیز بیس سال تک آپ کے یہاں رہی لیکن کبھی آپ نے اُس کا چہرہ نہیں دیکھا اور ایک روز اسی کنیز سے فرمایا ذرا میری کنیز کو آواز دے دو۔

اس نے عرض کیا کہ حضور میں ہی تو آپ کی کنیز ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تیس سال سے میرا خیال سوائے اللہ رب العزت کے کسی اور طرف نہیں گیا۔ یہی وجہ ہے کہ میں تم کو پہچان نہ سکا۔ جس وقت آپ کے سامنے قرآن شریف کی تلاوت ہوتی تو مضطرب ہو کر گریہ وزاری کرنے لگتے تھے۔ ایک روز کسی نے سوال کیا کہ آپ قرآن شریف کا مفہوم کس طرح سمجھ لیتے ہیں۔ جبکہ یہ عربی زبان ہے اور آپ تو عجمی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میری زبان تو عجمی ہے۔ لیکن قلب عربی ہے۔

ایک مرتبہ آپ کسی کونے میں بیٹھے کچھ کہہ رہے تھے کہ جس کا قلب تجھ سے مسرور نہ ہو۔ اُس کو کوئی مسرت حاصل نہیں ہوگی۔ اور جس کا تجھ سے اُنس نہ ہو اُس کو کسی سے اُنس نہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا کہ جب آپ گوشہ نشین ہو کر دنیا کے تمام امور سے دست بردار ہو چلے ہیں تو یہ بتائیے کہ رضا کس شے کے اندر ہے۔ آپ نے فرمایا کہ رضا تو صرف اُسی قلب کے اندر

ہے کہ جس کے اندر کوئی قدرت نہ ہو۔

ایک خونی تختہ دار پر چڑھایا گیا تو اُسی شب لوگوں نے خواب کے اندر عمدہ لباس زیب تن کئے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا۔ اور جب اُس سے پوچھا کہ تم نے قتل کا ارتکاب کیا تھا پھر اس مرتبے تک کیسے پہنچ گئے۔ اُس نے کہا کہ سولی دیتے وقت حبیب عجمی علیہ الرحمہ اُدھر سے آنکلے اور میری طرف متوجہ ہو کر دعائے مغفرت فرمائی۔ یہ اُسی دعا کا اثر ہے۔

یہ شان تھی حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ

جو بھی مجرم میرے سرکار کے دامن میں چھپے
عرش والے اُسے جنت کی سزا دیتے ہیں

اطلاع عام

دربار حضرت پیر نواب علی شاہؒ کی مسجد حاجی صادق علی شاہ زیر تعمیر ہے اس کی تعمیر میں زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر ثواب دارین حاصل کریں

شجرۃ العالیہ طبقاتیہ مداریہ جناب فیض مآب سید بدیع الدین قطب المدار العالمین:

فضل کر یارب محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے	بخشدے مجھ کو محمد مجتبیٰ ﷺ کے واسطے
یا خدا میں سخت ہوں قید عصیاں میں اسیر	دے رہائی تو مجھے شیر خدا کے واسطے
رحم کر تو واسطے خواجہ حسن بصری کے رب	اور حبیب عجمی ہمارے پیشوا کے واسطے
بایزید بسطامی کی خاطر دل کو میرے شاد کر	حضرت قطب المدار باصفا کے واسطے
عفو کر میری خطا قاضی مطاہر کے لئے	اور حمید الدین مرشد پارسا کے واسطے
حضرت سید محمد راجی رب جہاں	مشکلیں آسان ہوں اس مقتدا کے واسطے
از طفیل سید کا فور کر حاجت رواں	سید نو روز ھادی حق نما کے واسطے
معاف کر میری خطا میراں بھڑنگ شاہ کیلئے	اور حاجی لاغر مستِ حق رہنما کے واسطے
کام شیریں کر میرا حاجی چھیتن کے رب	اور سدھ شاہ چاند مرشد اولیاء کے واسطے
کشف دل کو دے میرے تو واسطے قوت علی	ہادی حب علی صاحب رضا کے واسطے
شاہ حضوری ہادی ببر علی مرشد میرے	ہو دعا مقبول اس راہِ ہدا کے واسطے
دل کو میرے کر منور شاہ محبت کے لئے	پیر بیلے شاہ مرشد اتقیاء کے واسطے
ازراہ خدا فضل وکرم رب العلیٰ	پیر جمال اللہ مرشد باصفا کے واسطے
رہبر راہ شریعت ہیں محمد شاہ علی	ہو دعا مقبول اس راہ ہدیٰ کے واسطے
کشف دل کو دے میرے شاد کر تو واسطے نواب علی	مشکلیں آسان ہو اس مقتدا کے واسطے
پیر ہیں مسند نشین حاجی انوار علی شاہ پیشِ حضور	بخشدے یارب گناہ سب عارفوں کے واسطے
ازطفیل سید قطب المدار	دین ودنیا میں تو میری سن پکار
سب مریدوں کو خدا دیجو وقار	صدقہ ان کو کر عطا آل حضور
یاد میں ہر دم تو مجھ کو ساتھ رکھ	بال بچوں کو تو ان کے شاد رکھ
دین ودنیا میں بر آئیں ان کے کام	بے تر و جملہ یا رب انام

منزل نمبر 10

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ بھی اسی سلسلہ عالیہ طبقاتیہ مداریہ کے ہی ایک باوقار بزرگ ہیں آپ کے والد کا نام عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ تھا۔ آپ کا شمار بسطان کے نیک وصالحین بزرگوں میں تھا حضرت عیسیٰ بن آدم علیہ السلام اکثر لوگوں کو ہدایت دیتے بسطان سے دوسرے شہروں میں جایا کرتے تھے۔ ایک بار سفر سے لوٹے تو بیوی کی طبیعت خراب تھی آپ کی بیوی قے پر قے کررہی تھی اور اس حالت میں کوئی فرق نہیں آرہا تھا۔ شوہر کی صورت دیکھی تو رونے لگی اور کہا میرے تاجدار آپ کے جانے کے بعد یہ حالت ایک بار پہلی بھی ہو چکی ہے۔ حضرت عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ نے تسلی دیتے ہوئے کہا آپ کو تحفے قبول کرنے سے پہلے یہ معلوم کرلینا ضروری ہے۔ کہ تحفہ دینے والے کی کمائی حلال ہے یا نہیں؟ اس وقت تمہارے پیٹ میں اللہ عزوجل کا ولی پرورش پارہا ہے۔ کوئی شک وشبہ والی غذا تم ہضم نہیں کرسکتی۔

حضرت عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ کا گھر جب روشن ضمیر بیٹے کی پیدائش سے جگمگایا تو آپ نے اللہ عزوجل کا شکر ادا کیا اور اس کا نام طیفور رکھا۔ عیسیٰ بن آدم علیہ الرحمہ اس بیٹے کی پیدائش کو اللہ عزوجل کی جانب سے بڑا انعام تصور کرتے تھے۔ اس خوشی میں وہ روزانہ بیس رکعت نماز نفل اللہ عزوجل کے شکر کے طور پر ادا کیا کرتے تھے۔

یہ سلسلہ پانچ سال تک جاری رہا۔ حضرت عیسیٰ بن آدم جس دن حضرت طیفور کو مدرسے میں داخل کرا کے لوٹے تو اسی روز انتقال کرگئے۔ اب حضرت طیفور یتیم ہوگئے۔ مگر بلند حوصلہ

والدہ نے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت جاری رکھی۔ حضرت طیفور علیہ الرحمہ بے حد خوبصورت اور بے انتہا ذہین بھی تھے۔ ہر سال اپنی جماعت میں اچھی کامیابی حاصل کرتے تھے۔ جب حضرت طیفور کی عمر پندرہ سال تھی تو قرآن شریف کی ایک آیت نے اُن کا دماغ ٹٹول کر رکھ دیا۔ جس کے اندر اللہ رب العزت کا یہ حکم تھا کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا۔ اُس روز آپ مدرسے سے گھر پہنچے تو والدہ کو اسی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ میں بہت کمزور ہوں کیونکہ دو ہستیوں کا شکر ایک ہی وقت کے اندر نہ ادا کرسکوں گا۔ مجھے اللہ رب العزت سے مانگ لیجئے۔ یا پھر اللہ عزوجل کے لئے وقف کرکے اپنے حق سے چھٹکارا دلا دیجئے۔ تاکہ میں ایک ہی توجہ سے اُس کے شکر میں مشغول ہو جاؤں۔ نیک ماں نے بنا کسی افسوس کے کہا میں اپنے حق سے تمہیں آزاد کرتی ہوں اور اللہ رب العزت کے حوالے کرتی ہوں۔ ماں کی اس قربانی کی عظمت کو محسوس کرکے آپ کے آنسو نکل پڑے۔ اور ماں کے قدموں میں گر کر قدم چوم لئے۔ آپ کا دل تو چاہتا تھا کہ یادِ الٰہی کے لئے دنیا کے سارے کام چھوڑ کر کسی ویرانے میں نکل جائے مگر ابھی آپ کی تعلیم پوری نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے تعلیم حاصل کرنے میں لگے رہے۔

ایک رات کا واقعہ ہے آپ کی والدہ کی طبیعت خراب تھی انہوں نے بیٹے کو آواز دی اور کہا کہ بیٹے پانی لاؤ آپ ایک ہی آواز سے گہری نیند سے جاگ کر پانی لینے کے لئے چلے گئے مگر جب پانی لے کر لوٹے تب تک آپ کی والدہ واپس سو چکی تھی۔ آپ نے والدہ کو جگانا مناسب نہ سمجھا اور پانی لئے اپنے ہاتھوں میں ماں کے سراہنے کھڑے رہے تاکہ وہ دوبارہ پانی طلب کرے تو فوراً پانی پیش کردے۔ ماں کی آنکھ فجر کی اذان کے وقت کھلی تو دیکھا کہ بیٹا پانی لئے سراہنے کھڑا ہے۔ حیرت سے پوچھا کیا میں نے پانی مانگا تھا؟ تم کب سے پانی لئے

کھڑے ہو۔آپ نے والدہ کو پوری بات بتادی تو آپ کی والدہ سجدے میں گر پڑی اور بیٹے کے لئے دعا کرنے لگی۔

آپ سترہ سال کی عمر میں قرآن حکیم کے حافظ ہو گئے تھے۔اور علم حاصل کر کے آپ عالم دین بن گئے اور اپنی والدہ کی دعاؤں کے ساتھ میں اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے بسطان سے روانہ ہو گئے ملک شام پہنچے وہاں ایک اونچے پہاڑ پر چھوٹے سے غار کو اپنے عبادت خانہ کے لئے پسند کیا غار میں مسلسل تین روز تک عبادت میں رہنے کی وجہ سے نڈھال ہو گئے۔

نیند بھوک اور پیاس ستانے لگی،آپ نے سوچا اگر نفس کی جائز مانگ کو پورا نہ کیا گیا تو یہ اللہ عزوجل کی عبادت کرنے میں بھی میرا ساتھ نہ دے گا۔جہاں آپ ٹھہرے تھے اُس کے قریب ہی شہر حلب واقع تھا۔آپ اسی طرف روانہ ہو گئے اور دن بھر مزدوری کر کے ایک پانی کا مشکیزہ اور چنے خریدے اور واپس غار میں آ کر یادالٰہی میں مشغول ہو گئے اب آپ کا یہی طریقہ بن گیا۔جب بھی غذا ختم ہو جاتی شہر میں جا کر مزدوری کرتے اور چنے لے کر واپس آجاتے بارہ سال کی لگاتار عبادت سے آپ کا باطن جگمگا اُٹھا۔اس کے بعد پھر پانچ سال اور یادالٰہی میں لگے رہے اور پھر جب مخلوقات پر نظر ڈالی تو دیکھا سب مردہ ہیں۔یعنی سب دنیا داری میں پڑے ہیں۔تو آپ دنیاداری سے ہمیشہ کے لئے فارغ ہو گئے۔آپ نے غار چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ میرے لئے بس تو ہی کافی ہے۔پھر جب آپ حلب پہنچے تو جمعہ کا دن تھا نہا دھو کر مسجد پہنچے اب آپ کی ہستی دل کو کھینچنے والی ہو گئی۔آپ کی روشن آنکھوں میں اتنی چمک بڑھ گئی تھی کہ کوئی دیکھنے والا آپ کو نظر انداز نہیں کر سکتا تھا۔نماز کے بعد مسجد کے امام صاحب نے آپ سے کہا کہ آپ مجھے مسافر معلوم ہوتے ہیں۔کھانا مسجد میں ہی کھا لیجئے گا۔کچھ نیک لوگوں نے مسافر کے لئے مسجد کے احاطے میں لنگر خانہ کھول رکھا ہے آپ نے امام صاحب

سے کہا کہ میں یہاں پر ٹھہرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں۔اور کھانا بھی نہیں کھاؤں گا امام صاحب نے آپ کی بے پرواہی دیکھ کر پوچھا کہ آخر آپ کا روزگار کا ذریعہ کیا ہے۔یہ سوال سن کر آپ نے کہا کہ پہلے میں اپنی نماز دوہرالوں پھر آپ سے بات کروں گا۔آپ اُسی وقت نماز ظہر ادا کرنے لگے اور امام صاحب حیرت سے کھڑے دیکھتے رہے۔جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو امام نے بگڑ کر پوچھا جو نماز آپ نے میرے پیچھے پڑھی اس کے اندر کیا خرابی تھی؟

آپ نے بڑے ہی صاف طور سے کہا کہ تم نے مجھ سے میرے رزق کے بارے میں پوچھ کر یہ ثابت کر دیا کہ تم رزاق (رزق دینے والے) سے ناواقف ہو اور جو رزاق سے بے خبر ہو اُس کے پیچھے نماز کیسے صحیح و درست ہو سکتی ہے۔امام صاحب نے یہ بات سن کر آپ کے ہاتھ پر توبہ کی،حلب سے روانہ ہو کر آپ دمشق پہنچے تو شہر کے دروازے پر کئی بزرگوں نے آپ کا استقبال کیا۔دیکھنے میں تو سب ایک دوسرے سے اجنبی تھے۔مگر روحانی طور پر ایک دوسرے کو جانتے پہچانتے تھے۔تمام بزرگوں کو غیب سے اطلاع دی گئی تھی۔کہ اللہ رب العزت کے ولی صبح دمشق پہنچ رہے ہیں ان کا استقبال کرو۔آپ نے سب سے مصافحہ فرمایا۔اور گلے بھی ملے۔ہر ایک بزرگ کی یہ خواہش تھی کہ آپ ہمارے ساتھ قیام فرمائیں یعنی ٹھہریں۔میزبانی کا یہ شوق دیکھ کر آپ نے فرمایا میں نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اُسی کے ساتھ قیام کروں گا جس کا دل درویش ہو اور دیکھنے میں درویش نہ معلوم ہوتا ہو بزرگ میں صرف حضرت احمد عبدالکریم رحمتہ اللہ علیہ آپ کی شرط پر پورے اُترے تھے۔

تو سب کو اللہ حافظ کہہ کر انہیں کے ساتھ ان کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔پھر کچھ روز رُکنے کے بعد آپ ایک روز چپکے سے دمشق سے روانہ ہو گئے۔آپ ہی وہ بزرگ ہیں جنہیں بایزید بسطامی علیہ الرحمہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ان کا ایک واقعہ بڑا ہی دل افروز ہے جو آگے ایک خوبصورت نظم کی شکل میں مرتب کیا گیا ہے۔

کرامات حضرت بایزید بُسطامی علیہ الرحمہ

بایزید آپ دنیا میں مشہور ہیں — شہر بسطان کے آپ ہی نور ہیں
آپ کی یہ حقیقت کتابوں میں ہے — مستندیہ کہ کرامت کتابوں میں ہے
ایک طوائف چلی آئی بسطان میں — کیا بتاؤں کرشمہ کیا تھی گلفام میں
حسن پر ناز نین کو بہت ناز تھا — دل لبھانے کا مخصوص انداز تھا
عشق کی آگ نے سب کو پاگل کیا — شہر کے نوجوانوں کو بیکل کیا
حرف آنے آنے لگا شہر کی شان میں — یہ خبر بزرگوں کے گئی کان میں
شہر کے بزرگوں نے کہا آپ سے — بایزید ہے یہی التجا آپ سے
ایک طوائف حسین نوجوان آگئی — گندہ ماحول کرنے یہاں آگئی
شہر کو اس بلا سے چھڑا دیجئے — اپنی شانِ کرامت دکھا دیجئے
بایزید آپ بُسطان کے تھے ولی — آپ نے یہ خبر کان سے جب سنی
آپ فوراً طوائف کے گھر پر گئے — بیٹھے سرکار دروازے پر شام سے
اب یہاں شرم سے کوئی آتا نہ تھا — اُس طوائف کے گھر کوئی جاتا نہ تھا
اب یہ سنئے ذرا واقعہ رات کا — یہ طوائف سے خواجہ نے جاکر کہا
مائی جو فیس ہولیجئے ہاتھ میں — آج میں رہوں گا یہاں رات میں
ہنس کے بولی طوائف اجازت بھی ہے — آپ رہیے خوشی سے اب عنایت بھی ہے
آپ بولے جو بولوں گا مانو گی تم — بولی بالکل کہا جاکے کرلے وضو

حکم سنتے ہی وہ آگئی باوضو — بولے سرکو جھکا آج سجدے میں تو
حکم کی اُس طوائف نے تعمیل کی — بارگاہ الٰہی میں جب جھک گئی
سر جھکا کر یہ بسطامی نے کی دعا — جو میرا فرض تھا میں نے پورا کیا
اب الٰہی تو اس کی نظر پھیر دے — واسطہ مصطفیٰ کا جگر پھیردے
دل سے نکلی دعا با اثر ہوگئی — رب کعبہ کی اُس پر نظر ہوگئی
دل سے توبہ طوائف نے کرہی لیا — نور ایمان سے قلب کو بھر ہی لیا
اس حقیقت کی تردید بھی ہوگئی — بایزید آپ ہی سے مرید ہوگئی
اے ثمر با ادب بے نظیر ہوگئی — وہ طوائف روشن ضمیر ہوگئی

اطلاع عام

باباحیدر علی شاہؒ کے دربار اور مسجد
کی تعمیر کا کام جاری ہے
اس کارِخیر زیادہ سے زیادہ حصہ ڈال
ثواب دارین حاصل کریں

منزل نمبر11

حضرت سید بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ

آگے اس کتاب کے اندر ایک ایسی ہستی کا ذکر ہے جنہوں نے اپنی ساری زندگی دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی اور اللہ عزوجل کی مخلوق کی رہنمائی فرمائی اور آقا علیہ السلام کی سنتوں کو زندہ کیا جنہوں نے خداوند قدوس کی رضا اور دین اسلام کی تبلیغ میں اپنی زندگی کو وقف کر دیا۔ آپ ہی ہیں جو اس سرزمین ہندوستان میں سب سے قبل دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع لے کر آئے۔ جنہوں نے انسانی معاشرے کو علم اور شریعت وطریقت کا راستہ دکھایا اور جو حقیقت اور معرفت کے لائق تھے ان کی بھی رہنمائی فرمائی۔

آپ نے انسانیت کی بھلائی کے لئے اور اسلام کی تبلیغ کے لئے اپنا عظیم وطن چھوڑ کر دنیا کے مختلف ملکوں کا سفر کیا یہاں تک کہ روئے زمین پر ایسی کوئی جگہ نہیں جہاں آپ نہیں گئے ہوں۔ آپ نے زمین کے کونے کونے میں جا کر دین حق کا پیغام پہنچایا اور جو لوگ حقیقی معبود کو چھوڑ کر پتھروں اور آگ کی پوجا و پرستش کرتے تھے ان کو دین حق بتایا اس سفر میں آپ کے سامنے بہت سی تکلیفیں آئی لیکن جن کو اللہ رب العزت اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ہو جاتا ہے اُن کے لئے کوئی بھی تکلیف معنی نہیں رکھتی ہے۔ جس طرح خدا کے اس محبوب بندے نے اللہ کے حکم کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھا اور حب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مقصد حیات سمجھا اسی طرح اللہ تعالی نے بھی اسے اپنے اس خاص بندے پر اپنا انعام واکرام جاری رکھا اور ہمیشہ رکھے گا۔

آپ اولیائے کرام کی جماعت میں یوں ہیں جیسے آسمان میں تارے اور پھر تاروں میں

چاند ہے۔ آپ کی زندگی خود ایک کرامت تھی۔ آپ کا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا سب کرامت تھی۔ کیونکہ آپ کی زندگی کا ہر کام سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پا پر تھا۔ اللہ کے اس محبوب بندے میں ایک اور خاص بات تھی اور وہ یہ کہ آپ نے 596 سال کی لمبی عمر پائی اور اُمت مصطفیٰ ﷺ میں سب سے بڑی عمر پائی اس لمبی عمر میں آپ تا زندگی روزے کی حالت میں رہے۔ آپ نے جب تک اس دنیا کے اندر اپنی زندگی بتائی آپ اسی حالت میں رہے۔ کبھی کچھ کھانے پینے کی خواہش ظاہر نہ کی۔ آپ کا عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا تھا کہ کبھی بھی آپ نے کوئی سنت ترک نہیں کی۔ اور جب بھی آپ کو مدینہ منورہ کی یاد ستاتی تو پھر آپ کسی قافلے کا انتظار نہیں کرتے تھے۔ اور خود اکیلے نکل جایا کرتے تھے۔ ہزاروں مصیبتیں اٹھانے کے بعد جب مدینہ شریف پہنچتے تو آپ اپنی جوتیاں اتار دیتے اور اپنے سر کو کپڑوں سے ڈھانپ لیتے اور آہستہ آہستہ قدم رکھتے تھے۔ اپنی گردن کو جھکا لیتے تھے اور آنکھوں کے اندر آنسوؤں کا نظارہ لے کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوتے۔ اور اپنے آقا مولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے سامنے بڑی عاجزی کے ساتھ اپنی غلامی کا ہدیہ پیش کرتے۔

آپ تاجدار مدینہ سرورِ قلب وسینہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی عاجزی وانکساری اس قدر پسند آئی کہ ایک روز حضرت نے روضۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا آپ نے کہا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تو روضۂ انور سے آواز آئی کہ وعلیکم السلام یا سید بدیع الدین، آپ نے جب یہ الفاظ سنے تو خوشی سے جھوم اُٹھے۔ آپ حضرت سید بدیع الدین شاہ قطب المدار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک روز دربارِ رسالت میں مراقبہ کیا تو میں نے دیکھا ایک نورانی دربار سجا ہوا ہے۔ چاروں طرف

نور کی بارش ہورہی ہے۔ سارے دربار میں نورانی چہرے والے انسان بیٹھے ہوئے ہیں ان سب کا چہرہ یوں چمک رہا ہے جیسے چاند ستاروں کے درمیان چمکتا ہے۔

اُن لوگوں کے بیچ میں ایک اونچا مقام ہے اور وہاں پر ایک نورانی تختہ بچھا ہوا ہے اُس تختہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماں ہیں۔ میں نے جب آپ کی طرف دیکھا تو یہ تصور کیا کہ آپ ہی ہمارے آقا ہیں۔ کیونکہ اُن تمام حاضرین کے اندر صرف آپ کی ہی شان ایسی تھی جن کا چہرہ یوں چمک رہا تھا کہ جس کے سامنے آفتاب کی روشنی بھی پھیکی معلوم ہوتی تھی۔ حسنِ یوسف آپ کے سامنے پھیکا معلوم ہوتا تھا۔ آپ کے جسم پاک سے مشک وعنبر سے بھی اچھی خوشبو آرہی تھی۔

آپ نے مجھے اپنے قریب آنے کو کہا میں چُپ چاپ اُن کے حکم کی تعمیل اور فرمان کے مدنظر قریب آگیا۔ آپ نے فرمایا اے بدیع الدین ہم نے تمہیں قبول کیا ہے اور تم کو زمانے کا مدار قائم کیا ہے۔ پھر آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے جنتی کھانا کھلایا اور جنتی لباس پہنایا اور جنت کا وہ پانی پلایا کہ جسے پینے کے بعد کبھی مجھے پیاس محسوس نہ ہوئی۔ اور اس کا عصر یہ ہوا کہ آپ نے 20 سال تک نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔

پھر آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ ہندوستان کو ہم نے تمہارے لئے چُن لیا ہے چنانچہ تم ہندوستان چلے جاؤ اور قنوج کے پاس کے تالابوں سے ہمیں یاعزیز یاعزیز کی آوازیں آتی ہیں وہیں تم مقیم ہوجاؤ۔

آپ حضرت سید قطب المدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نسبِ آبائی اس طرح ہے۔

سید بدیع الدین قطب المدار بن سید علی جلی بن بہاؤ الدین بن سید حضور الدین بن سید احمد بن سید اسماعیل بن سید محمد بن سید اسماعیل بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین

العابدین بن امام حسین بن امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بحوالہ مدار اعظم۔

(بحوالہ مرشدِ کامل)

خاندانِ سید بدیع الدین علیہ الرحمہ

آپ ساداتِ نبی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے چشم وچراغ ہیں۔

(بحوالہ مدار اعظم، صفحہ نمبر 28)

آپ کے والد محترم کا نام سید علی جلی ہے۔ اور آپ کی والدہ کا نام فاطمہ ثانی بنت عبداللہ سومی جنگی ہے جن کا سلسلہ نسب کئی واسطوں سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت

آپ کی ولادت شہر حلب میں یکم شوال المکرم 242 ہجری کو صبح صادق کے وقت ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی حضرت سید شاہ بدیع الدین کنیت ابوتراب مرتبہ قطب المدار حتی المدار، اور مقام صمدیت پر فائز ہیں۔ آپ کے القابات قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، مدار العالمین، کاشف حقیقت، مرشد کامل، ہادی آگاہِ دل، ماہر شریعت، طریقت، عالم العلماء، فاضل سبحانی، عاشق رحمانی، ذاکرِ روحانی، قطب الاقطاب، قطب العالم، بدیع العجائب، عاشق حقانی حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدار المعروف پیر زندہ شاہ مدار قدس سرہ العزیز ہے

دم دم بہ ہر قدم دم ۔ دم مدار ما
طالبان مرشد کامل مدار ما

اور آپ قطب المدار العالمین کے لقب سے مشہور و معروف ہوئے۔ (بحوالہ مدار اعظم صفحہ 29-34)

آپ کی تعلیم و تربیت

آپ کی تعلیم کا آغاز اس طرح ہوا کہ آپ کی عمر جب پانچ سال ہوئی تو آپ کے والد ماجد نے آپ کی بسم اللہ خوانی کے بعد آپ کو اس وقت کے متبحر و محقق فاضل حضرت حذیفہ شامی کے سپرد کر دیا تا کہ اس گوہر نایاب کی صحیح معنوں میں نشو و نما ہو سکے آپ نے وقت کی قدر کرتے ہوئے جلد سے جلد قرآن شریف کو ختم کیا اور صرف بارہ سال کی عمر میں آپ نے مختلف علوم میں اچھی خاصی کامیابی حاصل کر لی اُس کے بعد آپ نے علوم دینیہ کے سمندر میں غوطہ زنی کی اور تفسیر و فقہ و اصول فقہ میں کمال حاصل کیا اور پھر اُسی دولت علم کی وجہ سے آپ اپنے زمانے کے محدث مشہور ہوئے اور صرف چودہ سال کی عمر میں آپ کا شمار اس وقت کے ممتاز علماء و محدثین میں ہونے لگا اور پھر آپ نے اُسی دینی علم پہ اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ سائنسی علم و علمِ سیماں و علمِ قیا سیہو علمِ رومیہ سے بھی اپنی شخصیات کو مزین کیا۔

بیت و خلافت

جناب حضرت سید بدیع الدین نے ظاہری علم سے اپنی ظاہری شخصیت کو مزین کر لیا تو اب آپ کے دل میں یہ تمنا جاگ اٹھی کہ اب باطنی علم میں بھی کمال حاصل کروں گا تا کہ اپنے باطن کی بھی اصلاح ہو سکے۔ اس لئے آپ تحصیل علم کے جذبہ سے سرشار ہو کر علم باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اپنے وقت کے صوفی باصفا سراج الاتقیاء حضرت طیفو رشامی المعروف حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیعت ہوئے اور پھر سلوک کی منزلیں طے کرنا شروع کیا۔ جب آپ کے مرشد کامل شیخ الاتقیاء حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے آپ کی

محنت شاقہ کو دیکھتے ہوئے سمجھ گئے کہ یہ نوجوان آنے والے وقت میں آسمانِ حقیقت و معرفت پر ایک آفتاب کی حیثیت رکھے گا اس لئے انہوں نے آپ کو خرقہ و خلافت سے نواز دیا۔ اور پھر آپ کے مرشد کامل نے اسی وقت آپ کو جس دم جو ایک خاص ذکر الٰہی ہے۔ آپ کو اس عمل کی اجازت فرمائی پھر آپ نے اس قدر اُس ذکر کو کیا کہ آپ سے دنیا کی خواہش جاتی رہی۔

(بحوالہ مدار اعظم)

یہ سلسلہ جاری رہا اور ایک روز آپ نے حج کا ارادہ فرمایا اور مکہ معظمہ جانے کے لئے سفر کیا۔ مکہ معظمہ پہنچ کر آپ نے حج کا فریضہ ادا کیا کچھ روز وہاں قیام کرنے کے بعد مدینہ منورہ حاضر ہوئے دربارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں باطنی نعمتوں سے مستفیض ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں دربارِ رسالت میں حاضر تھا تو میں نے مراقبہ کیا تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار کی خصوصی حاضری سے شرف یاب ہوا تو فخر کائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ارشاد فرمایا: بدیع الدین تم ہندوستان جاؤ اور وہاں جا کر مخلوق کی ہدایت میں کوشش کرو۔

(بحوالہ مدار اعظم)

آپ کی ہندوستان میں تشریف آوری

جب سیدی قطب المدار پہلی بار ہندوستان تشریف لائے تو گجرات میں کچھ عرصہ تک قیام فرمایا پھر گجرات سے روانہ ہو کر اور شہروں کو زینت بخشی پھر کچھ عرصہ ہندوستان میں ہی رہ کر اور مختلف ملکوں میں تبلیغ و اشاعت کا کام کیا۔

پھر آپ مکہ معظمہ پہنچے اور حج ادا کیا۔ پھر مدینہ شریف پہنچ کر وہاں کچھ روز رُک کر آپ کاظمین اور پھر بغداد شریف پہنچے۔ اور یہاں پر حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی وگیلانی

رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے بغداد تشریف لانے سے بے حد خوش ہوئے۔ اور کچھ روز یہیں قیام کرنے کو فرمایا لیکن آپ نے منع فرمادیا۔ اور کہا کہ اے عبدالقادر جیلانی میں اپنے آقا ومولا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا تابع ہوں اور مجھے ہندوستان جانا ہے۔ چنانچہ پھر نجف اشرف سے ہوتے ہوئے دوبارہ ہندوستان تشریف لائے۔ اس مرتبہ جب ہندوستان تشریف لائے تو دیگر مقامات پر علم باطنی وظاہری کے موتی لٹاتے ہوئے اجمیر شریف پہنچے اور وہاں پر کوکلا پہاڑی پر آپ نے قیام فرمایا اور پھر ساتھ ساتھ زبدۃ الاتقیاء خواجہ خواجگاں عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی علیہ الرحمہ سے ملاقات فرمائی اور پھر اجمیر شریف کے گرد ونواح میں تبلیغ دین کو جاری وساری رکھا۔

لیکن عشاق کو ہمیشہ یہ تڑپ ستاتی ہے کہ جس طرح غلام ہمیشہ اپنے آقا کے در پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر پڑا رہتا ہے۔ اسی طرح ہم بھی اپنے حقیقی آقا ومولا کے در پر رہیں۔ اسی تڑپ میں ہمیشہ عاشق جلتے رہتے ہیں۔ جب سیدی قطب المدار علیہ الرحمہ کو دوبارہ زیارت حرمین شریفین کا شوق دامن گیر ہوا تو آپ زیارت کے لئے روانہ ہوئے۔ اور زیارت بیت اللہ شریف سے مشرف ہوکر پھر نجف اشرف اور دیگر مقامات شریف کی حاضری وقت سفر باندھا۔ پھر وہاں سے اپنے شہر حلب پہنچے وہاں کچھ روز لوگوں کو راہ ہدایت سے آشنا کیا۔ اپنے ایک عزیز سید عبدالحق تینوں صاحبزادوں کو اپنے ساتھ لیا ان کا نام حضرت سید ابو محمد ارغون حضرت ابو تراب قصور اور حضرت سید عبدالحسن جیگو رکو اپنی ہمراہی کا شرف بخشتے ہوئے وہاں سے مدینہ شریف حاضر خدمت ہوئے۔ اور پھر ایک عرصے تک انوار تجلیات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل کرتے رہے۔

سیدی قطب المدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روز مجھے دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حکم ملا کہ اے بدیع الدین تمہارے لئے ہندوستان کو تجویز کیا ہے۔ وہیں تم جاؤ اور مستقل وہاں قیام کرو۔ اور ہمارے دین متین کو لوگوں میں عام کرو اور اس کی کوشش میں لگ جاؤ۔ ہندوستان میں سکونیت سے متعلق سیدی قطب المدار کو در آقا ومولا سے یہ حکم ملا کہ قنوج کے میدان میں جنوب کی طرف جو تالاب ہے۔ اس کی لہروں سے یا عزیز کی آواز آتی ہے وہ زمین تمہارے لئے مناسب ہے۔ تمہارا مسکن ومدفن وہیں ہوگا۔

جب سیدی قطب المدار کو در آقا علیہ السلام سے یہ حکم ملا تو فوراً ہندوستان کے لئے زاد راہ باندھا اور ممالک عرب وعجم اور خراسان سے تبلیغ دین متین کرتے ہوئے اجمیر شریف پہنچے اور پھر وہیں سے کالی شریف کے لئے روانہ ہوئے۔ اور یہاں لوگوں کو راہ ہدایت سے آشنا کراتے ہوئے آپ جونپور اور پھر مکنپور شریف پہنچے وہاں سے قصور شہر پھر گھاٹم پور ہوتے ہوئے سورت شہر میں رونق افروز ہوئے آپ وہاں جاکر شہر سے کچھ دوری پر قیام کیا۔ کچھ روز گزرنے کے یہ بات عام ہوگئی کہ سیدی مدار العالمین تشریف لائے ہیں کیونکہ آپ کی ریاضت کے بارے میں ہر شخص جانتا تھا لیکن شہر میں پہلی بار آنے کی وجہ سے آپ کو کوئی پہچان نہ سکا۔ جب لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو آپ نے اپنا تعارف پیش کیا یہ بات جب تمام شہر کے اندر پھیل گئی تو جب یہ بات حضرت قاضی محمود کے کانوں تک گئی تو اور لوگوں نے آپ کو بتایا تو آپ حیران ہوگئے۔ لوگوں نے آپ سے کہا کہ حضرت آپ اس شہر کے معتبر عالم ہیں۔ آپ ہی بتائیں کہ واقعی جو شخص شہر میں رکا ہوا ہے، جو اپنے آپ کو شاہ مدار کہتا ہے کیا واقعی میں وہ مدار صاحب ہے۔ آپ نے سب لوگوں کی باتیں سنیں اور پوچھا کہ جو اپنے آپ کو مدار کہتا ہے وہ دیکھنے میں کیسا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ وہ ایک درویش معلوم

ہوتا ہے۔ نہ ہی اُس کے پاس کوئی سامان ہے اور نہ ہی خادمین ہے یہ سب باتیں سن کر حضرت قاضی محمود کو یقین ہو گیا کہ وہ مدار صاحب نہیں ہیں۔ اور وہ کوئی درویش نہیں ہیں۔ بھلا اتنی بڑی شخصیت اس حال میں کیسے آسکتی ہے۔ آپ نے ایک بار تو لوگوں سے کہنا چاہا کہ اُس کو یہاں سے نکال دو۔ لیکن جب آپ کو یہ خیال آیا کہ اگر حقیقت میں وہ ہی حضرت قطب المدار ہوئے؟ تو غضب ہو جائے گا۔

تو پھر آپ نے ایک تجویز نکالی اور لوگوں سے فرمایا کہ ہم سب اُن کا امتحان لیں گے۔ لوگوں نے پوچھا کیسا امتحان؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک نوجوان کو بلاؤ اور اُس کے وہ سارے ارکان پورے کرو جو ایک مُردے انسان کے لئے ہوتے ہیں۔

چنانچہ لوگوں نے ایسا ہی کیا ایک نوجوان کو لے کر آتے ہیں، اس کو غسل دے کر کفن پہنا کر اُس کا جنازہ کیا جاتا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر سب لوگ حیران ہو جاتے ہیں۔ اور قاضی محمود سے پوچھتے ہیں کہ آخر یہ سب کرنے سے آپ کی مراد کیا ہے۔ قاضی محمود صاحب نے فرمایا کہ ہم سب اُن کے پاس اس زندہ آدمی کا جنازہ لے کر جائیں گے۔ اور یہ بات تو ہم سب جانتے ہیں کہ زندہ آدمی کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جاتی ہے۔ ہم سب ان سے کہیں گے کہ حضرت یہ ہمارے خاندان کا ایک نوجوان ہے اس کی نماز جنازہ آپ پڑھائیں۔ اگر وہ حقیقت میں ہی مدارالعالمین ہیں تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کر دیں گے۔ کیونکہ نگاہِ مداریت سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ کوئی ایسے ہی درویش ہیں یا فقیر ہیں تو ضرور اس جنازے کی نماز پڑھائیں گے۔ لوگوں کو آپ کی یہ باتیں صحیح لگی اور سب لوگ آپ کے ساتھ حضرت شاہ قطب المدار علیہ الرحمہ کے پاس پہنچے اور عرض کرتے ہیں کہ حضرت آپ واقعی میں سید بدیع الدین قطب المدار ہیں آپ نے جواب دیا میں ہی قطب المدار ہوں۔ ایک شخص

نے آگے آ کر کہا کہ حضرت ہمارے ساتھ جنازہ ہے ہم سب یہ چاہتے ہیں کہ اس جنازے کی نماز آپ پڑھائیں۔ آپ نے بلا کسی تکلف کے اس جنازے کی نماز پڑھادی۔ اور اس کے لئے دعا مغفرت بھی کی۔ جیسے ہی نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو قاضی صاحب آگے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آخر ہمارا شک صحیح نکلا۔ کیونکہ آپ مدار العالمین نہیں ہیں۔ حضرت شاہ قطب المدار علیہ الرحمہ نے پوچھا کہ کیوں نہیں ہوں؟ تو قاضی محمود صاحب نے جواب دیا کہ آپ پر اتنی سی بات بھی روشن نہیں کہ یہ آدمی جس کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی ہے وہ تو زندہ ہے۔ آپ نے ہمارا وقت برباد کیا ہے۔ اب آپ کی بھلائی اسی کے اندر ہے کہ آپ یہاں سے چلے جائیں اتنا کہہ کر قاضی صاحب واپس ہوتے ہیں۔

آپ حضرت سیدی مدار العالمین نے ان کو کہا کہ اے قاضی محمود سنو جس کی نماز جنازہ بدیع الدین نے پڑھائی ہے وہ زندہ نہیں ہوسکتا۔ یہ الفاظ یہ کلمات سنتے ہی قاضی صاحب جنازہ کھول کر دیکھتے ہیں تو وہ انسان واقعی میں مردہ ہوتا ہے جسے وہ زندہ لے کر آئے تھے۔

یہ کرامت دیکھ کر قاضی محمود صاحب آپ کے قدموں میں گر جاتے ہیں سارا مجمع آپ کے سامنے گڑگڑانے لگتا ہے اور آپ نے بغور ملاحظہ فرمایا دیکھا کہ سب لوگ اپنے کئے پر شرمندہ ہیں۔

آپ حضرت سید قطب المدار علیہ الرحمہ وہیں پر کچھ روز کے لئے رک جاتے ہیں اور اللہ عزوجل کے بندوں کو راہ ہدایت سے آشنا کراتے ہیں۔ حضرت سیدی قطب المدار علیہ الرحمہ مقام صمدیت پر فائز تھے۔ آپ کی زندگی کا ایک ایک پہلو آئینہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عکاسی کرتا تھا۔ جس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ جب سے آپ کو حبسِ دم کی اجازت ملی تو آپ نے اس قدر یہ عمل کیا کہ آپ کئی کئی دنوں جنگلوں میں رہتے اور جب حبسِ دم بیٹھ جاتے تو بارہ بارہ

سال تک لگاتار اللہ رب العزت کے ذکر و عبادت میں مشغول رہتے آپ دنیا سے ایک دم بے خبر ہو جاتے یہاں تک کہ اُڑنے والے پرندے آپ کے بالوں میں گھونسلہ کر لیتے تھے۔ اور ریگستان کے ٹیلوں کی مٹی اُڑ کر آتی اور آپ کے جسم کو چھپا لیتی یہاں تک کہ آپ پوری طرح سے ریت میں دفن ہو جاتے تھے۔

پھر بھی اللہ کے اس محبوب بندے کو ذکرِ الٰہی کے اندر مشغول ہو جانے کے بعد کچھ خبر نہیں رہتی تھی۔ ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ بغداد شریف میں تشریف فرماں تھے اُسی دوران حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کسی مجلس میں واعظ فرما رہے تھے اور سامعین آپ کی تقریر بڑے غور و فکر سے سماعت کر رہے تھے۔ اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چہرہ مثل آفتاب کے چمک رہا تھا۔ کسی بھی سامع کی یہ ہمت نہیں تھی کہ آپ کے چہرے کی طرف نظر ڈال سکے۔ آپ بڑے ہی جلالی اور والہانہ انداز میں وعظ فرما رہے تھے۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری کہ دیکھنے والے حیران رہ گئے آپ حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا سارا رعب و جلال اور آپ کے چہرے کی وہ آفتاب جیسی چمک یہ سب جاتی رہی لوگ حیران ہو گئے کہ آخر یہ کیا راز ہے۔

ابھی آپ پر ایک عجیب و غریب کیفیت طاری تھی جو اب نظر نہیں آ رہی ہے۔ آپ کے ہی ایک مرید نے آپ سے عرض کیا کہ سرکار ابھی کچھ دیر قبل آپ کے چہرے پر نظر ڈالنا بھی مشکل تھا آپ اتنے جلال میں نظر آ رہے تھے کہ ہم سبھی کے دلوں میں ایک عجیب سا خوف تھا۔ لیکن یہ کیا راز ہے کہ یکایک آپ کا سارا رعب و جلال اب نظر نہیں آ رہا ہے۔ خدارا اس کا خلاصہ تو کیجئے یہ سُن کر ولیوں کے سردار حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے لوگو! اس کا صرف ایک سبب ہو سکتا ہے کہ ہمارے قریب کے کسی راستے پر حضرت سید بدیع قطب المدار

علیہ الرحمہ کا گزر ہوا ہے۔

کیونکہ مقام مدار ولایت کی حدوں سے کافی اوپر ہے۔ میں تمام ولیوں کا سردار تو ہوں لیکن مدار وہ ہیں جو ولایت کو تقسیم کرتے ہیں۔ آپ ساری کائنات کے لئے زندہ مدار العالمین ہیں۔ اسی طرح ایک مرتبہ آپ سیدی قطب المدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول تھے۔ اُسی دریا میں ایک سوداگر اپنا سامان کشتی میں رکھ کر روانہ ہوا۔ کچھ دور جا کر وہ کشتی میں مع سامان کے ڈوب جاتا ہے۔ وہیں پر ایک شخص اُس منظر کو دیکھ رہا تھا۔ اسی شخص نے آقا مدار اعظم کو آ کر کہا کہ آقا ابھی ایک سوداگر اپنا سامان رکھ کر کشتی کے اندر سوار ہوا تھا اور وہ کشتی ڈوب گئی ہے۔ حضرت آپ اُس بے بس کی مدد کیجئے آپ نے سارا واقعہ سن کر اپنے دستِ مبارک سے زمین پر سے تھوڑی سی مٹی اٹھائی اور کہا کہ اسی مٹی کو دریا میں لے جا کر ڈال دو وہ کشتی اور وہ سوداگر دونوں ہی صحیح سلامت واپس آ جائیں گے۔ چنانچہ اُس آدمی نے ایسا ہی کیا جیسے ہی اُس نے مٹی دریا میں ڈالی تو کشتی اور سوداگر دونوں ہی اوپر آ گئے۔ اور وہ سوداگر اپنے مال کے ساتھ صحیح سلامت باہر آ گیا۔ یہ تاثیر رکھتی ہے آپ کے ہاتھوں سے اٹھائی ہوئی مٹی جو ہمیں پیغام دیتی ہے کہ جب مٹی کی یہ تاثیر ہے تو اس انسان کی زبان میں کیا تاثیر ہوگی۔ جسے اس اللہ والے نے چھوا ہوگا۔ اور اُن مریدوں کی کیا تاثیر ہوگی جنہوں نے اپنا ہاتھ ایسے کامل پیروں کے ہاتھ میں دے دیا ہوگا۔

آپ کی تعلیمات میں حقیقت و معرفت کی چاشنی پوشیدہ ہے آپ کی تعلیم یہ ہے کہ خدا طلبی آپ نے حضرت شاہ فضل اللہ بندخشانی سے فرمایا کہ اے عزیز تم نے جس کوچے میں قدم رکھا ہے وہ ایک دریائے ناپیدار ہے جس میں بلا اندر بلا ہے جو لوگ ہوشیار ہوتے ہیں وہ جرأت و ہمت کو اپنا شعار کر کے پار ہو جاتے ہیں۔ اور حیات ابدی حاصل کرتے ہیں اس میں راحت

وآرام کو خیر باد کہنا ہوتا ہے۔اور جیتے جی مصیبت میں مبتلا رہنا پڑتا ہے۔آپ کی تعلیم یہ ہے کہ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

یعنی اول اپنے آپ کو پہچانو تو خداوند قدوس کو پہچان لو گے۔خیال کرنا چاہئے کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو۔اور کہاں سے کہاں تک جانا ہے۔اس دنیا کے اندر کس لئے آئے ہو۔ اور خدائے تعالیٰ نے تم کو کس لئے پیدا کیا ہے۔اور نیک بختی اور بدبختی کیا ہے؟

اول تم کو ان چیزوں سے آگاہ ہونا چاہئے اور تمہاری صفت بعض حیوانی ہیں بعض شیطانی ہیں۔اور بعض ملکوتی یعنی (فرشتوں کی) اور تم کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تمہاری اصل صفات کونسی ہے یاد رکھو کھانا پینا اور سونا فربہ ہونا یہ صرف حیوانی ہے یعنی جانوروں جیسی صفت ہے۔ مکروفریب کرنا فتنہ فساد برپا کرنا یہ شیطانی صفات ہیں۔اگر ان صفات کے تم تابع ہو گئے تو پھر حق تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی۔ہاں اگر صفات ملکوتی تم حاصل کرلو گے تو کیا عجب کے معرفت خداوندی سے تمہارا قلب منور و تابناک ہو جائے گا۔تمہیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہر ایک لمحہ اپنے آپ کو پہچانے اور اپنی زندگی کا جائزہ لے اور کسی اچھے استاد کی شاگردی اختیار کرے۔

آپ کی وصیت

جب سیدی قطب المدار نے یہ ملاحظہ فرمایا کہ اب میں اس دنیائے فانی سے رخصت ہونے والا ہوں تو آپ نے اپنی جانشینی کے لئے اُن نفوس قدسیہ کو منتخب فرمایا، حضرت ابو محمد ارغون سید ابو تراب قصور اور سید ابوالحسن جیگو راور اپنے تمام مریدین اور معتقدین سے فرمایا کہ ان تینوں کو میرے بعد میرے اہم مقام پر تصور کیا جائے۔اور جو کوئی مشکل پیش آئے تو انہیں کی طرف متوجہ ہونا۔

آپ کی دوسری وصیت یہ تھی کہ

آپ نے اپنے تمام مریدین ومعتقدین سے فرمایا کہ میرے بعد میری جنازے کی نماز کی اقامت شیخ حسام الدین سلامتی کریں گے۔

آپ کا وصال باسعادت

17 جمادی الاول 838 ہجری کو آپ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔مکن پور شریف میں آپ مدفون ہوئے۔اس خاندان مدار کو ایک دم اکٹھا کرنا کافی مشکل کام ہے۔لیکن اس ناچیز نے اپنے پیرومرشد کی دعا اور حضرت کی نوازش سے کافی حد تک اس گلشن کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس ناچیز کا یہ خیال ہے کہ دنیا میں بغیر حضرت سید بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمہ کے وسیلہ کے کوئی بھی سلسلہ یا گدی نہیں ہے۔اور آپ کی عمر 596 سال ہوئی اور آپ نے اپنے دور میں 9 کروڑ کافروں کو دائرے اسلام میں داخل فرمایا۔لوگ تعجب کرتے ہیں کہ اتنی عمر ہونا ناممکن ہے مگر تاریخ پر گہری نظر کی جائے تو اسے عمر رسیدہ لوگ حضور ﷺ کی اُمت میں متعدد ملیں گے حضور سرور دو عالم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔

اکثر اعمار اُمتی بین ستین وسبعین

ترجمہ: آقا علیہ السلام نے فرمایا میری اُمت کے لوگوں کی عمریں 70،60 کے درمیان ہونگی لیکن اصحاب فی تمیز الصحابہ

میں ہے حضور ﷺ کے زمانے میں اور آپ کے اصحاب میں ایسے ایسے لوگ تھے جن کی عمریں زیادہ تھیں چنانچہ ذیل میں اُن حضرات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

1. صحابی حضرت ربیع بن صبیع بن وہب بن بغیض بن مالک بن سعد بن عدی بن فرازۃ

الفرازی اُن کی عمر 300 سال تھی (بحوالہ الصحابی تیز صحابہ جلد 1 صفحہ 372)

2. صحابی حضرت حارثہ بن عُبید الکلمی ان کی عمر 500 سال تھی۔

3. صحابی حضرت حیدہ بن معاویہ بن القشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر اُن کی عمر 320 سال کی تھی۔

4. صحابی حضرت آمد بن ابد حضری اُن کی عمر 300 سال کی تھی۔ ان کا انتقال حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں ہوا۔

5. صحابی حضرت ابن رباح بن حارثہ بن فحاش بن معاویہ بن شریف اُن کی عمر 330 سال تھی ایسے 30 حضرات ہیں جن عمریں کافی طویل ہوئیں۔

میں آگے اس کتاب میں ایک ایسا ذخیرہ پیش کرنے جا رہا ہوں جو میں نے بڑی مشکلوں سے حاصل کیا ہے۔ میں نے ہندوستان میں کئی جگہ اس کتاب کے سلسلے میں سفر کیا جہاں مجھے یہ معلوم ہوا کہ تقریباً چالیس سلسلے یہاں پر آباد ہیں جو اپنے آپ کو غلامان مدار کہتے ہیں اور ہر کوئی کسی نہ کسی وسیلے سے اپنے آپ کو حضرت مدار العالمین سے جوڑتا ہے۔

ہمارا سلسلہ بھی ایک خاص مقام رکھتا ہے اس مداریہ گلشن میں ہمارے اس سلسلے کو عاشقان مدار کے نام سے جانا و مانا جاتا ہے اس سلسلے کا تعلق ایک اور عظیم الشان ہستی سے ہے جنہیں ملک ہندوستان میں حضرت حاجی رتن شاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے جانتے ہیں۔ میں اس کتاب کے اندر پہلے اُن بزرگوں کا ذکر کروں گا جو اس سلسلہ مداریہ سے تعلق رکھتے ہیں اور پھر ان کے بعد عاشقان مدار کے اُن ولیوں کا ذکر ہے جو حضرت حاجی رتن بابا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

مکن پور شریف کی گدی کے بزرگ

1. حضرت سید ابراہیم
2. سید داؤد
3. سید وجیہ الدین
4. سید کبیر الدین
5. سید عبداللہ
6. سید خواجہ ابو محمد ارغون
7. سید خواجہ ابو الحسن طیفور
8. سید خواجہ ابو تراب منصور
9. سید داؤد سعید
10. سید رزاق اللہ
11. سید عبداللہ
12. محمد سلطان
13. عبد المجید شاہ
14. عبد السبحان
15. خواجہ عبد القدوس
16. سید رحمت اللہ
17. سید محمد عظمت اللہ
18. چاند مداری

عاشقان مدار کی گدی

1. بابا کپور سید عبد الغفور صاحب
2. شاہ کمال الدین قادری سے گرواہ
3. عاشقان کمال
4. عاشقان معروف کلامی
5. عاشقان درویش امان اللہ دہلوی
6. عاشقان لعل شاہ باجی
7. عاشقان عبد الوہاب شاہ کمر
8. بستہ سے گرواہ عاشقان
9. قمر بستہ
10. خاکسار خاگمبہ پانی بہنی سے
11. گرواہ عاشقان سوختہ شاہی
12. عاشقان درویش گوپال
13. عاشقان مکاں شاہی
14. عاشقان کریم الدین
15. امام سید نوروز گرواہ سے
16. عاشقان نوروزی
17. حضرت میراں بھڑنگ شاہ عاشقان مدار
18. عاشقان حاجی لاغرمست

19. مولانا عبدالسبحان محدث
20. مولانا خوش بخت علی
21. سید علی حلبی
22. مولانا سید حاجی قطب علی
23. مولوی ذوالفقار
24. سید مختار علی
25. آل علی
26. قدوس علی
27. علی
28. محرم علی
29. منظر علی
30. مجر علی
31. وقار احمد صاحب

19. عاشقانِ سید کافور علی صاحب
20. عاشقان حضرت چیتن علی
21. عاشقان حضرت چاند شاہ سدھ
22. عاشقان حضرت قوت علی
23. عاشقان حضرت حبّ علی صاحب
24. عاشقان حضرت حبّ علی صاحب
25. عاشقان محبت علی
26. عاشقانِ حضرت بیلے شاہ علی
27. عاشقانِ حضرت قاضی جمال اللہ شاہ
28. عاشقانِ حضرت علی محمد شاہ
29. عاشقانِ حضرت نواب علی شاہ
30. عاشقانِ حضرت حاجی انوار علی شاہ

آپ کے خلفائے

1. سید ابو محمد ارغون
2. سید ابو تراب قصور
3. سید ابو الحسن جیگور
4. حضرت قاضی محمود

5. حضرت قاضی سید اجمل جون پوری
6. حضرت قاضی مطاہر
7. حضرت سید شمس ثانی
8. حضرت قاضی شہاب الدین
9. حضرت سید صدر الدین
10. حضرت شیخ حسین بلخی
11. حضرت سید صدر جہاں
12. حضرت سید جمال الدین
13. حضرت شیخ آدم صوفی
14. حضرت سلطان شاہ باز
15. حضرت سلطان حسن عربی
16. حضرت میاں سیف اللہ
17. حضرت شیخ فخر الدین
18. حضرت عادل شاہ
19. حضرت شیخ حسام الدین سلامتی
20. حضرت حاجی ملنگ مداری
21. حضرت میاں میٹھے مدار

میں نے ان سب بزرگوں کے نام اس لئے دیئے ہیں تا کہ اس سلسلے کی حقیقت ہر خاص وعام پر واضح روشن ہوجائے۔ پہلے یہ سارے سلسلے مکن پوری میں خاص تھے۔ لیکن پھر بعد میں

دین کی تبلیغ و تعلیم کے لئے ان سب کو مختلف علاقوں میں جانا اور رہنا پڑا۔ ان میں سبھی سلسلے اپنا مقام رکھتے ہیں لیکن ان میں پانچ سلسلے خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ جن میں پہلا سلسلہ حضرت ابو محمد ارغون سے ہے جو مکن پور شریف میں آباد ہیں۔ اور دوسرا حضرت قاضی مطاہر سے ہے جو ٹھنڈا میں آباد ہوا ہے اسی کو عاشقان مدار کہا جاتا ہے۔ اور تیسرا سلسلہ حضرت قاضی محمود سے ہے جو طالبان مدار کہلاتا ہے۔ اور چوتھا سلسلہ حضرت جمال الدین المعروف جان من جنتی سے چلا جسے دیوان گان مدار کہا جاتا ہے۔ پانچواں حضرت اجمل شاہ جون پوری سے چلا جسے خادمان مدار کہا جاتا ہے۔ اب آگے ہم عاشقان مدار کا تعلق حضرت حاجی رتن رضی اللہ تعالی عنہ سے کس طرح ہے اور حاجی رتن کون ہیں ان کا ذکر ملاحظہ کریں۔

سلسلہ عاشقان مدار کا تعلق حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے اس قدر ہیں۔

ہندوستان میں جب حضرت مدار العالمین تشریف لائے تو آپ سے جو پہلے یہاں بزرگ موجود تھے اُن سے ملاقات کی جیسے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی رضی اللہ عنہ آپ کے ہندوستان میں آنے کے کافی بعد آپ کو جب پتہ چلتا ہے کہ ہندوستان میں صحابہ کرام موجود ہیں۔ اور وہ صوبہ پنجاب کے شہر بھٹنڈا کے اندر رہتے ہیں۔ تو آپ مکن پور شریف سے بھٹنڈا شریف تشریف لاتے ہیں۔ اور حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے ہیں۔ اُس زمانے میں بابا حاجی رتن رضی اللہ عنہ ضعیفی کی حالت میں تھے۔ اس لئے آپ بھٹنڈا میں ہی ان کے پاس رہنے لگے۔ اور خدمت کرنے کا فیصلہ کیا۔

اور حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی روحانی قربت سے فیض یاب ہوئے۔ آپ نے تقریباً 18 سال تک حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی قربت خاص فرمائی۔ اور آپ نے حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے بہت وہ واقعات بھی سنے جو انہوں نے تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ جناب

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں خود اپنی آنکھوں سے دیکھے تھے۔ آپ حضرت شاہ قطب المدار رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک روز حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے بدیع الدین میں نے اپنے کندھوں پر کائنات کے سرور محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھایا اور آپ آقا نے مجھے لمبی عمر کی دعائیں دیں اور اسی زمانے میں اس سلسلہ عالیہ طبقاتیہ مداریہ کے سب ہی بزرگوں نے آپ حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی صحبت اختیار کی۔ اور آپ کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری وساری رہا۔ لیکن حضرت قاضی مطاہر علیہ الرحمہ کا سلسلہ خاص رہا اس خاندان کے لگ بھگ سب ہی بزرگوں نے حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے مزار سے فیض یابی حاصل کی۔ لیکن اس گدی میں ایک ایسے بزرگ ہوئے جن کا نام حضرت صوفی سید شاہ چاند داروی تھا۔ اُن کا خاص لگاؤ تھا اور انہوں نے تو اپنی ساری زندگی یہیں پر گزاری تھی۔

منقبت

بحضور حضرت حاجی رتن اصحابی

مجھ کو کو دیا ہے کیا کیا حاجی رتن علی نے	مجھے کہہ دیا ہے اپنا حاجی رتن علی نے
کبھی اُن کے در سے منگتا خالی کوئی نہ لوٹا	جو مانگا وہ ہے بخشا حاجی رتن علی نے
دونوں جہاں کی نعمت اُس کو عطا ہوئی ہے	اپنا جسے بنایا حاجی رتن علی نے
دربار مصطفیٰ سے ملتا ہے اُن کو جو بھی	منگتوں پر ہے لٹایا حاجی رتن علی نے
اپنا ہو یا پرایا سب پر ہے نظر اُن کی	سب کو گلے لگایا حاجی رتن علی نے
اُن کا غلام جب بھی مشکل میں کوئی آیا	سر پر کیا ہے سایا حاجی رتن علی نے
جب بھی بھنور میں کشتی آئی تو پار کردی	نواب علی کے بابا حاجی رتن علی نے
میں کیوں نا گیت اُن کے قاضی نعیم گاؤں	دامن بھرا ہے میرا حاجی رتن علی نے

شاعر: قاضی نعیم الدین

شجرہ خلیفہ سلطان دیوان گان حسنِ طبقاتیہ

التجا کرتا ہوں تجھ سے اے خدائے دو جہاں　　کر دعاء میری قبول طفیلِ محمد مصطفیٰ کے واسطے

رحم فرما ہم پہ اے خدا ہم غریب　　شیرِ حق حضرت علی مشکل کشا کے واسطے

صاف کردل کو ہمارے اے خدائے ذوالجلال　　خواجہ عجمی شاہ اولیاء کے واسطے

حاجتیں میری خدایا فضل سے اے تمام　　دے مجھے سب بایزید بسطامی کے واسطے

کردل کو زندہ ذہنِ ایمان کو کامل اے خدا　　زندہ کر زندہ مدار اولیاء کے واسطے

جسم یہ بے جان ہیں تو جان دے اے کریم　　جانِ من جنتی جمال با صفا کے واسطے

دے مجھے مستی بہادت سے مستان بنا　　فضل سے اپنے مدن سرمست شاہ کے واسطے

اور سب رنج دور کرائے میرے خدا　　دولہا دریائی بابا مان شاہ کے واسطے

کر دعاء مقبول جو کہے اے کبریا　　حضرت سید میراں شاہ حسینِ بہاولی کے واسطے

جاری میری دعاء یہ ہے صدا تجھ سے خدا　　کر عطا حضرت شاہ قرار رحمت اللہ کے واسطے

سلسلہ ء نور سے نوری بنا دل کو میرے　　حضرت سید شاہ سید غریب پارسا کے واسطے

خلق کی دستگیری کرتا رہوں وہ دل عطا کر　　حضرت سید شاہ دیوان میراں درگائی کے واسطے

خاتمہ ایما ن پر ہو اے ہمارے خدا　　حضرت بہادر علی شاہ بے ریا کے واسطے

دینِ احمد پر رہوں سب خویش اور بھائی عزیز　　حضرت سید دین علی بے ریا کے واسطے

بعد میرے اے خدا یہ سلسلہ قائم رہے　　حضرت شیخ سید دلیل شاہ بصرا کے واسطے

اور کر کمال اِن سب کو مرشد کے طفیل　　حضرت شیخ سید گلزار شاہ ولی کے واسطے

ہاتھ میں اِن کے رہے شمشیرِ اسلام اے خدا　　حضرت سید کلکل علی شاہ خوش نما کے واسطے

فکر کی منزل پہ یارب استقامت دے مجھے　　صاحبِ عالم سید پیر بھلا شاہ کے واسطے

روشن کر دل کو میرے یا سید المرشدین — حضرت مقبول علی شاہ لطف عطا کے واسطے
کام کر شیریں طفیل بھلا شاہ پیر کے لئے — حضرت میراں جُت شاہ با حیا کے واسطے
عرض کرتا ہوں تجھ سے یا ربّ العالمین — فضل کر مجھ پر سید خدمت علی شاہ دُرویش کے واسطے
یوسف علی شاہ کے خاطر دل میرا شاد کر — مرشد حضرت سید رحمت علی شاہ کے واسطے
دعاء میری مقبول یا ربّ العالمین — حضرت سید رحیم علی شاہ معجز کے واسطے
پیر ہے گدی نشیں حیدر علی شاہ جلوہ افروز — بخشدے یارب گناہ ان سب اولیاء کے واسطے
ان بزرگوں کو شفیع لایا ہوں میں ہو کر ملول — ہو دعاء مقبول سارے اولیاء کے واسطے

اطلاع عام

حضرت پیر نواب علی شاہؒ کے دربار پر ہر ماہ
چاند کی 27 تاریخ کو محفل حمد و نعت
محفل سماع، محفل واعظ منعقد کیا جاتا ہے
بعد از محفل لنگر کا اہتمام ہوتا ہے
اس محفل پاک میں زیادہ سے زیادہ شرکت
فرما کر ثواب دارین حاصل کریں

منزل نمبر 13

حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں ایک پائے کے بزرگ ہوئے ہیں حضرت چاند شاہ سدہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب اپنے پیرومرشد حضرت چیتن علی شاہ سے خلافت ملی اُس وقت آپ کی عمر ۱۳/ برس تھی، آپ ایک صابر ولیء کامل تھے۔ آپ نے اپنے پیرومرشد کی اجازت سے تقریباً ۱۴/ سال تک طویل چلہ کشی کی حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے کا انتہائی شوق تھا آپ قرآن مجید کو اس قدر میٹھے انداز میں پڑھتے تھے کہ جنگل میں رہنے والے جانوروں تک آپکے پاس جمع ہوجاتے اور اُڑنے والے پرندے آپ کے سر پر منڈلانے لگ جاتے تھے۔ آپ جس وقت گدی نشین ہوئے اس وقت آپکے ساتھ تقریباً ساڑے چار سو ملنگ تھے۔ اور وہ ہردم آپکی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ آپ نے جب پہلی بار حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے روضے پر حاضر ہونے کا خیال کیا تو آپ نے اپنے ہمراہ بیس (۲۰) ملنگ لئے اور مکنپور شریف سے بھٹنڈہ کے لئے روانہ ہوئے اس سفر میں آپ کئی گاؤں اور شہروں میں رُکے، اور وہاں کے رہنے والوں کو اپنی روحانی تعلیمات سے آشنا کیا،

جس وقت آپ صوبہء پنجاب میں داخل ہوئے تو آپ نے ایک گاؤں کے قریب اپنے ہمراہ ملنگوں کو رکنے کو کہا پیرومرشد کا حکم سنتے ہی آپ کے ملنگ اسی جگہ مقیم ہوگئے ۔ اب آپ حضرت چاند شاہ اور آپ کے ملنگ وہیں پر رُک گئے وہیں کچھ دوری پر ایک کسان اپنے کھیت میں کام کررہا تھا جب کسان نے دیکھا کہ کچھ بابا لوگ آئے ہیں تو اس نے اپنا کام چھوڑ دیا اور حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے قریب آیا اور پوچھا کہ بابا آپ کون ہیں؟ اور کہاں سے

آئے ہیں؟ کسان کے سوال کرنے پر حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ہم لوگ سلسلہء مداریہ سے ہیں۔اور میرا نام چاند شاہ ہے میں اس سلسلے کا پیر ہوں پھر تو کسان نے آپ کی دل وجان سے خدمت کی اس غریب کے پاس اس وقت جو کچھ بھی تھا اس نے آپ کے سامنے پیش کیا۔اس نے یہ اندازہ لگالیا کہ یہ بابا واقعی کوئی اللہ کے ولی ہیں۔کسان آپکی اچھی طرح سے خدمت کرنے کے بعد واپس کھیت میں چلا گیا۔

اور اپنے دل میں خوشی محسوس کرتے ہوئے سوچنے لگا کہ یہ فقیر کوئی عام فقیر نہیں ہے یہ تو درجہء کمال پر پہونچے ہوئے ولی ہیں آپ سے میرے سارے دُکھ دور ہوجائیں گے۔ان ہی خیالوں میں وہ اپنے کام میں مشغول ہوگیا وہ ہی کسان جب شام کو اپنا کام ختم کرنے کے بعد گھر کو پہنچا تو ایک عجیب منظر تھا اُسکے گھر کے سامنے لوگوں کی بھیڑ جمع تھی اس نے معلوم کیا آخر معاملہ کیا ہے تو ایک بڑے آدمی نے آگے آکر کہا کہ تمہارا لڑکا جو گاؤں میں کھیل رہا تھا۔اچانک ایک سانپ نے اُسکو کاٹ لیا ہے اور وہ ختم ہوگیا ہے اب تم گھر میں جاکر اُس کے آخری فرض کو ادا کرو کسان نے جب بیٹے کی موت کی خبر سنی تو یقین جانیں کہ اس کے پیروں تلے کی زمین کھسک گئی اور وہ اپنے گھر کے اندر گیا اور اپنے لڑکے کو سینے سے لگا کر زاروقطار رونے لگا روتے روتے اس کو اُس اللہ کے ولی حضرت چاند مداری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد آئی تو اس نے سوچا کہ وہ اللہ کے ولی ہیں اور میری ڈوبی ہوئی کشتی ضرور پار لگا دیں گے۔

اب وہ کسان اپنے بیٹے کی لاش اٹھا کر اور کسی کو کچھ نہ بتائے ہی وہ وہاں سے دوڑنے لگا گاؤں والوں نے اس خیال سے اُس کا پیچھا کیا کہ شاید یہ بیٹے کے غم میں پاگل ہوگیا ہے۔ابھی کچھ ہی دیر میں وہ کسان حضرت چاند شاہ سدھ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہونچتا ہے آپ اس وقت عشاء کی نماز ادا کر رہے تھے۔کسان نے اپنے بیٹے کی لاش آپ کے سامنے رکھدی اور روتے

روتے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے اللہ کے ولی مجھے نہیں معلوم تھا کہ آپ کون ہیں؟لیکن جب آج دن میں میں نے آپ کی خدمت کی تو مجھے آپ کے چہرے میں نورِمحمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آرہا تھا اور اسی لئے میں نے یہ سوچا کہ آج کے بعد میری زندگی میں کوئی دُکھ ومصیبت نہیں آئے گا۔لیکن مجھے نہیں معلوم تھا کہ آج ہی میرے اوپر دُکھوں کے پہاڑ ٹوٹیں گے بابا آپ میری ڈوبی ہوئی کشتی پار لگادیں۔

کسان کی گریہ وزاری پر حضرت چاند شاہ سدھ علیہ الرحمہ کو رحم وترس آجاتا ہے اور اپنا سر سجدے کے اندر رکھدیتے ہیں اور پھر دعاء کرتے ہیں کہ اے اللہ عزوجل تو اس کسان کے بیٹے کی زندگی واپس لوٹادے۔اگر آج تو نے اپنے اس بندے کی لاج نہیں رکھی تو اس گاؤں میں کبھی کوئی فقیر کی عزت نہیں کرے گا۔پھر آپ نے سجدے سے سر اٹھا کر اس بچے کی لاش کے قریب جاتے ہیں اور اس کے سر پر ہاتھ رکھکر کہتے ہیں کہ اگر سانپ میں اتنی طاقت ہے کہ وہ کسی کو مردہ کردے اور اگر یہ واقعی میں سانپ کے کاٹنے سے مرا ہے تو مجھے اس سے کوئی کام نہیں اور اگر یہ اللہ عزوجل کے حکم سے مرا ہے تو پھر یہ زندہ ہوگا،اور میں اسے اللہ عزوجل کے قریب کردوں گا اتنا کہکر آپ اٹھتے ہیں اتنی دیر میں بچے نے آنکھیں کھولدی اور آپ کے قدموں کو پکڑلیا اور کہا کہ آپ مجھے چھوڑ کر مت جائیں آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ آپ مجھے اللہ عزوجل کے نزدیک کردیں گے۔

اتنی دیر میں سارے گاؤں والے بھی آجاتے ہیں جب سب گاؤں والوں نے آپ کی اس کرامت کو دیکھا تو آپ کی خوب تعریف کرنے لگے اس کرامت سے کسان اور اس کا سارا گاؤں مسلمان ہوگئے۔آپ نے اُن سب کے لئے دعائیں کیں اور رات بھر رکنے کے بعد آپ نے آگے کا سفر طے کیا۔اور نہ جانے کتنے ہی مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مصیبتیں دور

کرتے ہوئے آپ ایک دن ٹھنڈہ شریف میں پہنچے اور دربار صحابی میں حاضر ہوئے اور کافی دنوں تک ٹھنڈہ شریف میں ہی رہتے رہے اور دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں رہ کر فیضیاب ہوئے۔ اب اس درگاہ میں آنے والا ہر ایک آدمی آپ کے سلوک واخلاق سے متاثر ہوتا ہے اور یہاں آنے والا ہر شخص آپ سے محبت کرنے والا بن جاتا۔

ہر خاص وعام کے دلوں میں آپ کے لئے ایک خاص عزت واحترام ہو جاتا تھا اور وہ لوگ غیر مسلم ہونے کے باوجود بھی آپ کی بڑی عزت کرتے تھے شہر ٹھنڈہ شریف میں مسلمان بھی آباد تھے۔ وہ لوگ بھی آپ کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور یہی کہتے تھے کہ حضرت اب آپ یہیں پر رہیں اور ہم لوگوں کے سروں پر اپنا ہاتھ رکھیں ان لوگوں کی محبت دیکھ کر آپ بے حد خوش ہوتے تھے۔

مکنپور شریف کے لئے روانگی

آپ نے ان کے لئے ہمیشہ دعاء کی آخر ایک دن آپ اپنے ملنگوں کے درمیان بیٹھے تھے کہ آپ کو روضہء مدار العالمین کی یاد آتی ہے اور اسی دن آپ مکنپور شریف جانے کا فیصلہ کرتے ہیں اور مکنپور شریف کے لئے روانہ ہو جاتے ہیں اور ایک دن مکنپور شریف پہونچے ہیں اور روضہء مدار العالمین پر حاضر ہوتے ہیں۔

بزرگوں کا کہنا ہے کہ ایک رات آپ نے روضہء مدار العالمین پر مراقبہ کیا۔

تو آپ نے دیکھا کہ ایک بہت ہی خوبصورت باغ ہے اس باغ میں دو حسین وجمیل بزرگ تشریف فرما ہیں ان میں ایک بزرگ بڑے ہی ضعیف وناتواں ہیں اور دوسرے ان سے کم عمر کے ہیں اب جو ضعیف بزرگ ہیں وہ دوسرے بزرگ سے یوں فرما رہے ہیں کہ اے بدیع الدین اپنے چاند علی شاہ کو مجھے دیدو یہ سنکر حضرت شاہ قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

سرکار چاند علی شاہ آپ کا ہی ہے اور ہم بھی آپ کے ہیں۔ حضرت شاہ قطب المدار علیہ الرحمہ نے حضرت چاند علی شاہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ اے چاند علی شاہ آج سے تم حضرت خواجہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے گھر میں رہو اور انہی کی غلامی میں رہو، پھر حضرت شاہ قطب المدار علیہ الرحمہ نے حضرت چاند شاہ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں تھما دیا اور ٹھنڈہ شریف جانے کی اجازت عطا کی، اس خواب کو دیکھ کر آپ نے اندازہ لگا لیا کہ اب ہمیں ٹھنڈہ ہی میں رہنا ہے اور آپ نے یہ اپنا خواب حضرت سید احمد عظمت اللہ اور مولانا عبدالسبحان محدث کو بتایا تو انہوں نے آپ کے خواب کو بشارتی بتایا اور فرمایا کہ آپ کو اس خواب کے ذریعہ ٹھنڈہ شریف جانے کا حکم ملا ہے سو آپ اس حکم کی تعمیل کریں اور پھر حضرت چاند شاہ علیہ الرحمہ نے ٹھنڈہ شریف جانے کی مکمل تیاری شروع کر دی، اس بار آپ کے کبھی ملنگ آپ کے ساتھ ہو گئے اور آپ کے پاس بہت سارے مویشی بھی تھے ان کو بھی ساتھ لے لیا، اور پھر ٹھنڈہ شریف کے لئے روانہ ہوئے اس سفر کے دوران آپ نے کئی اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت بھی کی اور پھر ایک دن صوبہ پنجاب میں پہونچے پنجاب پہونچتے ہی آپ کے یہاں آنے کی خبر پورے پنجاب میں پھیل گئی اور جب ٹھنڈہ کے لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں تو ان لوگوں نے آپ کے استقبال کی تیاریاں شروع کر دی اور جب حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ٹھنڈہ شریف پہونچے تو واقعی یہاں کے لوگوں کا استقبال کرنے کا انداز انوکھا تھا۔ حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں کی محبت اور عقیدت کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور دعاؤں سے نوازا۔

اور پھر آپ روضہء حاجی رتن رضی اللہ عنہ پر حاضر ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں یا شیخ میں حاضر ہوں میری حاضری کو قبول فرمائیں۔ اب آپ کو مکمل طور پر ٹھنڈہ شریف میں ہی رہنا تھا حاجی

رتن کی درگاہ میں جس جگہ کو مدار چوکی کہا جاتا ہے آپ وہیں پر رہنے لگے۔

ایک جادوگر سے مقابلہ

آپ کو یہاں آئے ابھی کچھ ہی دن ہوئے تھے کہ بٹھنڈہ شریف میں ایک جادوگر آکر رہنے لگا جادوگر نے اپنے جادو کے ذریعہ لوگوں کو ستانا شروع کیا اُس کے جادو کے آتنک سے بٹھنڈہ کے لوگ پریشان ہوگئے ایک دن لوگوں نے اس کے بارے میں وہاں کے راجا سے بات کی اور اپنی ساری پریشانی راجا کو بتائی راجا نے جب ساری بات سنی تو اس کو بڑا غصہ آیا اور اس نے اپنی فوج کے کچھ سپاہی وہاں بھیجے جہاں پر جادوگر رہتا تھا۔

سپاہیوں نے جاکر اس جادوگر کو گرفتار کرلیا اور راجا کے سامنے پیش کیا۔ راجا نے اس سے پوچھا کہ کیا تم ہی جادوگر ہو تو اس نے کہا کہ ہاں میں ہی جادوگر ہوں تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے؟

تو راجا نے کہا کہ تمہارا ظلم یہاں اس قدر پھیل چکا ہے کہ اب تمہارا زندہ رہنا اچھا نہیں تمہیں ہم سزائے موت دیتے ہیں یہ سنکر جادوگر زور زور سے ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ تم مجھے کیا سزا دے سکتے ہو سزا تو میں تمھیں دونگا اور اس نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اوپر اٹھایا اور سامنے جس طرف راجا کی بیوی و جوان بیٹی بیٹھی تھی اس کی طرف کچھ منتر پڑھکر پھونکا جیسے ہی اس نے پھونک ماری راجا کی بیوی اور بیٹی دونوں پتھر کے مجسمے بن گئیں یہ منظر دیکھکر راجا حیران ہوگیا اور دربار کے سارے سپاہی مارے خوف کے دور ہوگئے جادوگر راجا سے کہنے لگا مجھ سے دشمنی اچھی نہیں آگے میرے کسی کام میں دخل مت دیں۔ یہ کہکر وہ وہاں سے چلا جاتا ہے۔

راجا نے جب اپنی بیوی اور بیٹی دونوں کو ایک پتھر کی مورتی بنتے دیکھا تو وہ بڑا رنجیدہ ہوا اور ایک لاچار کی طرح اس کے پاس بیٹھکر رونے لگا جادوگر کی اس گندی حرکت کے بارے میں

سارے شہر کے لوگوں کو پتہ چل جاتا ہے۔

ایک دن راجا اپنی بیٹی اور بیوی کے مجسمے کے پاس بیٹھا رو رہا تھا کہ اچانک اس کا وزیر آیا اور راجا کو تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ عرض کروں راجا نے کہا کہو کیا بات ہے وزیر نے کہا اسی بٹھنڈے شریف میں حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کا مزار شریف ہے اور اس مزار پر ایک بہت ہی پہونچے ہوئے بابا رہتے ہیں جنکا نام **چاند شاہ** ہے ہم کو ان سے ملنا چاہیے اب صرف وہی ہیں جو ہمیں اس مصیبت سے بچا سکتے ہیں راجا نے کہا ہم آج رات ہی اس سے ملاقات کریں گے۔ اور جیسے ہی رات آئی تو راجا اور وزیر دونوں حضرت چاند شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا دُکھ بیان کیا حضرت چاند شاہ علیہ الرحمہ نے راجا سے سارا واقعہ جاننے کے بعد اپنی جوتی اتار کر راجا کو دیدی اور کہنے لگے کہ اس جوتی کو ان دونوں مجسموں پر مارنا انشاء اللہ العزیز تمہاری بیوی اور بیٹی اپنی اصلی شکل میں آجائیں گی اور پھر تم اس جادوگر کو گرفتار کروانا اور اس وقت مجھے بھی وہاں لیجانا میں دیکھوں گا کہ اس باطل کے جادو میں کتنا اثر ہے چنانچہ راجا نے ایسا ہی کیا جیسے ہی راجا نے حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی جوتی ان مجسموں پر ماری تو فوراً وہ دونوں اپنی اصلی حالت میں آگئی راجا بے حد خوش ہوا اور دوسرے دن پھر جادوگر کو گرفتار کروالیا اور دوسری طرف حضرت چاند شاہ علیہ الرحمہ کو بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ اپنے محل میں خود لیکر آیا جادوگر تو راجا کو مات دے چکا تھا۔

اس لئے وہ بے خوفی سے راجا کے سپاہیوں کے ساتھ محل میں آگیا اسے کیا معلوم کہ آج اس کا فیصلہ راجا کی عدالت میں نہیں بلکہ سلسلۂ عاشقانِ مدار کے اس شہنشاہ کے دربار میں ہے جنہیں حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ جادوگر جیسے ہی دربار میں داخل ہوا تو راجا کی بیوی اور بیٹی کو ایک دم صحیح و سالم دیکھکر حیران ہوگیا اب اس نے اپنے

جادو سے اپنی وہ زنجیر کھولنی چاہی جن سے وہ بندھا ہوا تھا لیکن نہ کھول پایا۔
حضرت چاند شاہ علیہ الرحمہ نے حکم دیا کہ اس کی تمام زنجیریں کھول دی جائیں آپ کے حکم کی تعمیل ہوئی حضرت چاند شاہ نے کہا کہ اے جادوگر تم نے اپنے جادو کے ہنر سے اس شہر کے لوگوں کو پریشان کیا ہے اور یہاں کے راجا کو بھی تم نے تکلیف دی ہے تو جادوگر نے آپ سے کہا کہ اے بابا یہ میرے اور راجا کے بیچ کی لڑائی ہے آپ اس میں دخل نہ دیں تو بہتر ہوگا۔ ورنہ آپ کا بھی وہی حال ہوگا جو راجا کی بیوی اور بیٹی کا ہوا ہے آپ نے کہا کہ اگر تیرے اور راجا کے بیچ کی بات ہے تو تو نے راجا کی بیوی اور بیٹی کو پریشان کیوں کیا ہے اب اگر تمہارے جادو میں کوئی اثر ہے تو تم پھر سے ان کو پتھر بنا کر دکھا دو، جادوگر نے پھر اسی طرح سے ہاتھوں کو ان کی طرف کیا اور کچھ منتر پڑھنا چاہا کہ اچانک اس جادوگر کے دونوں ہاتھ لٹک کر زمین پر گر گئے اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر گیا اور رونے اور چیخنے لگا راجا نے اٹھوا کر اس کو قید خانے کے اندر ڈلوا دیا۔ اس واقعہ کے بعد بٹھنڈہ اور یہاں کے راجا اور عوام دونوں ہی آپ کے قائل ہو گئے اور دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں حاضر ہونے لگے۔ اس واقعہ کے بعد راجا تو گویا آپ کا غلام ہی ہو گیا ہر صبح وہ آپکی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور آپکے قدموں میں بیٹھکر اپنے آپ کو وہ بہت خوش نصیب سمجھتا تھا۔
راجا کو آپ سے بے پناہ محبت ہو گئی وہ ہر ایک کام آپ سے اجازت لیکر ہی کیا کرتا تھا حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاء سے ہی راجا کو بیٹا ہوا راجا نے ہمیشہ درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کا خیال رکھا اس نے آس پاس کی تقریباً ایک سو ساٹھ بیگھا زمین درگاہ شریف میں نذر کر دی اور ساری زمین و درگاہ شریف کا وارث حضرت چاند شاہ کو مقرر بنا کر کہا کہ حضرت یہ ساری زمین آپ کے نام لکھوا دی ہے۔ حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بٹھنڈہ شریف میں آنے کے بعد

اس شہر کی کایا ہی پلٹ گئی آپ نے اس بٹھنڈہ شہر کی زمین پر اللہ عزوجل کے ذکر کی ایسی مثال قائم کی کہ جس کو صدیاں ختم ہو جانے کے بعد بھی لوگ نہیں بھلا سکے۔
آپ کے اس زمانے میں ساڑھے چار سو ملنگ تھے جو ایک سے بڑھکر ایک تھے۔ اس درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں شام ہوتے ہی آپ کے ملنگ اپنے دھونوں کو گلزار کر لیتے تھے اور پھر رات میں ہر ایک ملنگ لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگا کر اپنے رب کا ذکر واذکار کر کے جھوم اٹھتے تھے ان ملنگوں کا یہ روزانہ کا کام تھا کہ دن میں حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتے تھے اور رات کو ذکرِ الٰہی کرتے تھے۔
یہ درگاہ شریف ہندوستان کے اس شہنشاہ کی تھی کہ جسکی چوکھٹ سے کبھی بھی کوئی خالی ہاتھ نہیں گیا۔ حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پرہیزگاری و تقویٰ اور کرامتوں کی شہرت ہندوستان کے ہر حصے میں عام ہوئی اور ملک کے کونے کونے سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے آتے تھے اور ہر آدمی آپ سے دلی محبت رکھتا تھا۔ اور لوگ آپ کی روحانی تعلیمات سے اپنے دلوں کو روشن کیا کرتے تھے۔ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی درگاہ شریف ہندوستان کی وہ عظیم الشان خانقاہ ہے جہاں پر یہاں کے راجاؤں کے سر جھکتے ہیں اور شہنشاہوں کے تاج بھی جھکے۔
یہ وہ دربار ہے جہاں مغلوں نے اپنا سر جھکایا تو کبھی نوابوں نے منت مانگی کبھی راجپوتوں نے ماتھا ٹیکا تو کبھی انگریزوں نے سلامی دی آپ کے ملنگ بھی بڑے ہی صابر اور تقویٰ والے تھے ان بزرگوں میں روحانی کمال اس قدر تھا کہ ان کی زبانوں سے نکلا ہوا ہر ایک الفاظ کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ پورا کیا،
ایک مرتبہ آپ صبح سویرے اپنے ملنگوں کے بیچ تشریف فرما تھے کہ آپ کے پاس دو آدمی حاضر ہوتے ہیں اور بڑے ادب سے آپکی دست بوسی و قدم بوسی کی اور پھر اس نے عرض کی کہ

سرکار میں پٹیالہ کا راجا ہوں اور میرا نام بھیم سنگھ ہے۔ سرکار میں نے صرف آپ کی تعریف سنی تھی اور آپ سے ملنے کی خواہش بھی تھی لیکن میں اپنے سرکاری کام میں اتنا مشغول تھا کہ حاضر نہ ہو سکا، ابھی کچھ روز قبل ہی میں اور میرا وزیر اور کچھ سپاہی ہم سب شکار کے لئے جنگل میں چلے گئے تھے۔ ہم سب بہت خوش تھے اور جنگل میں ہر قسم کے جانوروں کا شکار کیا ایک دن میں اور میرا وزیر شکار کی تلاش میں جنگل میں کافی دور تک نکل گئے اور دن بھر کی مشقت کے بعد بھی کوئی جانور نظر نہیں آیا شام کو ہم واپس اپنے خیموں کی طرف آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہمارے جتنے بھی وفادار سپاہی تھے سب کو کسی جنگلی جانور نے چیر پھاڑ دیا اور وہ سب مرے ہوئے زمین پر لہولہان پڑے تھے یہ ماجرا دیکھکر ہم دونوں گھبرا گئے اور ہماری جان کو بھی خطرہ محسوس ہوا اس لئے ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگنے لگے ابھی کچھ ہی دور پہونچے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ دور سے ایک شیروں کا جھنڈ ہماری طرف دوڑتا چلا آرہا ہے۔ میں اور وزیر دونوں گھبرا گئے اپنی موت کو سامنے دیکھکر اپنے سارے خداؤں کو یاد کرنے لگے لیکن ہمارے خداؤں نے ہماری مدد نہیں کی اور ان شیروں نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور زور زور سے دہاڑنے لگے ہمیں تو یوں لگا جیسے ہماری زندگی کا خاتمہ ابھی ہو جائے گا لیکن اچانک مجھے حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا خیال آیا اور میں نے زور سے آواز دی کہ اے کھنڈ شریف والے چاند شاہ بابا ہمیں بچا لیجئے میں نے کہا اے کھنڈہ کے مہاراجہ ہماری مدد کیجئے اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے ایک نوجوان فقیر جنکے ہاتھ میں ایک لاٹھی تھی ہماری طرف آئے ان کو دیکھتے ہی سارے شیر اپنی دمیں ہلانے لگے اور ان کے سامنے سارے شیر جھک کر بیٹھ گئے۔ پھر اس فقیر نے ہماری طرف نگاہ ڈالی تو کہنے لگے کہ اے راجا تم ہو تو اس قابل کہ یہ سارے جانور تمہیں چیر پھاڑ کر چٹ کر جائیں کیوں کہ تم لوگوں نے اس جنگل میں کتنے ہی جانوروں کو مارا ہے لیکن

اب جب تم نے حضرت چاند شاہ علیہ الرحمہ سے مدد مانگی تو مجھے آنا پڑا اب تم لوگ خطرے سے باہر ہو۔ تم لوگ اپنے گھر چلے جاؤ اور پھر کبھی کسی جانور پر ظلم مت کرنا کیوں کہ جان سب کی برابر ہوتی ہے۔ راجا نے آپ کے قدموں میں گر کر کہا کہ حضور آپ کون ہیں جو اس مصیبت کی گھڑی میں ہمیں موت کے منہ سے بچانے اس ویران جنگل میں تشریف لائے ہیں؟

انہوں نے کہا کہ میں حضرت چاند شاہ کا غلام ہوں اب تم جلدی یہاں سے چلے جاؤ۔ ہم دونوں وہاں سے سیدھے آپ حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں۔ یہ سارا واقعہ راجا نے حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب بیان کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے حضرت چاند شاہ نے ساری بات سنکر کہا کہ اے راجا تم جس فقیر کی بات کرتے ہو وہ کوئی اور نہیں حضرت قوت علی ہیں جو ابھی یہاں پر حاضر ہو جائیں گے۔ تم ان سے مل کر جانا اور کچھ ہی دیر میں حضرت قوت علی شاہ حضرت چاند علی شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے راجا آپ کو دیکھتے ہی پہچان گیا اور آپ کا شکریہ ادا کیا اور حضرت چاند شاہ سے عرض کی کہ سرکار آج سے مجھے اپنا غلام سمجھیں اب میری ہر ایک سانس آپ کی احسان مند ہے۔ راجا نے آپ سے کچھ نذرانے کی اجازت مانگی آپ نے اسے اجازت دیدی راجا نے درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں ایک بڑا گنبد اور ایک بڑا حجرہ بنوایا اور تین گھوڑے نذر کئے اور اعلان کروادیا کہ آج سے اس دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں جتنا بھی خرچ ہوگا وہ پٹیالہ کے راجا کے حکم سے دیا جائے گا آپ کی خوش اخلاقی اور محبت ہر ایک آدمی کے دل کو بھاتی تھی آپ کی تعلیمات ہر ایک شخص کو متاثر کرتی تھی۔ ہر ایک مذہب اور طبقے کے لوگ آپ کی روحانی تربیت سے فیضیاب ہوتے تھے آپ نے ہمیشہ انسانیت کی بھلائی اور امن وسکون سے رہنے اور ہر چھوٹے و بڑے کو برابر سمجھنے کی تعلیم فرمائی آپ ہندوستان کی وہ ہستی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی اس سرزمین ہند

میں رہکر خدا کی مخلوق کی رہنمائی کی آپ نے اپنی تمام عمر ایک شہنشاہی انداز میں گذارنے کے باوجود بھی ہر غریب ویتیم کا خاص خیال رکھتے آپ کو جب کسی کی بیماری کا علم ہوتا تو خود عیادت کے لئے جایا کرتے جہاں آپ کی زیارت کے لئے راجا اور بادشاہوں کو گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا وہیں جب آپ کو کسی غریب کی مفلسی کا خیال آتا تو آپ فوراً اس کی خبر لینے چلے جایا کرتے تھے۔آپ کو اللہ نے اس قدر نوازہ کہ آپ ہندوستان میں ایک بے تاج بادشاہ کی حیثیت رکھتے تھے اور دور دور سے لوگ آپ کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے آپ نے کسی سائل کو کبھی مایوس نہیں لوٹایا پنجاب کے لوگ آپ کو سدھ شاہ چاند کہنے لگے یعنی سچا چاند شاہ آپ کو بھٹنڈہ شریف اور یہاں کے لوگوں سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ بھٹنڈہ شریف میں قحط پڑ گیا سب لوگ پریشان تھے جتنا کھانا پینا تھا وہ سب ختم ہو گیا لوگ بھوک اور پیاس سے مرنے لگے آپ کی آنکھیں انسانیت کے اس درد کو دیکھ نہ سکی اور آپ نے اپنے اللہ رب العزت کے حضور میں اپنا سر رکھ دیا۔اور تین روز تک آپ لگاتار سجدے میں رہے اور بغیر کچھ کھائے پیئے آپ نے دعائیں کیں آخر اللہ رب العزت کو اپنے اس ولی ءکامل کی ادا اس قدر پسند آئی کہ اللہ نے اپنی رحمت کی اتنی زوردار بارش کی کہ سارے ندی نالے بھر گئے پھر آپ نے دعاء کی کہ یا اللہ عزوجل تو ان کے رزق میں برکتیں عطاء فرما اور کہا کہ اے بھٹنڈہ کے لوگوں آج کے بعد اس شہر میں کبھی قحط نہیں پڑیگا اور نہ ہی تمہارا کھانا پینا کم ہوگا یہاں تک کہ تم اپنے پڑوسیوں کو بھی دیدو گے۔اور جو آپ نے کہد یا وہ اللہ رب العزت نے کر دیا آج پنجاب کی ہی نہیں بلکہ پورے ہندوستان کی سب سے بڑی اناج منڈی بھٹنڈے کے اندر ہے۔یہ آپ کی ہی دعاء کا اثر ہے کہ آج وہاں پر اناج کے ایسے ڈھیر لگے رہتے ہیں جیسے مٹی کے ٹیلے ہیں۔۔

آپ کو اپنے سارے ملنگوں سے بے پناہ محبت تھی لیکن ان میں بھی کچھ ملنگ خاص تھے ان میں سب سے پہلا نام حضرت **قوت علی** شاہ کا ہے۔

اور دوسرے حضرت قاضی گلاب علی شاہ تھے۔اور تیسرے حضرت محبوب علی شاہ تھے تینوں آپ کے خاص اور وفادار ملنگ تھے آپ نے ان سب ملنگوں کا الگ الگ کام بانٹ رکھا تھا جسکے ذمے جو کام تھا وہ اسے بیحد لگن سے پورا کیا کرتا تھا ان سارے ملنگوں کے سردار حضرت قوت علی شاہ تھے یہ سارے بزرگ دن میں اپنا اپنا کام کرتے تھے اور رات کو ایک پیر پر کھڑے ہو کر خداوند قدوس کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حضرت چاند علی شاہ کا انتقال

حضرت چاند علی شاہ کو جب یہ علم ہوا کہ اب میں اس دنیائے فانی میں کچھ ہی دنوں کا مہمان ہوں تو آپ نے تمام چاہنے والوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو تم میری جگہ قوت علی شاہ کو اپنا رہنما تسلیم کرنا اور انکو ہی گدی نشین کرنا اور میرے جنازے کی نماز کی امامت حضرت قاضی گلاب علی شاہ کریں گے خیال رکھنا تم سب جتنا میرا ادب واحترام کرتے ہو اتنا ہی قوت علی شاہ کا ادب واحترام کرنا اس نصیحت کے کچھ ہی روز بعد میں آپ نے ۲/شوال المکرم ۱۱۶۲ھ کو جمعرات کے دن انتقال فرمایا جس دن آپ کا انتقال ہوا اس دن بھٹنڈہ میں رہنے والوں کے لئے سب سے رنجیدہ وقت گذرا،اور پھر آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جنازے کی نماز حضرت قاضی گلاب علی شاہ نے پڑھائی اور پھر حضرت قوت علی شاہ کو خلافتِ دستار کی گئی اس وقت صوبہء پنجاب کے تقریباً سبھی شہروں کے لوگ اور بڑے بڑے راجا مہاراجا موجود تھے۔

جب حضرت چاند علی شاہ کے انتقال کی خبر بھٹنڈہ اور آس پاس کے گاؤں اور شہروں میں پھیلی تو

یقین جائیں کہ غم والم کا ایک سیلاب سا آ گیا ہر مذہب کے لوگوں نے اپنا کام کاج بند کر دیا اور سب لوگ دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں جمع ہو گئے۔ بٹھنڈہ کے مہاراجہ نے اعلان کروا دیا کہ تین دن تک بٹھنڈہ میں کوئی بھی شخص اپنے گھر میں روشنی نہیں کریگا۔ آپ کے وصال کے بعد یہاں کے لوگوں اور سارے ملک میں رہنے والوں کو گہرا صدمہ ہوا آپ کے چاہنے والے ہندوستان کے کونے کونے سے حاضر ہوئے۔ آپ کے چاہنے والوں نے اپنے دلوں پر پتھر رکھ کر آپ کو سپرد خاک کیا اور پورے چالیس روز کے بعد آپ کا چہلم بھی ہوا جو لگا تار تین دن تک چلا اس کے بعد میں حضرت قوت علی شاہ نے ساری باگ ڈور سنبھالی۔

منقبت

میرے مرشد تیرے عرس کا مہینہ آیا — یاد پھر تیرا حسیں پیارا زمانہ آیا
ہے چاند شاہ نام تمہارا اے ولی — تیرے جیسا نہ کوئی پیر یہاں پر آیا
مٹ گئی ساری بلا دور میرے غم ہو گئے — جب میرے پیر تیرا نام زباں پر آیا
وہ بٹھنڈے میں رہے یارب چودہ میں — تم نے جب یاد کیا پیر کو حاضر پایا

آستانہ عالیہ حضرت پیر نواب علی شاہؒ کے
معروف قوال پارٹی لالا محمود صابری

منزل نمبر 14

حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان کا خاندان گوالیر میں آباد تھا۔ اور ان کے والد کا نام مولانا علی حیدر صاحب تھا حضرت مولانا علی حیدر صاحب سلسلہ عاشقان مدار سے مرید تھے اور گوالیر کی جامع مسجد میں امامت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ ایک مرید ہونے کے ناتے آپ کو حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی حضرت مولانا علی حیدر صاحب کی سارے شہر والے عزت و احترام کرتے تھے آپ ہر اعتبار سے اپنے حال میں خوش تھے مگر آپ کے کوئی اولاد نہیں تھی اس بات سے آپ رنجیدہ بھی تھے آپ ہمیشہ اللہ رب العزت سے دعا کرتے تھے کہ اللہ مجھے اولاد سے نوازے مگر آپ کے کافی وقت تک اولاد نہیں ہوئی ایک روز خیال آیا کہ مجھے اس بارے میں حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بات تو کرنی چاہیے کیوں کہ وہ میرے حق میں دعا کریں گے تو اللہ رب العزت ضرور اولاد سے نوازے گا اسی تمنا کو لئے آپ پیر و مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ حضور ایک بات ہے کہ آپ میرے بارے میں دعا کریں۔ کہ اللہ رب العزت مجھے اولاد سے نوازے۔ حضرت چاند شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو نیک اولاد کی دعا دی اور کہا کہ اے مولانا حیدر علی اگر تمہارے گھر بچی پیدا ہو تو اسے تم رکھ لینا اور اگر بیٹا پیدا ہو تو اسے ہمیں دے دینا اللہ تمہاری اولاد میں برکت عطا کرے گا اس بات کے لئے مولانا حیدر علی شاہ صاحب خوشی خوشی آپ کی بات مان لیتے ہیں اور اپنے گھر آ کر اپنی بیوی سے ساری بات کہتے ہیں آپ کی بیوی بھی بڑی نیک اور صالح تھی وہ بھی مان لیتی ہے اور کہتی ہے کہ جب حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے

کہا ہے تو ضرور اللہ اولاد سے نوازے گا۔ اور بیٹا عطا کرے گا کیوں کہ وہ اللہ کا محبوب ولی ہوگا چنانچہ دونوں میاں بیوی راضی ہوگئے اور ٹھیک نو ماہ بعد حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاء اثر لاتی ہے اور ان کے گھر ایک چاند جیسا حسین وجمیل بیٹا پیدا ہوتا ہے جسے دیکھ کر مولانا حیدر علی شاہ صاحب اللہ رب العزت کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ حضرت مولانا حیدر علی صاحب ٹھیک ایک ماہ بعد اپنے لختِ کو اپنے ساتھ لیکر اپنے پیرو مرشد کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ سرکار آپ کی دعاء سے مجھے بیٹا نصیب ہوا ہے اور میں ناچیز اپنے وعدے کے مطابق اسے آپ کے سپرد کرنے کے لئے آیا ہوں اس بچے پہ میرا کوئی حق نہیں ہے یہ آپ کی امانت ہے آپ اسے قبول فرمالیں۔

حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب مرید کی وفاداری اور محبت کو دیکھا تو اور وعدہ پورا کرتے ہوئے دیکھا تو آپکی آنکھوں سے آنسو نکل گئے اور آپ حضرت مولانا حیدر علی صاحب کو اپنے سینے سے لگالیتے ہیں اور بچے کو اپنی گود میں اٹھالیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ آج سے اس کا نام قوت علی شاہ ہے اور ان کے لئے دعاء کرنے کے بعد واپس مولانا حیدر علی شاہ کو دیدیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ابھی اس بچے کو اپنے پاس ہی رکھو اور اسے اپنی ماں کا دودھ پینے دو جب یہ تین سال کا ہوجائے اور تمہیں دوسرا بیٹا بھی مل جائے تو تم اسے ہمارے پاس لے آنا یہ کہکر آپ ان کو واپس گھر جانے کی اجازت دیدیتے ہیں جب حضرت قوت علی شاہ کی عمر تین سال کی ہوئی تو آپ کے والد نے گوالیر سے مکنپور جاکر اپنے پیرو مرشد حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا بیٹا سونپ دیتے ہیں۔ اب حضرت قوت علی شاہ حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ہی رہتے ہیں جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے پیرو مرشد نے آپ کی بسم اللہ خوانی کی اور آپ کی تعلیم کا سفر شروع ہوا۔ آپ کا ذہن اسقدر تیز تھا کہ جو سبق آپ

کو پڑھایا جاتا تھا آپ اس کو فوراً یاد کر لیتے تھے۔ آپ نے ۱۵/ سال کی عمر شریف میں کافی علوم وفنون میں مہارت حاصل کرلی تھی۔ اچھے عالموں میں آپ کا شمار ہونے لگا جب آپ نے شریعت کا علم کافی حد تک مکمل کرلیا تو آپ کے پیرو مرشد نے آپ کو اپنا ملنگ مقرر کرلیا۔

اور آپ کو عملیات پڑھنے کی اجازت عطا کی گئی اور تصوف کی اجازت سے تذکرۂ نفس کے لئے سخت ریاضتیں کی آپ نے ایک غار میں طویل چلہ کشی کی یہ وہ زمانہ تھا کہ جب آپ ایک دم جوان تھے آپکی چلہ کشی کے بارے میں جب حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو پتہ چلا تو آپ وہاں پر تشریف لے گئے وہاں جاکر حضرت قوت علی شاہ کو دیکھا کہ وہ موجود ہیں۔ حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ غار کے قریب جاکر آواز دیتے ہیں کہ اے قوت علی شاہ تمہاری ریاضتیں اور چلہ کشی مکمل ہوگئے ہیں۔ اب باہر آجاؤ جب آپ نے اپنے پیرو مرشد کے الفاظ سنے تو فوراً باہر آگئے اور ادب واحترام کے ساتھ سلام کیا اور کہا کہ یہ سب میرے مرشد کی دعاؤں کا اثر ہے کہ آج میرے جیسا ناچیز اپنے مقصدِ عظیم میں کامیاب ہوا ہے۔ یہ سنکر حضرت چاند علی شاہ نے حضرت قوت علی شاہ کو اپنے سینے سے لگالیتے ہیں اور اپنے ساتھ درگاہ میں لے آتے ہیں اس کے بعد تو قوت علی شاہ ہر دم حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ حضرت چاند علی شاہ نے جب بھی سفر کا ارادہ کیا تو حضرت قوت علی شاہ کو اپنے ساتھ رکھا اور آپ حضرت چاند علی شاہ کے ساتھ مکنپور سے بٹھنڈہ شریف تک آئے اور ہمیشہ اپنے پیرو مرشد کی غلامی کی حضرت قوت علی شاہ کو حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات ظاہری میں ہی اپنا خلیفہ چن لیا تھا۔ اور حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بہت سی کراماتیں ظاہر ہوئی ہیں حضرت چاند علی شاہ کے انتقال کے بعد جب آپ کو گدی نشین کیا گیا تو آپ نے بخوبی اپنی ذمہ داری کو سمجھا اس زمانے میں درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ جیسا تصوف

کا کوئی دوسرا مقام نہیں تھا یہ درگاہ بہت ہی مشہور اور معروف درگاہ تھی جہاں پر حق تعالیٰ کی معرفت کی تعلیم و تربیت دی جاتی تھی اور کس طرح انسان کو قرب الٰہی اور کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اور کس طرح انسان درجہ کمال تک پہونچتا ہے یہ سب اس درگاہ میں سکھایا اور پڑھایا جاتا تھا۔

اگر کسی کی تمنا درویشی اختیار کر کے قرب الٰہی حاصل کرنا ہو تو اس دربار کے اعلیٰ بزرگوں نے وہ راستہ بھی بتایا اور اگر کوئی اپنے اہل و عیال کے بیچ رہ کر خدا کی معرفت چاہتا ہے تو اس کو بھی راہ بتائی اور ہاتھ پکڑ کر اس راہ پر چلایا بھی۔ اور طریقت و معرفت کے اصولوں کو بھی سمجھایا۔ ٹھٹھہ کی عوام حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا ہی لحاظ کرتے تھے جتنا کہ وہ حضرت جانڈ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کرتے تھے۔ اور آپ نے کئی مرتبہ مکنپور شریف جا کر روضہ مدار العالمین پر بھی حاضر ہونے کا شرف حاصل کیا ہے۔

آپ نے اپنی حیات ظاہری میں تقریباً ۲۲/ مرتبہ سلطان الہند عطائے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خواجہ خواجگان غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری رضی اللہ عنہ کے روضہ مقدسہ پر حاضری کا بھی شرف حاصل کیا ہے۔ اور مدار ٹیکری پر بھی رہتے تھے آج بھی مدار ٹیکری پر وہ کمرہ موجود ہے جہاں پر آپ قیام فرمایا کرتے تھے۔

ٹھٹھہ داور اجمیر شریف کا سفر آپ نے کئی بار کیا ہے ان سفروں میں راجستھان کے لوگ آپ کو جاننے لگے تھے اور کئی لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آپ جب بھی اجمیر شریف تشریف لاتے تھے تو آپ کا سفر کچھ اس طرح ہوتا تھا کہ آپ ٹھٹھہ سے ہنومان گڑھ اور پھر چلو ہوتے ہوئے سردار شہر آتے اور پھر وہاں سے چورو تشریف لاتے اور پھر یہاں سے فتح پور شیخاواٹی اور سیکر ہوتے ہوئے اجمیر شریف پہونچتے تھے اس سفر میں

آپ کو چورو کے لوگ اور یہاں کی سرزمین بے حد پسند تھی کیوں کہ یہاں رہنے والے ہر مذاہب کے لوگ آپ سے پیار اور محبت کے ساتھ پیش آتے تھے اور پھر دوسری بات یہ تھی کہ یہاں کے سیٹھوں نے چورو میں داخل ہونے والے راستوں پر اپنے آدمی بٹھا رکھے تھے اور وہاں پر وہ لوگ پانی اور چھاچھ کا انتظام رکھتے تھے تاکہ یہاں پر آنے والے مسافروں کو کسی طرح کی کوئی پریشانی نہ ہو۔ اور آنے والا مسافر خوش و خرم ہو کے لوٹے یہ لوگ فقیروں اور درویشوں سے انتہائی محبت کرتے تھے۔ حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کی عقیدت و محبت کو دیکھتے ہوئے اپنے مریدوں سے ایک بار فرمایا تھا کہ دیکھنا ایک روز اس چورو کی سرزمین پر سلسلہ عاشقان مدار کا بول بالا ہوگا اور پھر آپ نے اس شہر میں رہنے والوں کے لئے دعا فرمائی تھی اور پھر یہاں سے آپ روانہ ہوگئے اور اجمیر شریف میں روضہ سرکار سلطان الہند رضی اللہ عنہ پر حاضری دی اور پھر واپس ٹھٹھہ کا سفر طے کیا۔

آپ کی عمر میں آپ سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جن کو اس کتاب میں شمار کرنا ممکن نہیں ہے۔ بلکہ ایک کرامت یہ ناچیز تحریر کر رہا ہے۔

آپ کی ایک کرامت

ایک روز آپ کی خدمت میں ایک بیوہ عورت آتی ہے اور عرض کرتی ہے کہ حضور میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے میں نے بڑی مشقت و پریشانی دیکھ کر اسے پالا پوسا اور جوان کیا یہاں تک کہ میں نے اس کی شادی بھی کر دی اور اس کے دو بچے بھی ہیں کچھ روز پہلے وہ روزگار کے لئے دوسرے کسی شہر میں چلا گیا اس کے جانے کے بعد اس کے اچھے حالات کی خبر ملتی رہی مگر ایک سال ہونے کو ہے کہ نہ تو اس کے حالات کی کوئی خبر ہے اور نہ ہی خود اس کی خبر ہے میں اس کی ماں ہوں اور ایک ماں ہونے کے ناطے میری ممتا روز اس کے لئے تڑپ رہی ہے

روتی ہے۔آپ مجھ غریب و بے بس پر ترس کھائیں اور میرے نور نظر کے لئے دعاء فرمائیں یہ سننے کے بعد حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بڑھیا سے فرمایا کہ اے مائی اپنے گھر جاؤ کیوں کہ تمہارا بیٹا تمہارا گھر پر انتظار کر رہا ہے۔بس وہ عورت اپنے گھر پر آتی ہے تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا بیٹا اس کا گھر پر انتظار کر رہا ہے۔یہ دیکھتے ہی ماں کی ممتا تڑپ اٹھی اور آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو گلے سے لگا لیا اور پوچھتی ہے کہ بیٹا تم اتنے روز تک کہاں غائب ہو گئے تھے۔تمہیں اپنی بوڑھی ماں کا ذرا بھی خیال نہیں آیا بیٹے نے جواب دیا کہ ماں میں نے یہاں سے جانے کے بعد ایک ساہوکار کی نوکری شروع کر دی تھی ساہوکار اور اسکی بیوی دونوں ہی نیک انسان تھے اور وہ دونوں مجھے اپنی اولاد کی طرح سمجھتے تھے۔کچھ روز بعد ان دونوں کو کسی نے مار ڈالا اور میں گھر پر ہی تھا میں نے زور زور سے شور مچایا تو محلہ والے جمع ہو گئے لیکن ان سب کے آنے سے قبل ہی وہ قاتل لوگ وہاں فرار ہو گئے تھے اور سب نے مجھے ہی قاتل قرار دیدیا اور پھر راجا کے سپاہیوں کے حوالے کر دیا سارے ثبوت میرے خلاف تھے اس لئے راجا نے مجھے پھانسی کی سزا سنادی اور پھر قید خانے میں ڈلوادیا اسی دوران بادشاہ کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور میری پھانسی کی تاریخ تین ماہ آگے بڑھادی لیکن آج وہ مدت بھی ختم ہو گئی تھی اور میں اپنی موت کا انتظار کر رہا تھا کہ ایک بزرگ نے ان دونوں قاتلوں کو گرفتار کر کے اس راجا کے حوالے کر دیا اور مجھے رہا کروا کر اپنے گھوڑے پر بٹھا کر پھر مجھے وہ یہاں تک چھوڑ گئے ہیں۔اور کہکر گئے ہیں کہ اس وقت تمہاری والدہ درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں تمہارے لئے رو رو کر دعائیں کر رہی ہے۔اب میں جا کر اسکو بھی خبر کر دونگا۔یہ شان صرف ایک اللہ کے ولی کی ہی ہو سکتی ہے جو ایک مظلوم کو ظلم سے بچا کر اس کے گھر تک چھوڑ کر چلا گیا حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنے والا کوئی بھی سائل کبھی محروم ہو کے نہیں لوٹا آپ نے ہمیشہ خدا

کی مخلوق کی رہنمائی فرمائی اور انسانیت کی بھلائی کے لئے کام کرتے رہے۔آپ کا کافی زمانہ خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت اور بے سہاروں کی مدد کرنے میں صرف ہوتا تھا آپ نے صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں شہرت حاصل کی۔کیوں کہ یہ تو اللہ رب العزت کا قول ہے کہ تم میرا ذکر کرو میں تمہارا چرچا کروں گا پھر جس کا چرچا اللہ رب العزت خود کرتا ہے تو مخلوق میں اس کی چرچا خود بخود ہو جاتا ہے۔

آپ سلسلہء مداریہ کے اور حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے وہ پھول ہیں کہ جنہوں نے اپنی پوری زندگی چمنِ مدار میں رہ کر اس باغ باڑی میں چار چاند لگا دیئے۔آپ کا ایک حسین واقعہ اور بھی ہے جو میں نے ایک پنجابی بزرگ کی زبانی سنا تھا جو اس طرح ہے۔ایک پنجابی و بیاری جس کا کاروبار دہلی میں تھا اس پنجابی کی آنکھیں جاتی رہی اور ایک دم نابینا ہو گیا تھا کافی علاج کرانے کے بعد بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ساری بات کہی آپ نے پانی پر دم کر کے اسے دیا اور کہا کہ اس پانی سے اپنی آنکھیں دھولو انشاء اللہ العزیز تمہاری بینائی واپس لوٹ آئے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا اور وہ صحیح ہو گیا۔آپ کی ذات سے ایکی سیکڑوں کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں جو صرف ایک اللہ کا سچا ولی ہی کر سکتا ہے آپ کے مریدین جہاں بڑے بڑے رئیس اور نواب بھی تھے وہیں غریب اور عام لوگ بھی تھے لیکن درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ وہ دربار تھا جہاں پر ہر غریب و امیر برابر سمجھا جاتا تھا۔حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف بھٹنڈہ کو اپنی روحانی تربیت سے نوازا بلکہ سارے پنجاب کے لوگ آپ کی ذات سے فیضیاب ہوئے ہیں آپ نے پنجاب کے ہر ایک کونے میں دین کا پیغام پہونچایا۔انہی بزرگوں کا فیض تھا کہ اس زمانے میں پنجاب مسلمانوں کا مرکز و محور تھا۔جب آپ پر ضعیفی طاری ہوئی اور بوڑھے ہو گئے تو ایک روز آپ نے اپنے سارے ملنگوں اور مریدوں کو جمع کیا

اور نصیحت فرمائی کہ آپ سب میرے عزیز ہیں میرا خیال ہے کہ مجھے اب اللہ کے دربار میں حاضر ہونا ہے اور اس دنیائے فانی کو چھوڑنا ہے اس سے پہلے کہ میں اس عالم کو چھوڑ دوں میں آپ سب سے کچھ کہنا چاہتا ہوں تم سب میری بات غور سے سننا اور جو کہوں اس پر عمل کرنا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میرے بعد حب علی شاہ کو میرا جانشین تصور کرنا اور انہی کو بٹھنڈہ کی گدی سونپ دینا اور پھر ان کو اپنا پیر تسلیم کرنا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے تم لوگ میرے سامنے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہو اسی طرح میرے بعد بھی ایک دوسرے سے محبت اور وفاداری سے پیش آنا۔ اور کبھی ایسا کام مت کرنا جس سے درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی شان میں کمی آئے۔ اور ہمیشہ اللہ کے دین کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھنا اللہ رب العزت تمہارا محافظ و نگہبان رہے گا۔ اس نصیحت کے تقریباً چالیس روز بعد آپ نے اس دنیائے فانی سے پردہ فرما لیا تھا۔

آپ کا انتقال

۱۰/محرم الحرام ۱۲۲۲ھ بروز اتوار کو آپ کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اسی روز آپ کو سپرد خاک کیا گیا یہ وہ دن تھا جو حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد بٹھنڈہ کی عوام کے لئے سب سے زیادہ غمگین گذرا۔ آپ کے وصال کے بعد اس سلسلہ ء عاشقانِ مدار میں ایک اور پھول کھلا جس کا نام حضرت حب علی شاہ المعروف رضا علی شاہ تھا۔ بحوالہ۔ تاریخ عاشقانِ مدار۔

منزل نمبر 15

حضرت حُب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اس سلسلہ ء عاشقانِ مدار کے بزرگ ہیں آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ بے حد خوبصورت اور حسین وجمیل تھے اور با اخلاق تھے۔

آپ افغانستان کے شہر کابل کے اندر رہتے تھے آپ بہت بڑے تاجر اور اچھے عالم تھے آپ کی ابتدائی زندگی امیری اور رئیسی میں گذری تھی اور تعلقات بھی امیروں اور رئیسوں سے تھے بے شمار دولت ہونے کے باوجود آپ شریعتِ اسلام کے پابند اور دین سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے تھے کابل شہر میں آپ رضا علی کے نام سے معروف تھے اور آپ کا صحیح نام بھی رضا علی ہی تھا آپ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بڑی عقیدت و محبت تھی آپ نے کئی کتابیں مرتب کی ہیں جو فارسی زبان میں تھیں، محرم کے مہینے میں آپ کربلا شریف میں رہ کر اپنی غلامی کا ثبوت پیش کرتے تھے اور وہاں سے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ کے روضے پر جا کر اپنے آپ کو مزین کرتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی وجہ سے آپ کا لقب حُب علی ہوا آپ نے تجارت کے لئے کافی ملکوں کا سفر کرنا پڑتا تھا جن میں ہندوستان بھی شامل تھا۔ آپ جب بھی ہندوستان تشریف لاتے تو خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے روضے پر ضرور حاضر ہوتے تھے یہاں کچھ روز رکنے کے بعد آپ سیدنا بدیع الدین قطب المدار رضی اللہ عنہ کے روضے پر حاضر ہوتے تھے اور شاہ سمندر حضرت حاجی علی کے مزار پر حاضر ہو کر اپنے وطن لوٹ جاتے تھے۔

آپ ہمیشہ یہی سوچتے رہتے تھے کہ اگر میں بھی ہندوستان میں ہوتا تو شاید ان اللہ والوں کی بار گاہ سے فیض نصیب ہوتا رہتا انہی اللہ والوں کی محبت کے طفیل آپ کا دل بھی اللہ کی معرفت کا طلبگار ہوجاتا ہے آپ کو دنیاداری سے بے پرواہی ہونے لگتی ہے آپ اللہ کی یاد اور ذکر میں لگ جاتے ہیں

لیکن یہ وہ راستہ ہے جس پر بغیر پیرومرشد کی رہنمائی کے چلنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے اسی لئے آپ نے اپنے وطن میں مرشد کامل کی تلاش شروع کی لیکن وہاں آپ کو ایسا پیرومرشد نہ ملا جو باعمل اور کامل ہو اسی تلاش میں آپ نے اپنا سارا کاروبار اپنے دو بھائیوں کے نام کر دیا اور آپ وہاں سے ہندوستان تشریف لے آئے اور شانِ ولایت شہنشاہِ سمندر حضرت حاجی علی رحمۃ اللہ علیہ کے روضے پر رہنے لگے آپ کافی وقت یہاں رہنے کے بعد اجمیر شریف آکر آستانہءمعینیہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ عنہ کے آستانہ پر رہے اور یہی پر آپ کی ملاقات حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی حضرت قوت علی شاہ کی پرہیزگاری وتقویٰ اور بااخلاق دیکھکر آپ کا دل اور دماغ دونوں آپ کی شان پر محیط ہوجاتے ہیں۔ اور پھر روضہءغریب نواز رضی اللہ عنہ سے آپ کو یہ اشارہ بھی ہوجاتا ہے کہ تم جس ولی کامل کی تلاش وجستجو میں یہاں تشریف لائے ہو وہ سچا ولی حضرت قوت علی شاہ ہی ہے۔

اور پھر آپ حضرت قوت علی شاہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور پھر آپ کی ہی غلامی میں رہنے لگے۔ اور پھر آپ کا شمار حضرت قوت علی شاہ کے ملنگوں میں ہونے لگا آپ کے پیرومرشد نے آپ کو ایک خاص قسم کا عمل پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور اللہ رب العزت کی راہ میں ریاضت کرنے کا حکم بھی دیا، اور فرمایا کہ اے حب علی شاہ اللہ کے ذکر سے اپنے آپ کو مزین

کرو پیرومرشد کا حکم پاکر آپ یادالٰہی میں مشغول ہوجاتے ہیں اور اس قدر عبادت کیا کرتے ہیں کہ بعد نماز عشاء کے آپ دو رکعت نماز کی نیت کرتے اور ان دونوں رکعتوں میں آپ پورا پورا قرآن شریف تلاوت کرلیتے تھے یہ سلسلہ مسلسل تین سالوں تک جاری رہا۔

پھر آپ پیرومرشد کی اجازت پاکر پنجاب کے جنگلوں میں ایک طویل چلہ کشی کرنے میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ اور آخرکار یہ بندہ ناچیز بھی اپنے پیدا کرنے والے رب العزت کی بارگاہ میں مقبول ہوا اور اللہ نے ان پر اپنی رحمت کے دروازے کھول دیئے آپ کی عبادت کرنے کا طریقہ اتنا مشکل تھا کہ اکثر آپ کے پاؤں میں ورم آجایا کرتا تھا کافی دنوں تک کھانے اور پانی سے بھی بے خبر رہتے تھے آپ نے اپنی چلہ کشی کا زیادہ تر وقت پنجاب اور ہماچل پردیش کے ایک علاقہ میں جس کا نام کلو ہے وہاں بتایا۔

کہا جاتا ہے کہ کلو کی پہاڑیوں میں ایک دیو اپنی فوج کے ساتھ رہا کرتا تھا اُس دیو نے ایک کمہار کی بیٹی کو اپنے قبضے میں کر رکھا تھا جس کی وجہ سے کمہار کافی پریشان تھا ایک روز وہ کمہار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی مکمل داستان حضرت کو سنائی تو کمہار کی لاچاری پر حضرت کو رحم آجاتا ہے اور آپ وہاں پہونچ گئے جہاں دیو رہتا تھا وہ دیو آپ کو دیکھتے ہی فوراً آپ کے قدموں میں گر گیا، اور اُس لڑکی کو آپ کے حوالے کر دیا اس واقعے کے بعد اس علاقے میں آپ کی کافی شہرت ہوئی اور آج بھی وہاں کے لوگ آپ سے بے پناہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں۔

علاقہءمارواڑ یعنی باگڑ میں آپ کی تشریف آوری

حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شیخاواٹی میں آنا اور رہنا ہمارے بزرگ یوں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کو حضرت قوت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ وخلافت دستیاب ہوئے تو لوگ

جھنڈ کے جھنڈ آپ کے پاس آتے اور آپ سے بیعت ہو کر اپنے آپ کو فیضیاب کرتے تھے ان مریدوں میں علاقہ مراجستھان کے بھی لوگ تھے۔

چورو میں سب سے پہلے حضرت تاج علی شاہ بھائی آپ سے بیعت ہو کر آپ کے ملنگ بنے اور چورو میں آکر رہنے لگے جہاں آج بھی ان کا مزار ہے۔اور پھر قوم قاضیان کے قبیلے بھائیوں میں ایک بزرگ تھے جنکا نام تھا جلال الدین وہ رامگڈھ شیخاوانی میں رہتے تھے ،قاضی جلال الدین شاہ بڑے نیک اور متقی آدمی تھے آپ رامگڈھ شیخاوانی میں امام تھے اور اس لحاظ سے ہر عام وخواص آپ کا لحاظ رکھتے تھے اللہ رب العزت نے آپ کو اولاد اور مال دونوں سے خوب نوازا تھا، قاضی صاحب اکثر وبیشتر چورو تشریف لاتے رہتے تھے اور حضرت تاجو شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے ملا کرتے تھے ایک دن قاضی جلال الدین تاجو شاہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ مجھے اپنا مرید بنالیجئے تو یہ سنکر تاجو شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کر دیا،اور فرمایا کہ میں کسی کو مرید نہیں بنا سکتا ہوں ابھی میرے مرشد نے مجھے اس کی اجازت نہیں دی ہے اگر آپ کو مرید بننا ہے تو ،کھنڈہ شریف جا کر حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہو جائیں حضرت تاجو شاہ کے کہنے پر ہی جلال الدین بھائی ،کھنڈہ شریف حضرت حب علی شاہ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔

قاضی جلال الدین صاحب نے اپنے پیر کو رامگڈھ آنے کی دعوت دی پیر و مرشد نے مرید کی محبت اور عقیدت کو مدنظر رکھتے ہوئے دعوت قبول کرلی

جب حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ شیخاوانی میں تشریف لائے تو یہاں کے سیٹھ اور ٹھاکر لوگ بھی حیران ہو گئے تھے ان سب کی آنکھوں نے ایسا شہنشاہ پہلے نہیں دیکھا تھا آپ کی شان اور شوکت کے سبھی قائل ہوئے اور ہر ایک طبقے کے لوگوں نے آپ کا استقبال

کیا آپ اپنے مرید قاضی جلال الدین کے گھر پر ہی مقیم ہوئے۔

آپ کے تشریف لانے کے بعد جب لوگوں کو خبر ہوئی کہ سلسلہ عاشقان مدار کے مسند نشیں حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ رامگڈھ میں جلوہ افروز ہیں تو دور دور سے لوگ آپ کی زیارت کرنے اور فیض پانے کے لئے آنے لگے ان میں ہندو مسلم سبھی آتے اور اپنی فریاد کرتے تھے۔

لیکن آپ سے بیعت ہونے والے زیادہ تر قاضی حضرات تھے جو مختلف علاقوں سے تھے جیسے سیکر اکھپورہ جاجود لچھمن گڈھ فتحپور شیخاوانی رامگڈھ چورو رتن گڈھ سجان گڈھ اور کئی جگہ سے لوگوں نے آکر بیعت کی تھی۔

یہاں کے لوگوں کی عقیدت اور محبت اور اپنے پیر و مرشد کی خدمت کا جذبہ دیکھکر بے حد خوش ہوئے ،اور کچھ ہی روز بعد واپس ،کھنڈہ شریف لوٹ گئے اس زمانے میں ملک کے کونے کونے میں آپ کے مرید تھے لیکن اس علاقے پر آپ کا خاص کرم رہا۔اور آپ کے زمانے سے ،کھنڈہ والے پیروں کا یہاں آنا شروع ہوا۔اس زمانے میں راجستھان کا ہر شہر الگ الگ ریاستوں میں بٹا ہوا تھا۔کہیں راجاؤں کا راج چلتا تھا تو کہیں ٹھاکروں اور سیٹھوں کا راج تھا کہیں نوابی نظام تھا،لیکن حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسے راجا تھے کہ جن کی غلامی میں یہ بھی راجا اور سیٹھ آکر آپ کے قدموں میں بیٹھنا ان کے لئے بڑی خوشی اور مقدر کی بات تھی اور سمجھتے تھے۔

آپ حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملنگ اور پالکے بھی ایک سے بڑھکر ایک تھے ملنگ جو تھے ان کا کام یہ تھا کہ دن بھر اپنے پیر و مرشد کی خدمت کرتے تھے اور رات آتے ہی عبادات الٰہی میں لگ جاتے تھے پھر ذکر وفکر میں اس قدر رہوتی کہ رات کا پہلا پہر گذر گئے تھا

لا الہ الا اللہ کی آوازیں بلند ہوتی اور ساری فضا کو اللہ رب العزت کی حمد وثناء کے رنگ سے رنگین بنا دیتے تھے۔

حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لمبے عرصے تک اس گلستانِ مداریہ کو اپنی روحانی تعلیم وتربیت سے روشن کئے رکھا، آپ نے درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں روحانیت کی ایک ایسی شمع روشن کی کہ جس سے ہر ایک شخص کا سینہ مزین ہوگیا۔

آپ اتنے سارے مریدوں کے پیر اور ایک باوقار بزرگ ہونے کے باوجود بھی کبھی کسی مرید میں فرق نہیں سمجھا، جہاں ہزاروں لاکھوں کا نذرانہ لانے والے مرید ہوتے وہیں خالی ہاتھ اور مفلس بھی ہوتے تھے، آپ صاحب کرامت بزرگ تھے آپ کی ذات سے بے حد کرامتیں ظاہر ہوئیں جنہیں تحریر کرنا بے حد مشکل ہے۔

حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے پیرومرشد سے کیا وعدہ پورا کیا اور اللہ کی مخلوق کو آشنا کرتے ہوئے ۱۹/ رمضان المبارک ۱۲۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ دعاء گو ہوں کہ اللہ رب العزت حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور ان کا فیض ہم پر عام کرے۔

منزل نمبر16

حضرت ببر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو چھوٹے بھائی افغانستان میں آباد تھے آپ کے چھوٹے بھائی کا نام حسن علی شاہ اور سب سے چھوٹے کا نام قاسم علی شاہ تھا یہ دونوں حضرات بڑے نیک اور پرہیزگار تھے جب حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں مقیم ہوئے اور جب آپ کے ان دونوں بھائیوں کو خبر ہوتی ہے کہ ہمارے بڑے بھائی حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہندوستان میں ہیں تو یہ دونوں حضرات حسن علی شاہ اور اور قاسم علی شاہ ہندوستان آنے کا ارادہ کرتے ہیں اور ان حضرات نے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ ہندوستان کا سفر کیا اور ایک دن اس سرزمین یعنی ہندوستان میں تشریف لے آئے یہاں آنے کے بعد آپ دونوں حضرات نے حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ کے بارے میں پوچھا تو معلوم ہوا کہ صوبہ پنجاب کے بٹھنڈہ شریف میں ایک بزرگ ہیں جو دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں مسند نشین ہیں اور بحیثیت پیر ہیں اور ان کا نام حب علی شاہ ہی ہے۔ اسکے بعد حضرت حسن علی شاہ اور قاسم علی شاہ دونوں بٹھنڈہ شریف پہونچتے ہیں اور کاشانہ ء حاجی رتن میں حاضر ہوتے ہیں اور دیکھتے ہیں تو سامنے ایک مسند بچھی ہے اور حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس پر جلوہ افروز ہیں اور سیکڑوں ملنگ اور مرید آپ کی خدمت میں حاضر ہیں یہ سب دیکھ کر آپ لوگ آگے بڑے اور سلام عرض کیا حضرت نے جواب دینے کے لئے سر اٹھایا تو سامنے اپنے چھوٹے بھائیوں کو دیکھکر سینہ بھر آیا اور آنکھوں سے اشک جاری ہوگئے، آپ نے کھڑے ہوکر اپنے دونوں بھائیوں کو سینے سے لگالیا اور پھر اپنے پاس ہی بٹھالیا اور یہاں آنے کا سبب پوچھا، تو حضرت حسن علی شاہ نے جواب دیا کہ بھائی

جان آپ کے یہاں آنے کے بعد ہم لوگ وہاں پر ایک دم اکیلے ہو گئے تھے اور آپ کی جدائی ہمیں ہر دم پریشان کرتی تھی اسی لئے ہم نے وہاں پر جو بھی ہمارے پاس تھا سب کچھ بیچ کر آپ کی تلاش شروع کر دی اور پھر فیصلہ کر لیا کہ تا دم حیات ہم لوگ آپ کے ہی پاس رہیں۔ حضرت حب علی شاہ اپنے دونوں بھائی اور اُن کے خاندان والوں کے ساتھ یہاں آنے سے بے حد خوش تھے۔

حضرت حب علی شاہ نے کچھ دن بعد ایک زمین خرید کر اپنے بھائیوں کو دیدی جو درگاہ شریف سے کچھ ہی دوری پر تھی اور وہاں پر آج بھی پیر خانہ بنا ہوا ہے۔ لیکن باقی ساری زمین ٹرک یونین کے قبضے میں ہے۔

حضرت حسن علی شاہ اور قاسم علی شاہ دونوں یہاں پر رہنے لگے اور اپنے گذر و بسر کے لئے کھیتی کرنے لگے اور خالی وقت میں آپ بچوں کو قرآن شریف پڑھاتے تھے اور ان کا خاندان بڑا عظیم و محترم مانا جاتا تھا ہر خاص و عام ان کا ادب و لحاظ کرتا تھا۔

حضرت حسن علی شاہ کے ایک بیٹا تھا جن کا نام حضرت ببر علی شاہ تھا حضرت ببر علی شاہ کو حضرت حب علی شاہ سے بے پناہ محبت اور عقیدت تھی سارا خاندان جہاں اپنے کاروبار میں مشغول رہتا تھا وہیں حضرت ببر علی شاہ اپنے بڑے ابا حضرت حب علی شاہ کی صحبت میں اپنا سارا وقت بِتا دیتے تھے۔

حضرت ببر علی شاہ کو ایک ایسی لگن لگ جاتی ہے کہ بس آپ نے یہی سوچ لیا کہ اگر مقصدِ حیات اور منزل سلوک حضرت حب علی شاہ کی خدمت سے ہی مل سکتی ہے چنانچہ آپ حضرت کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہتے ہیں۔

حضرت حب علی شاہ نے جب ببر علی شاہ کو نیک دلی اور عاشقِ حقیقی کا جذبہ دیکھا تو آپ فوراً

سمجھ گئے کہ ایک دن ببر علی شاہ گلستانِ ولایت میں ایک ایسے پھول بنکر مہکیں گے کہ اُن کی مہک سے ہزاروں لوگ فیضیاب ہوں گے، ایک دن حضرت حب علی شاہ نے اپنے بھائی حضرت حسن علی شاہ سے بات کی اور فرمایا کہ اے حسن آپ اپنے بیٹے ببر علی شاہ کو ہمیں دیدو ہم نے ببر علی شاہ کو عاشقانِ نوروزی کے لئے چن لیا ہے۔

آپ کے بھائی حضرت حسن علی شاہ صاحب یہ سنکر خوش ہوتے ہیں اور اسی خوشی میں اپنے بیٹے کے سب حقوق معاف کر دیے اور فرمایا کہ آج کے بعد ببر علی شاہ آپ کا ہے اور آپ ببر علی شاہ کے ہیں۔ اور تب سے اس سلسلے میں حضرت جمال اللہ شاہ قاضی کو چھوڑ کر سارے بزرگ اسی خاندانِ عالیہ سے مسند نشیں ہوئے۔

حضرت حب علی شاہ کے وصال کے بعد حضرت ببر علی شاہ کو خلافت ملی آپ نے ہمیشہ دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی مان مریادہ کا خیال رکھا اور اپنے پیر و مرشد کے نقشِ قدم پر چلکر ہزاروں ایسے گمراہ لوگوں کو راہ راست پر لانے کا کام کیا ہے جو بڑا اہم تھا۔ آپ بھی اپنے پیر و مرشد کے فرمان کے مطابق اس علاقہ ء مارواڑ یعنی شیخاواٹی میں تشریف لاتے تھے۔

آپ نے بھی کئی کام اور کرامات ایسے کئے ہیں کہ جو عام آدمی کی عقل سے باہر ہو جاتے تھے۔ تمام عمر خدمتِ خلق کا جذبہ لئے دینِ اسلام کی تبلیغ اور پیغام حق چاروں طرف پھیلاتے رہے۔

آپ کے آخر وقت میں آپ نے اپنے مریدین اور ملنگوں وغیرہ سب کو جمع کر کے فرمایا تھا کہ میں اپنے ہاتھ سے اپنے خلیفہ کو دستار کرنا چاہتا ہوں سب نے کہا کہ جیسی حضرت کی مرضی ہوگی تو آپ نے حضرت شاہ محبت کو اپنا نائب چنا اور ایک دن اللہ سے کئے وعدے کے مطابق اس دنیائے فانی کو چھوڑ کر اپنے رب حقیقی سے جا ملے۔

منزل نمبر 17

حضرت شاہ محبت علی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت ببر علی شاہ کے بعد اس گلشن میں شاہ محبت علی مسند نشین ہوئے ، آپ کا لگاؤ بھی رامگڈھ سیٹھان اور سیکر کے لوگوں سے زیادہ تھا آپ بھی اس علاقے میں مسلسل آتے رہتے تھے یہاں کے لوگوں نے آپ کو ہمیشہ اپنے سر آنکھوں پر بٹھایا۔

یہاں تک کہ آپ نے انتقال بھی سیکر میں فرمایا آپ کے انتقال کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو بٹھنڈہ شریف لے جانا تھا لیکن رامگڈھ کے جلالیوں نے آپ کے جنازے کو رامگڈھ میں ہی روک لیا اور کہنے لگے کہ ہم ہمارے پیرو مرشد کا چہلم یہیں پر کریں گے چنانچہ آپ کو چالیس روز کے لئے رامگڈھ میں ہی دفن کیا گیا اور چہلم کے بعد آپ کے دو ملنگ جن میں ایک حضرت رنگ علی شاہ اور دوسرے حضرت بیلے شاہ علی ان دونوں نے قبر کے حالات معلوم کرنے کے لئے مراقبہ کیا۔ اور یہ طے ہو چکا تھا کہ جو قبر کے حالات صحیح طور پر بتائے گا خلافت اسی کو ملے گی چنانچہ حضرت بیلے شاہ علی نے قبر کا سارا حال بتا دیا اس کے بعد آپ کو واپس قبر سے نکالا گیا اور پھر بٹھنڈہ شریف لیجا کر دفن کیا۔

آپ کو رامگڈھ سے لیجانے کے بعد ایک قاضی صاحب تھے جنہوں نے اُسی جگہ چارپائی ڈال کر سو رہے تھے جہاں پر آپ کو رکھا گیا تھا یعنی دفن کیا گیا تھا قاضی صاحب نے سونے سے پہلے کلمہ پڑھا لا الہ الا اللہ تو اُس قبر سے آواز آئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قاضی صاحب فوراً اُٹھے اور اپنی چارپائی وہاں سے ہٹائی اور پھر وہاں پر مزار بنایا گیا، جو آج بھی رامگڈھ میں ہے۔

منزل نمبر 18

حضرت بیلے شاہ علی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بیلے شاہ علی رحمۃ اللہ علیہ ایک بے حد صابر و شاکر اور تقویٰ شعار ولی ء کامل تھے آپ نے تقریباً چالیس سال تک اپنے پیرو مرشد کی خدمت کی اور خدمت بھی ایسی کی کہ ہر وقت ایک ہی آواز میں آپ نے لبیک کہا۔

حضرت محبت شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیاتِ ظاہری میں ہی آپ حضرت بیلے شاہ علی کے لئے فرمایا تھا کہ میرے بعد بیلے شاہ علی کی بیل سے ہر آدمی آشنا ہوگا۔

ایک دفعہ حضرت بیلے شاہ علی اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول تھے کہ پیر و مرشد نے آواز لگائی بیلے شاہ او بیلے شاہ تو حضرت بیلے شاہ علی نے اسی مستی کی حالت میں جواب دیا کہ میرے حضور سات پیڑی تک گونگا اور گیلا ، آپ کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرے سرکار بیلے شاہ علی نے اپنے رب کی اتنی عبادت کر لی ہے کہ اب میرے پیچھے آنے والوں کو زیادہ عبادت نہیں کرنی پڑے گی۔

حضرت بیلے شاہ علی رحمۃ اللہ علیہ کو جب گدی نشین کیا تو لوگوں نے ایک رائے ہو کر آپ کو تسلیم کیا آپ نے بھی اپنی تمام عمر دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے اصولوں کا خیال کیا اور بڑے بہترین طریقے سے اپنے اپنے مریدوں اور ملنگوں کو عشقِ خداوندی کی تعلیم فرمائی اور آپ کی تعلیم سے ہی اُس دور میں ایسے ایسے ولی بنے کہ جن کے سامنے زمانے کا باطل چکنا چور ہو گیا۔ آپ ہی کے ملنگ تبلنگ شاہ تھے رنگیلے شاہ اور نہنگ علی شاہ تھے۔

حضرت تبلنگ شاہ کا ایک واقعہ ہے جو بڑا ہی حیرت انگیز ہے۔ یہ بات اس دور کی ہے جب

بھٹنڈہ میں ریل گاڑی کی پٹری بچھائی جارہی تھی اور انگریزوں کی حکومت تھی انگریزی افسروں نے درگاہ کی زمین پر پٹریاں ڈال دی تھی اور اپنے نقشے کے مطابق پٹریاں بچھانے کا کام شروع کردیا۔

وہیں پر حضرت تبلنگ شاہ درگاہ شریف کی بکریاں چرانے جایا کرتے تھے۔ آپ نے جب دیکھا کہ درگاہ کی زمین پر پٹری بچھائی جارہی ہے تو آپ نے ان مزدوروں سے کہا کہ یہ زمین ہماری ہے یہاں پر آپ لوگ کچھ نہ کریں مزدوروں نے کہا کہ بابا ہم لوگ تو مزدور ہیں حاکم کے تابع ہیں اگر آپ کو کوئی اعتراض ہے تو ہمارے افسروں سے بات چیت کرلیں۔ یہ سنکر آپ افسر کے پاس گئے جو کہ انگریز تھا وہ اللہ والوں کی شایانِ شان سے واقف نہ تھا آپ نے افسر سے کہا کہ دیکھو یہ زمین درگاہ شریف کی ہے۔ ہمارے پاس راج درباری سند بھی ہے آپ اس پر اپنی مرضی سے ریل کی پٹری نہیں ڈال سکتے ہیں انگریزی افسر نے آپ کی توہین کی اور کہا کہ یہ پٹری تو یہیں پر بچھے گی تم سے جو ہوسکے تو کرلو آپ وہاں سے چپ چاپ آگئے اور جب رات آئی تو آپ وہیں پر جا بیٹھے جہاں پر پٹری بچھائی جارہی تھی اور آپ اپنے رب کے حضور میں اپنی عرضی پیش کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت کے ذکر سے فضائیں گونجنے لگیں اور لاالہ الا اللہ کی ضربیں قائم ہوئیں اب لوہے کی پٹریوں میں اتنا دم کہاں کہ جو ایک اللہ کے ولی کے سامنے ٹک سکے حضرت تبلنگ شاہ جیسے ہی ضربیں لگاتے ویسے ہی پٹری اُچھل کر کئی دور جا کر گرتی تھی۔

آپ ساری رات ضربیں لگاتے رہے اور ساری پٹریاں اُچھل اُچھل کر دور گرتی رہی آخر صبح ہوگئی اور آپ واپس درگاہ شریف میں آگئے جب صبح کام کرنے والے مزدور آئے اور دیکھا کہ وہاں سے پٹریاں غائب ہیں تو افسر کے پاس پہونچے اور سارا واقعہ بیان کیا تو افسر حیران

ششدر رہ گیا اور وہاں پہونچ کر پٹریاں تلاش کرنے لگے وہاں سے کافی دور پر پٹریاں دستیاب ہوئیں انگریز افسر کافی مغرور تھا اس نے دوبارہ وہاں سے لائن اٹھوائی اور پھر دوبارہ وہیں پر ڈلوادی اور کہنے لگا کہ آج رات چوکیداری کرو اور دیکھو کون ہے جو اتنی وزن دار پٹریوں کو اٹھوا کر اتنی دوری پر گرادیتا ہے۔

رات کو سب مزدور اور افسر چھپ کر چوکی داری کرنے لگے حضرت تبلنگ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے مطابق وہاں پر پہونچے اور پھر لا الہ الا اللہ کی ضربیں لگانی شروع کردی اور پھر اسی طرح پٹری اٹھنی شروع ہوگئی اور کافی دور جا کر گرنے لگیں یہ منظر دیکھکر مزدوروں اور افسروں کے ہوش اُڑ گئے اور آپ کے پاس آنے کی ہمت نہیں جٹا سکے صبح آپ کے بارے میں پوچھا تاچھی کی گئی تو پتہ چلا کہ یہ حضرت تبلنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور یہ حضرت بیلے شاہ کے ملنگ ہیں۔

انگریزی افسر جمع ہو کر حضرت بیلے شاہ علیہ الرحمہ کے پاس پہونچے اور ہاتھ جوڑ کر اپنی غلطی کی معافی مانگنے لگے۔ اب کسی مزدور یا افسر کے اندر اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ جو ان پٹریوں کو واپس لا کر وہاں پر بچھادے

پھر حضرت بیلے شاہ کے کہنے پر حضرت تبلنگ شاہ نے اپنے چمٹے سے درگاہ شریف سے باہر ایک خط کھینچ کر کہا کہ تم اپنا کام یہاں پر کر سکتے ہو، سارے انگریز آپ کے قدموں کے اندر گر گئے، یہ شان صرف اللہ والوں کی ہے کہ جنہوں نے اپنی ہستی کو اُس وحدہ لاشریک کے عشق میں فنا کردی۔

حضرت بیلے شاہ علیہ الرحمۃ ایک باکمال بزرگ تھے آپ باعمل عالم اور متقی و پرہیزگار تھے، آپ نے اپنی تمام عمر شریف میں کوئی کام شریعت کے خلاف نہیں کیا۔

آپ نے اپنے روحانی علم کی بنیاد سے دربار حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں تصوف کی ایسی بنیاد رکھی کہ آج بھی زمانہ اُس کا شانہ، حاجی رتن رضی اللہ عنہ سے فیضیاب ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

آپ کے ملنگوں میں آپ کے سب سے زیادہ قریب پانچ ملنگ تھے اول حضرت قاضی جمال اللہ شاہ جو بساؤ کے رہنے والے تھے اور قاضیوں میں قبیلہ کھوکھران سے تھے۔

دوئم حضرت رنگ علی شاہ تھے جو صوبہ پنجاب کے ملوٹ شہر کے رہنے والے تھے اور تیسرے حضرت جھلنگ علی شاہ یہ بھی پنجابی تھے۔

اور چوتھے حضرت نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو پہلے جین اور اوسوال اور پھر حضرت بیلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر ایمان لائے اور ہمیشہ آپ کی غلامی میں رہے۔

اور پنجم حضرت محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے جو حضرت بیلے شاہ کے بھائی کے پوتے تھے اور کافی چھوٹے تھے۔ حضرت بیلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عمر میں جب اپنا نائب چنا تو سب حیران تھے کہ آپ نے سب سے کم عمر کے ایک بچے کو جن کا نام محمد علی شاہ تھا انکو اپنا خلیفہ چنا اور حضرت قاضی جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا سرپرست بنا دیا ہے۔

اور ہدایت فرمائی کہ جب تک محمد علی شاہ جوان نہ ہو جائیں تب تک تم اس گدی کے شہنشاہ ہو اور جب یہ اس قابل ہو جائے کہ سلسلہ، عاشقان مدار کی تمام ذمہ داریاں سمجھ سکے اور باقاعدہ سنبھال سکے تو اس وقت ان کو اس گدی پر مقرر کر دیں۔

اور ایسا ہی ہوا جب حضرت بیلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تو حضرت محمد علی شاہ کو گدی نشین کیا گیا اور حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپکے سرپرست بنے اور اپنے پیرو مرشد کی وصیت کے مطابق آپ نے وہ سارے وعدے پورے کئے جو حضرت بیلے شاہ سے کئے گئے تھے۔

منزل نمبر 19

حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت قاضی جمال اللہ شاہ علیہ الرحمہ آپ بساؤ کے رہنے والے تھے اور کھوکھران پریوار سے تھے آپ بچپن سے ایک اعلیٰ ذہن کے مالک تھے اسی وجہ سے تقریباً پندرہ سال کی عمر ہی میں آپ نے عربی اور فارسی قرآن شریف اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالم ہو گئے تھے اور پھر آپ نے اسی پر اتفاق نہ کیا بلکہ علم باطن سے بھی اپنے دل و دماغ کو مزین کرنا چاہا لیکن اس علم باطن کو جاننے کے لئے سب سے اہم ضرورت ایک کامیاب پیر کی تھی جو خود سلوک کی منزلیں طے کر چکا ہو۔

حضرت قاضی جمال اللہ شاہ نے ولی، کامل کی تلاش شروع کر دی تو اللہ رب العزت نے آپ کی مدد فرمائی اور حضرت بیلے شاہ کی خدمت میں پہونچا دیا حضرت بیلے شاہ نے آپ کو اس طریقت کے راستوں سے روبرو کروایا جن پر چلنا بیحد مشکل ہے۔

حضرت قاضی جمال اللہ شاہ نے اپنے پیرو مرشد کی بے حد خدمت کی اور حضرت بیلے شاہ نے قاضی جمال اللہ شاہ کے حوصلوں کی قدر کرتے ہوئے آپ پر خاص توجہ فرمائی۔

حضرت قاضی جمال اللہ شاہ کا ایک واقعہ ہے جو تحریر کر رہا ہوں آپ حضرت کی ایک چھوٹی بہن تھی جو فتح پور میں رہتی تھی اس نے اپنی بیٹی کی شادی کی تاریخ مقرر کر دی لیکن حضرت جمال اللہ شاہ کا اس وقت کوئی پتہ نہیں تھا کہ آپ کہاں ہیں۔ اس وجہ سے آپ کی بہن کو لوگ طعنے دینے لگے کہ آپ کا بھائی صرف بھات بھرنے کے ڈر سے کہیں چھپ گیا ہے۔

لیکن جس دن شادی کی تاریخ آئی اور آپ کی بہن غمگین ہونے لگی تو کچھ ہی دیر میں آپ کے

نگاروں کی آواز آنے لگی آپ بہن کے گھر پہونچے بہن نے جب اپنے ملنگ اور ابا حیثیت پیر بھائی کو دیکھا تو مارے خوشی کے آپ سے چپٹ گئی پھر آپ نے اپنی بہن کے ایسا بھات بھرا کہ آج تک کسی راجہ مہاراجہ نے بھی نہیں بھرا ہوگا۔

شجرۂ مداریہ مکنپور شریف

رحم کر یا رب محمد مصطفےٰ کے واسطے — سرورِ عالم حبیبِ کبریا کے واسطے

حضرت صدیق اکبر یعنی ابوبکر عتیق — حضرت عبد اللہ صاحب باوفا کے واسطے

حضرت امین الدین شامی حضرت طیفور جلیل — حضرت بدیع الدین قطب المدار الاولیاء کے واسطے

حضرت علاؤ الدین فاضل رہبر خاصان حق — فیض بخش و مرضی اہل با صفا کے واسطے

پاک باز و پاک باطن ہدایت اللہ ولی — حضرت سیدی حاجی حضور مقتدا کے واسطے

حضرت محمد غوث سلطان — حضرت شاہ وجیہ الدین پاک عبد اللہ ولی با صفا کے واسطے

حضرت شنوی شیخ احمد حضرت قریشی شفیع — با فقیہ پاک دل بہر سزا کے واسطے

حضرت شاہد رحمۃ اللہ حضرت رفیع الدین شیخ — حضرت شجاع الدین حسنی مقتدا کے واسطے

حضرت محمد بادشاہ و سید عالی امم — حضرت خواجہ صدیق محبوب خدا کے واسطے

حضرت شیخ صدیق حسنی سیدی عبد القادر — حضرت نور تجلی حق نما کے واسطے

یاالٰہی چلیں ہم سنتِ نبی پر ملے عشق نبی ہمیں — عطا کردے محمد ابراہیم شاہ رہنما کے واسطے

قول پر رکھ ہم کو ثابت خاتمہ بالخیر کر — حضرت صوفی عبد القادر پاشا با صفا کے واسطے

یا الٰہی بخشدے تو ہر مسلمان کے گناہ — حضرت خواجہ حاجی صوفی حبیب اللہ شاہ ولی با صفا کے واسطے

دین دنیا میں حاجت ہو پوری مشکلات ہو دور — سفر آسان عبادتیں مقبول خاتمہ ایمان پر ہمارا

میرے پیر حسن رضا صوفی حبیب اللہ شاہ کا — یا اللہ ہر انبیاء ہر اولیاء غوث و خواجہ

معشوق اللہ ہمارا ایمان کل خاندان شہدائے کربلا — کے اور عاشقان خدا حبیب خدا کے واسطے

بخشدے اپنی اپنے پیاروں کی محبت — واسطے پیران شجرۂ مداریہ کے واسطے

(بحوالہ۔ دلائل الخیرات صفحہ نمبر 239)

منزل نمبر 20

حضرت پیر علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

رہبر راہ شریعت ہے محمد شاہ علی　　　ہو دعا مقبول اس راہ ھدیٰ کے واسطے

اب جس بزرگ کی بات کر رہے ہیں انہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ رب العزت کے دین کی خدمت کی اور ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں جو بندے اپنے حقیقی معبود کو چھوڑ کر دنیاوی چکروں میں پھنسے تھے ان کو شیطانی زنجیروں سے آزاد کر کے صراط مستقیم پر لیکر آئے۔

آپ ہی کی مبارک ذات کی برکت سے آج چورو میں اللہ کے دین کا بول بالا ہے اس سرزمین چورو، سیکر، بیکانیر، کے لوگوں پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے گوگا اور رامدیو پیر کو وہاں کے قائم خانی برادری و عام لوگ مانتے تھے آپ ہی نے یہاں کے لوگوں کا ذہن درست کیا اور سچے دین پر عمل کرنے والا بنایا ہے۔

آپ حضرات نے درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں چار چاند لگا دیئے ایسا لگتا تھا کہ جیسے حضرت چاند علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت حب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ واپس لوٹ آیا ہے۔

جو بھی سوالی آپ کے حضور میں آتا تھا وہ ہمیشہ اپنی خالی جھولی کو بھر کر کے ہی جاتا تھا آپ نے کبھی کسی سوالی کو مایوس واپس نہیں لوٹایا اللہ رب العزت نے آپ کی زبان میں وہ تاثیر رکھی تھی کہ جو آپ کہتے تھے وہی اللہ رب العزت پورا کر دیتا تھا۔

آج بھی چورو میں سیکڑوں ایسی عورتیں ہیں جنہیں اللہ رب العزت نے آپ کی دعاء سے اولاد عطا کی تھی آج بھی حضرت کے زمانے کے کئی بزرگ زندہ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے آپ کو دیکھا اور سنا ہے اور آپ کی کرامتوں کو جنہوں نے دیکھا ہے کئی تو وہ بزرگ بھی زندہ

ہیں کہ جن کے ساتھ کوئی واقعہ پیش آیا اور آپ کو یاد کرنے کے صدقے میں اللہ رب العزت نے ان کی مدد فرمائی اور میں خود بھی آپ ہی کے دربار کا فقیر ہوں اور آپ کے نام کے صدقے اللہ العزت نے ہر چیز سے نوازہ ہے۔

ہم لوگ تو غلامانِ اولیاء ہیں ہماری تو ہر مشکلات انہی اولیائے کرام کے صدقے سے دور ہوتی ہے۔

آج آپ کو انتقال کئے ہوئے ترسٹھ (۶۳) سال ہو چکے ہیں پھر بھی یہاں کے بچے بچے کی زبان پر آپ کا نام ہے۔

چورو میں ہر ایک مذہب کا آدمی چاہے وہ ہندو ہو یا مسلمان ہو یا سکھ ہو یا جین مذہب کا ہو سبھی آپ سے عقیدت و محبت رکھتے تھے اور آپ کی نسبت ہر ایک آدمی کے کام آتی ہے۔

اس علاقے میں بیکانیر ریاست کے سبھی شہر اور گاؤں میں آپ کے مرید رہا کرتے تھے جیسے کہ چورو، سجان گڈھ، ڈونگر گڈھ، سردار شہر، رتن گڈھ، سادلپور، جھنجھنوں، سیکر، فتح پور، رامگڈھ، تھیلاسر، اور پنجاب کا بھی ایک علاقہ آپ کے مریدین سے آباد تھا۔ بیکانیر کے مہاراجہ گنگا سنگھ تو آپ سے بے پناہ لگاؤ رکھتا تھا اگر راجہ کو راج دربار کے کاموں میں کبھی بھی الجھن ہوتی تو مہاراجہ گنگا سنگھ آپ کی محفل میں حاضر ہو کر اپنی مشکل کا حل پوچھتا تھا۔

ویسے تو ہر قوم ہر طبقے کا آپ سے تعلق تھا لیکن چورو شہر کے قاضی اور دلاور خانی، نادر، قائم خانیوں کا خاص تعلق تھا اور ایک سو آٹھ برس کے یہاں آج بھی ایک بزرگ رہتے ہیں جنکا نام گلاب جی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت کے ساتھ کافی زمانہ گذارا ہے اور میں نے آج تک ایسا پیر و مرشد، ایسا سخی، ایسا فقیر، اور ایسا بادشاہ نہیں دیکھا اور نہ ہی آپ جیسا ولی یہاں آئے گا۔

آپ کا نام: آپ کا نام محمد علی شاہ ہے اور آپ علی محمد شاہ کے نام سے مشہور و معروف ہوئے، آپ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے دو بھائی اور بھی تھے ان میں ایک کا نام حضرت عبداللہ شاہ تھا اور دوسرے کا نام حضرت نیک محمد تھا۔

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں ہی حضرت بیلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا حضرت بیلے شاہ نے آپ کے چہرے کو دیکھتے ہی یہ فرمایا تھا کہ یہ محمد علی شاہ مادر زاد ایک ولی کامل ہے۔

حضرت بیلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا جب وقت قریب ہوا تو آپ نے حضرت محمد علی شاہ کو اپنی جگہ مقرر کر دیا اُس وقت آپ کی عمر پانچ سال کی تھی اسی وجہ سے آپ کی سرپرستی کی غرض سے حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو آپ کا وارث بنایا۔

حضرت علی محمد شاہ بے پناہ حسین و جمیل تھے آپ کا چہرہ مثلِ آفتاب چمکتا تھا، آپ کی ذات سے بچپن میں ہی کرامتیں ظاہر ہونے لگ گئی تھی آپ کی کمسنی کی وجہ سے ہر پریشان حال آپ کی خدمت میں آتا اور بغیر کچھ سوچے ہی اُن سے کہہ دیتے کہ جاؤ تمہارا یہ کام ایسے جیسے تم آپ چاہتے ہو پورا ہو جائے گا۔

حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو لیکر اکثر آپ کو ڈانٹ دیتے تھے اور منع فرماتے تھے کہ ابھی آپ بچے ہیں آپ نے ابھی سلوک کی منزلیں طے نہیں کی ہیں لیکن آپ اُن کی بات پر کبھی غور نہیں کرتے تھے اور جب بھی کسی مصیبت زدہ کو دیکھتے تھے تو فوراً اُن کے لئے دعاء فرماتے اور آپ کی دعاء کی برکت سے اُن سب کی مصیبت دور ہو جاتی تھی۔

سخاوت اور ہمدردی آپ کے دم دم میں بسی ہوئی تھی آپ ہمیشہ یہی سوچتے تھے کہ میری ذات سے خدا کی مخلوق کو نفع پہنچے۔

آپ کی زندگی میں انقلاب

ایک مرتبہ کی بات ہے کہ آپ کی عمر چھ یا سات سال کی تھی آپ درگاہ کے باہری میدان میں اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ اچانک زور زور سے رونے کی آوازیں آنے لگی آپ نے آواز کی طرف غور کیا تو وہ آواز وہیں قریب ہی ایک نیچی ذات کا پنجابی رہتا تھا اُس کے مکان میں سے آ رہی تھی۔ آپ سے دکھیوں کی چیخ پکار سنی نہیں گئی اور جلدی ہی دوڑ کر اس گھر میں پہونچے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس پنجابی کا بچہ مر گیا ہے۔

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب گھر والوں نے دیکھا تو سب آپ کے پیروں میں پڑ گئے اور کہنے لگے کہ اے دکھیوں کی مدد کرنے والے سائیں اساں دی نیا ڈُب گئی تُسی پار لگاؤ۔

آپ ان سب کو دیکھ دیکھ کر غمگین ہو گئے اور پھر اللہ کے اس ولی کو جذبۂ مدار یہ آیا اور لاش کی طرف بڑھنے لگے اور پھر قریب جا کر اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اور زور سے کہا کہ اے رب چھڑ دے غریب دے بچے نوں، بس اتنا کہنا تھا کہ بچہ فوراً کھڑا ہو گیا اور یہ ماجرا دیکھکر سارے پنجابی آپ کی جئے جئے کار کرنے لگے۔

اس واقعہ کا پتہ جب حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو چلا تو آپ کو کافی ڈانٹ ڈپٹ پڑی اور کہا کہ ابھی سلسلے کے سارے بزرگوں کا عمل تیرے ساتھ ہے اگر کچھ کرنے کی تمنا ہے تو خود محنت کرو اپنی ہستی کو رب قدیر کی ذات کیلئے فنا کر دو (یعنی مٹا دو) پھر جو کچھ کرنا ہے کرو۔

اس بات سے آپ کو کافی صدمہ پہونچا لیکن آپ حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا ادب کیا کرتے تھے کہ آپ نے اپنی نظر تک اونچی نہیں کی اور رات کو جب سب ملنگ اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے تو اُس وقت آپ چپ چاپ اُٹھے اور درگاہ سے نکل گئے صبح جب پتہ چلا کہ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ درگاہ میں نہیں ہیں تو سب پریشان ہو گئے حضرت

جمال اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ خود آپ کی تلاش میں نکل گئے لیکن آپ کا کہیں پتہ نہیں چلا آپ کے سارے ملنگ اُتھل پُتھل ہو گئے کہ آخر علی محمد شاہ کہاں گئے۔

حضرت تبلنگ اور حضرت نہنگ علی شاہ بھی آپ کو بے حد چاہتے تھے یہ حضرات بھی آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکل گئے اور تلاش کرنے میں کوئی کمی نہیں چھوڑی۔ مگر حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ پنجاب کو چھوڑ کر مدھیہ پردیش کی پہاڑیوں میں چلے گئے تھے اور اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول ہو گئے تھے آپ تین روز تک پہاڑی پر رہتے اور چوتھے روز نیچے آتے مزدوری کرتے کھانے کی اشیاء خریدتے اور پہاڑی پر واپس چلے جاتے اور ختم ہونے پر واپس تشریف لاتے پھر ایسا ہی کرتے، یہ سلسلہ مسلسل بارہ سال تک جاری رہا، ایک روز آپ کو خواب کے ذریعہ کہا گیا کہ آپ اپنے رب کے یہاں مقبول ہو چکے ہیں، اب ذرا اُس وعدے کا خیال کرو جو آپ نے حضرت بیلے شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تھا۔ اور درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لی تھی۔

اس خواب کے بعد آپ بے چین ہو گئے اور درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں حاضر ہونے کو آپ کا دل تڑپنے لگا۔

اور پھر ایک دن آپ وہاں سے واپس بھٹنڈہ کا رُخ کیا اور جنگلوں اور پہاڑوں کو پار کرتے ہوئے آپ آگے بڑھتے جاتے ہیں اور ایک دن آپ کو کچھ اونٹ سوار نظر آتے ہیں آپ نے سوچا کہ ان اونٹ والوں کا گاؤں قریب ہی ہوگا چلو ان کے پیچھے پیچھے ان کے گاؤں میں رُک کر کچھ آرام کرینگے، چنانچہ آپ اُن اونٹ سواروں کے پیچھے ہو لئے۔

آپ کا واپس بھٹنڈہ شریف آنا

اونٹ والے اپنی مستی میں جا رہے تھے اور یہ سلسلہ مداریہ کا شہنشاہ اپنی مستی میں چلے جا رہے

تھے، کچھ دور چلنے کے بعد ایک سوار کی نظر آپ حضرت پر پڑی تو اُس نے دیکھا کہ ایک حسین و جمیل نو جوان فقیر جنکا چہرا آفتاب کی طرح چمک رہا ہے جوگیوں جیسا لباس اور سر پر سنہری کیش چمکتے رخساروں پر سنہری زلفیں بکھری ہیں ایک ہاتھ میں پیتل کی تمبی (لوٹا) اور دوسرے ہاتھ میں لوہے کا چمٹا ہے۔

آپ ایسے بھیانک جنگلوں میں اس شان سے چل رہے ہیں کہ جیسے کوئی شہنشاہ چل رہا ہے یہ شان دیکھ کر اونٹ سوار اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا رُکو ہم اس فقیر سے پوچھتا چھ کرتے ہیں کہ یہ کہاں جا رہا ہے۔

کہیں یہ بیچارہ ہمارے گاؤں کی طرف تو نہیں جا رہا ہے کچھ ہی دیر میں آپ اونٹ سواروں کے قریب پہونچ گئے۔

ایک سوار نے آپ سے پوچھا کہ بابا آپ کہاں جائیں گے تو آپ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ آپ لوگوں کے پیچھے چلنے کا ہے اور آپ لوگوں کے گاؤں میں کچھ دن رکنے کا ہے۔

یہ سن کر سوار ہاتھ جوڑ کر کہنے لگا کہ حضرت آپ ہمارے گاؤں کی طرف نہ جائیں تو بہتر ہے آپ نے پوچھا کہ بتاؤ بھائی کیا بات ہے تو سوار نے جواب دیا کہ ہمارے گاؤں میں ایک جادوگر ہے جو ایک قسم کا تانترک ہے وہ جوگی اور فقیروں کا دشمن ہے۔

وہ ہر ایک جوگی اور فقیر کی تمبی اور چمٹا چھین لیتا ہے اور پھر ان کی بے عزتی کر کے گاؤں سے باہر نکلوا دیتا ہے۔ اس لئے میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ کی تمبی اور چمٹا قیمتی ہے وہ چھین لیگا فائدہ کیا ہوگا۔ آپ نہ جائیں تو بہتر ہے۔ آپ کسی اور گاؤں کی طرف چلے جائیں اور وہاں رُکیں۔

آپ نے کہا کہ اگر ایسی بات ہے تو میں ضرور چلوں گا اور آپ انہیں کے پیچھے ان کے گاؤں

پہونچ گئے اور گاؤں کے باہر ہی ایک میدان میں ایک درخت کے نیچے سایہ میں بیٹھ گئے ،انہیں سواروں میں کسی ایک نے جا کر کہہ دیا کہ اے جادوگر مہاراج آج ہمارے ساتھ ایک فقیر آیا ہے اور ہم نے آپ کے بارے میں بتایا بھی مگر وہ نہ مانا اور کہنے لگا کہ اگر تمہارے گاؤں میں ایسا جادوگر رہتا ہے تو میں ضرور چلوں گا اور وہ گاؤں میں فلاں میدان میں ایک درخت کے نیچے بیٹھا ہوا ہے۔

یہ سن کر جادوگر خوش ہوا اور اسنے اپنے شاگردوں کو کہا کہ جاؤ اور اس فقیر کو پکڑ کر ہمارے سامنے حاضر کرو، اس جادوگر کے چار پانچ شاگرد گئے اور حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ چلو آپ کو ہمارے سردار بلاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تمہارے سردار سے کوئی کام نہیں ہے ہاں اگر تمہارے سردار کو مجھ سے کوئی کام ہے تو جا کے کہہ دو کہ وہ خود میرے پاس آجائے۔

جادوگر کے شاگردوں نے کہا کہ اگر آپ اچھی طرح ہمارے ساتھ چلتے ہیں تو بہتر ہے ورنہ ہم لوگ زبردستی سے آپ کو لیکر جائیں گے۔ بس اتنا سننے کے بعد آپ کی آنکھیں سرخ ہوگئی اور اس مدار یہ شہنشاہ پر مدار یہ رعب جھلکنے لگا، اور آپ نے فرمایا کہ ذرا ایک قدم آگے بڑھ کے دکھاؤ تمہارا انجام کیا ہوتا ہے، ان سب نے حضرت کی طرف بڑھنے کی کوشش کی تو زمین نے ان سب کے پاؤں کو جکڑ پکڑ لیا اور وہ ہزار مشقت کے بعد بھی زمین پر گرے پڑے رہ گئے اٹھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

کافی وقت گذرنے کے بعد بھی جب جادوگر کے شاگرد آپ کو لیکر واپس نہیں آئے تو گاؤں والوں نے جادوگر کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ دیکھو وہ ایک فقیر آپ کے قبضے میں نہ آسکا اور لگتا ہے کہ آج آپ ناکام ہوگئے ہیں اب تو آپ ہی کو جانا پڑے گا۔

یہ سن کر جادوگر آگ بگولہ ہو گیا اور آپ کی طرف چلا تو سارا گاؤں جادوگر کے پیچھے ہو گیا

اور سب یہی سوچتے تھے کہ آج جادوگر کے دن خراب ہیں۔

مہنت سے مقابلہ

سارے گاؤں کی بھیڑ ساتھ لیکر جب جادوگر دادا پیر حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آیا تو اپنے شاگردوں کو وہاں پر جانوروں کی طرح بے بس تڑپتے دیکھا اور حیران وششدر رہ گیا۔

مہنت نے آپ سے کہا کہ تم کون ہو آپ نے جواب دیا کہ میں ایک جوگی ہوں پھر مہنت نے کہا کہ تم میری طاقت سے ناواقف ہو تم جانتے نہیں کہ تم کس کے علاقے میں ہو آپ نے کہا کہ سارا علاقہ میرے رب کا ہے مجھے کوئی ڈر نہیں۔

مہنت اپنی تانترک ویدھا پڑھنے لگا لیکن اس کی ساری تنتر منتر کی طاقت بیکار ہوگئی۔ پھر آپ کو غصہ آیا اور آپ اٹھے اور مہنت کو اپنے چمٹے سے پیٹنے لگے کسی بھی گاؤں والے کی یہ ہمت نہ ہوئی کہ مہنت کو چھڑا دے سب یہی سوچ رہے تھے کہ اچھا ہے کہ اس ڈھونگی مہنت سے چھٹکارا ملے گا۔ آخر میں مہنت آپ کے قدموں میں گر پڑا اور اپنی جان کی بھیک مانگنے لگا اور کہنے لگا کہ آج کے بعد میں ہر ایک فقیر کی عزت کروں گا کسی کو بھی پریشان نہیں کروں گا تو آپ نے کہا کہ تم نے فقیروں اور مستان لوگوں کی تُمبی اور چمٹوں کو چھینا ہے سب کو تلاش کر کے واپس لوٹانا ہوگا۔

اپنے مہنت کا یہ حال دیکھ کر اس کے شاگرد اسے چھوڑ کر حضرت محمد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہنے لگے کہ ہم سب کو آپ اپنے مریدین میں شامل فرمالیں اور پھر ان میں سے بعض تو آپ کے سچے غلام ہوئے ہیں اور آپ کے ساتھ ٹھنڈہ شریف بھی آگئے۔

جس وقت آپ درگاہ شریف میں پہونچے تو درگاہ شریف کے سرپرست اور ملنگوں کے ساتھ ساتھ ٹھنڈہ کی عوام بھی بے حد خوش ہوئی، آپ کے آنے کے بعد حضرت جمال اللہ شاہ رحمۃ

اللہ علیہ نے آپ کو سارے اختیارات اور مسند نشینی بھی سونپ دی، اس کے باوجود بھی حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ دو تخت بچھواتے ایک تخت پر حضرت جمال اللہ شاہ اور دوسرے پر آپ خود تشریف رکھتے تھے۔

راگمڈھ میں آپ کی آمد

جب راگمڈھ کے قاضی ذکرالدین صاحب کو پتہ چلا کے حضرت پیر علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لا چکے ہیں تو انہوں نے اپنے بیٹے محمد حنیف کے ساتھ آپ کو راگمڈھ تشریف لانے کی دعوت دی اور لکھا کہ سرکار باگڑ کے مریدین آپ کے دیدار کے مشتاق ہیں آپ سے گذارش ہے کہ آپ راگمڈھ ضرور تشریف لائیں۔ اور اپنے دیدار سے ہم سب کو مشرف فرمائیں۔ نوازش ہوگی۔

حضرت علی محمد شاہ نے ذکرالدین صاحب کے دعوت نامے اور محمد حنیف کی التجا پہ پہلی بار اس علاقہ باگڑ میں آنے کا فیصلہ کیا اور آپ نے یہ خبر بھجوادی کہ ہم فلاں دن تک راگمڈھ آجائیں گے۔

اور پھر آپ اپنے طے شدہ وقت کے مطابق راگمڈھ تشریف لائے۔ راگمڈھ میں جب آپ کا قافلہ پہونچا تو اس شان سے کہ آگے شہنشاہوں کی طرح آپ گھوڑی پر سوار تھے، اور آپ کے پیچھے آپ کے چنندہ ملنگ اور ان کے پیچھے آپ کے سیکڑوں ملنگ اور سیکڑوں جانور جن میں کئی گھوڑے کئی گائے، گدھے، کتے، بلی، یعنی انسانوں سے زیادہ مویشی آپ کے ساتھ تھے اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی ذات صرف انسانوں سے ہی نہیں بلکہ جانوروں سے بھی محبت کرنے والی تھی۔

راگمڈھ میں جب داخل ہوئے تو راگمڈھ کے قاضیوں نے اس شان سے آپ کا استقبال کیا

کہ شاید ہی آج تک کسی کا ہوا ہو، شہر کے خاص خاص یعنی معتبر حضرات آپ کی خدمت میں ہاتھ باندھے کھڑے وہیں عورتیں اور بچے آپ کی شان میں منقبت پڑھکر اپنی غلامی کا ثبوت پیش کر رہے تھے۔

آپ راگمڈھ والوں کی اس مہمان نوازی سے بے حد خوش ہوئے اور قاضی ذکرالدین صاحب کو اور ان کے بیٹے کو یعنی محمد حنیف کو مرید بنایا اور پھر کئی قاضی حضرات آپ سے بیعت ہوئے۔

چورو میں آپ کی آمد

آپ کے آنے کی خبر چاروں طرف پھیل گئی اور ہر طرف سے لوگ آپ سے ملنے کی غرض سے آنے لگے تاکہ بیعت ہوسکیں، چورو سے بھی کافی لوگ وہاں پہونچے اور آپ سے بیعت ہوئے خاں ناروولا ور خانی اور کھوکروں میں سے بھی کئی حضرات وہاں پہنچے اور حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو چورو میں تشریف لانے کی دعوت دی آپ نے ان سب کی محبت اور عقیدت کو دیکھتے ہوئے چورو تشریف لے آئے۔

جب راگمڈھ سے آپ چورو تشریف لائے تو سب سے پہلے جہاں آج کل کچہری ہے وہاں آپ نے قیام فرمایا اور کچھ دیر رکنے کے بعد آپ اس جگہ کے لئے پیشن گوئی کی کہ ایک دن اس جگہ حاکم بیٹھکر فیصلے کیا کرے گا جس کا نتیجہ یہ ہیکہ آج وہاں حاکم بیٹھ کر فیصلے کرتا ہے۔

پھر آپ آگے بڑھے تو ہر آدمی یہی چاہتا تھا کہ آپ ہمارے پاس ٹھہرے رہیں لیکن آپ نے آج جہاں پر ممتاز ہوسپٹل ہے اس باڑی کو چنا اور وہیں پر آپ نے ڈیرہ لگالیا۔

چورو کی زمین پر ایسا اللہ والا پیر پہلی بار آیا تھا اس لئے سارے چورو کے مسلمان اور ہندو آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس قدر خدمت کی اور عقیدت اور محبت سے پیش آئے کہ چورو

والوں کی محبت اور عقیدت آپ کے دل میں گھر کر گئی۔

اور پھر چورو کی دکھی اور پریشان حال عوام پر آپ کو رحم آیا آپ نے ہر ایک فریادی کی فریاد کو سماعت کیا اور ہر ایک پریشان کی مدد کی آپ کے ملنگ حضرت نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو چورو کے قاضیوں سے بے حد لگاؤ تھا چورو والے آپ کو ناگے شاہ کہکر پکارتے تھے آپ نے سب سے پہلے اپنا دھونا قائم کیا تھا جو آج بھی موجود ہے جہاں آج بھی ہزاروں لوگ فیض حاصل کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

واقعہ حضرت ناگے شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ویسے تو حضرت نہنگ علی شاہ بابا کی ذات سے بیشمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں لیکن کچھ واقعات بڑے مشہور و معروف ہیں۔

یہ بات اس زمانے کی ہے کہ جس وقت حضرت پیر علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے درگاہ شریف حاجی رتن رضی اللہ عنہ میں کنواں کھدوایا تھا اس کنویں کی کھدائی حضرت نے کسی وجہ سے رکوادی تھی اسی دوران قریب میں جو سکھوں کا گُردوارہ ہے اس میں رہنے والے سادھوؤں نے گُردوارے میں ایک کنواں کھدوالیا اور جس روز کنویں کا آغاز کیا اس دن انہوں نے سارے شہر کو دعوت دی تھی اس دعوت میں حضرت نہنگ علی شاہ بھی موجود تھے۔

جب کنویں کا پانی نکالا گیا اور سب کو پینے کے لئے دیا گیا تو اس وقت سارے سادھو گرو بڑے خوش ہو رہے تھے حضرت نہنگ علی شاہ بھی ایک جگہ پر تشریف فرما تھے، کچھ ہی دیر میں آپ کے پاس ایک سادھو آیا اور ہنستے ہوئے کہا کہ اے نہنگ علی شاہ دیکھو تمہارے پیر علی محمد شاہ نے بھی ایک کنواں کھدوانا شروع کیا تھا جو آج تک نہیں کھدوا سکے ہیں۔

اور ہمارے گرو نے تمہارے پیر سے کئی دن بعد میں س کنویں کا کام شروع کیا تھا جو آج ایک

دم تیار ہے۔ یہ کہکر سادھو چلا گیا۔ آپ کو سادھو کی بات سنکر جلال آ گیا اور آنکھیں غصے سے لال ہونے لگی آپ نے پانی کا پیالہ اٹھایا اور پینا شروع کر دیا۔

اتنے میں ایک سادھو نے پوچھا کیوں ناگے شاہ کی حال ہے پانی کیسا لگا پانی چنگا ہے۔

حضرت نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ان سب سادھوؤں کی باتیں سمجھ رہے تھے آپ جانتے تھے کہ یہ سب سادھو اور مہت ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں۔ آپ نے بڑے ہی بے رخی کے انداز میں کہا ہاں پانی چنگا ہے، لیکن اس کے اندر ایک خرابی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کوئی اس پانی کو پئے گا وہ مر جائے گا یہ الفاظ سنتے ہی سارے سادھو اور سارے گرو حیران و ششدر رہ گئے۔ اور ان سب کا جو بڑا گرو تھا اس نے حکم دیدیا کہ پانی کو پھینک دیا جائے اس پانی کو کوئی مت پیا اس گرو نے آزمائش کے طور پر ایک کتے کو وہ پانی پلایا تو وہ کتا پانی پیتے ہی مر گیا۔

حضرت نہنگ علی شاہ وہاں سے چلے گئے سارے سادھو اور گرو آپ کے پیچھے پیچھے دوڑے آئے اور سب آپ کے قدموں میں گر کر رونے لگے۔

آپ نے سب کو ڈانٹ کر باہر نکال دیا سب کے سب روتے پیٹتے حضرت پیر علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے اور سارا واقعہ بیان کیا اور پھر معافی تلافی کرنے لگے، دکھیوں کے مسیحا حضرت پیر علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان سب پر رحم آ گیا اور آپ نے فوراً حضرت نہنگ علی شاہ کو بلوایا اور کہنے لگے کہ اے ناگے شاہ ان سب لوگوں کو معاف کر دو کنویں کا پانی واپس صحیح کر دو۔

پیر و مرشد کے کہنے پر آپ نے واپس پانی کے لئے دعا کی اور وہ پانی پینے کے لائق ہوا، یہ شان تھی آپ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملنگ نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی،

اس سرزمین چورو میں آ کر آپ نے یہاں کی عوام پر ایک بہت بڑا احسان کیا چورو کی عوام اور آس پاس کے شہروں اور گاؤں کے لوگ آپ کو بیحد چاہتے تھے آپ مرشدِ باکمال کا اخلاق

ایسا تھا کہ ہر ایک آدمی کے دل پر اثر کرتا تھا آپ روزانہ اپنے پاس آنے والوں کو دینِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت ونصیحت فرماتے تھے۔

یہاں ابھی تک آپ کا کوئی ذاتی مقام نہیں تھا اسی لئے آپ منگنی ساگر کنویں کی باڑی میں اپنا ڈیرہ لگا کر مقیم ہوئے۔ کچھ ہی روز بعد چورو کے ہی ایک قاضی صاحب تھے جو نصی اعتبار سے بھاٹی تھے اُن کا نام ذکرالدین تھا، اُس صاحب نے آپ کو بطورِ نذرانہ اپنی زمین میں سے کچھ حصہ زمین مکان بنوانے کے لئے نذر کی تھی، زمین ملنے کے بعد آپ نے اسی زمین میں اپنا ڈیرہ لگالیا اور کافی دنوں تک وہیں رہے۔

پھر ایک دن آپ نے وہاں ایک پکا مکان بنوانے کی خواہش ظاہر کی تو آپ کے مریدوں نے وہیں پر ایک پکا مکان بنوادیا جو ۱۸۹۲ء میں بنکر تیار ہوا اور پھر یہ ٹھنڈہ کا شہنشاہ اپنے اس مداریہ چلے کے اندر مداریہ تخت پر جلوہ افروز ہوتے تھے۔

سبحان اللہ کیسا ہوگا وہ زمانہ کہ جس زمانے میں ایسا بزرگ اس چورو جیسی زمین پر موجود تھے۔ قوم قاضیان کا آپ سے اچھا تعلق تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس دور میں علم کی روشنی صرف قاضیوں ہی میں تھی نہ کہ کسی اور قوم کے اندر، دین کا علم اسی قوم میں خاص تھا اس زمانے کے قاضی حضرات فارسی، عربی، اردو جیسی زبانوں کے ماہر تھے۔ اس قوم میں مختلف قبیلے ہیں جو اس دور میں بھی آباد تھے۔

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے قبیلہء بھینچر کا لگاؤ

اس خاندان میں ایک بزرگ ہوئے ہیں جن کا نام مولا بخش تھا اور ان کے والد کا نام میر بخش تھا، قاضی میر بخش بھینچر کے دو صاحبزادے تھے بڑے بیٹے کا نام تھا مولا بخش اور دوسرے بیٹے کا نام تھا عاشق علی۔

قاضی میر بخش صاحب نے اپنے بڑے بیٹے مولا بخش کو خوب پڑھایا لکھایا اس زمانے میں قاضی مولا بخش نے عربی، فارسی، اردو، ہندی، انگلش کا علم حاصل کروایا تھا وہ ایک اچھے تعلیم یافتہ انسان تھے۔

آپ کو حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شرف حاصل ہے۔ پیرو مرشد کے بڑے دیوانے تھے ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ اور آپ ہی کی دعاء سے قاضی مولا بخش صاحب کو چھ بیٹے عطا ہوئے۔ آپ کا خاندان کافی بڑا تھا اور والد کے انتقال کے بعد گھر کی ساری ذمہ داری قاضی مولا بخش کے سر پر آ گئی تھی۔

ایک روز حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے کہ سرکار گھر کی ساری ذمہ داری میرے اوپر ہے اور میرا دل ہر وقت اللہ رب العزت کی عبادت وذکر کرنے کی خواہش رکھتا ہے اب کیا کروں؟

مرید کی بات سن کر شاہ ٹھنڈہ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے مولا بخش آج سے رات کو غسل کر کے تہجد ادا کرو انشاء اللہ المولیٰ تمہارے رزق کے اسباب غیب سے پیدا ہوں گے۔

اور ایسا ہی ہوا ایک دن آپ مسجد میں تہجد کی نماز ادا کرنے کے بعد تسبیح پڑھ رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس ایک بزرگ آئے اور آپ کو دو روپے دیئے اور کہنے لگے اے مولا بخش یہ دو روپے لے جاؤ اور اپنے گھر کا خرچ چلاتے رہو آپ نے دو روپے لیکر کہا کہ حضرت ان دو روپے سے گھر کب تک چلے گا، تو اس بزرگ نے کہا کہ مولا بخش تم فکر مت کرو یہ دو روپے ہر روز تمہارے پاس آئیں گے حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی دعاء اور بتائے ہوئے راستے سے آپ کو روز صبح دو روپے مل جاتے تھے۔

آپ جناب مولا بخش صاحب نے انہیں دوروپے سے اپنی اولاد کو اچھی تعلیم دلائی، بس نتیجہ یہ ہوا کہ پیرو مرشد کی دعاء سے آپ نے اپنے بڑے صاحبزادے جناب الٰہی بخش صاحب کو اس زمانے میں پولس میں ایک اعلیٰ افسر بنایا تھا۔

کرامات حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ

یہیں چورو کے ایک قاضی صاحب تھے جن کا نام اشک علی تھا ان کا کام اسکری کا تھا اور یہ قاضی صاحب کام کرنے کے لئے بمبئی رہا کرتے تھے بمبئی سے کچھ دوری پر ایک میلا لگا ہوا تھا سبھی لوگ میلا دیکھنے کے لئے وہاں پہونچے ہوئے تھے۔ اشک علی صاحب بھی وہاں موجود تھے اور ان کے ساتھ انہیں کے خاندان کا کوئی لڑکا بھی تھا اور یہ بساؤ کا رہنے والا تھا۔ یہ لڑکا بڑا بدمعاش تھا ہر وقت زور آزمائی کرتا تھا، اور اپنے آپ کو پہلوان سمجھتا تھا۔

ادھر میلے میں ایک پہلوان جو اپنے ایک پیر میں زنجیر باندھے ہوئے پھر رہا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ جو کوئی بھی اس زنجیر کو دبادے تو اس پہلوان کو چیلنج ہوتا تھا اور زنجیر دبانے والے کو اس پہلوان سے کشتی لڑنی ہوتی تھی۔

اشک علی صاحب کو اس لڑکے نے پریشان کر رکھا تھا اس لئے اس سے کہنے لگے کہ اگر تیرے اندر زیادہ طاقت ہے اور واقعی میں تو طاقتور ہے تو جا کر اس پہلوان کی زنجیر کو دبادے لڑکا تو ویسے ہی آوارہ تھا اس نے جا کر بیچ میدان میں پہلوان کی زنجیر دبا ڈالی، یہ دیکھ کر اشک علی صاحب حیران و پریشان ہو گئے انہوں نے سوچا کہ اگر لڑکے نے پہلوان سے کشتی کر لی تو پہلوان تو اس کو مار ڈالے گا اور اس کو لڑنے کے لئے میں نے اکسایا ہے اس لئے میرا منھ کالا ہو جائے گا اور دنیا میرے منھ پر تھوکے گی یہ سوچ کر قاضی صاحب پریشان ہو رہے تھے۔ اور ادھر اکھاڑہ لگ چکا تھا پہلوان اور وہ لڑکا بیچ میدان میں لڑنے کے لئے تیار ہو کر ایک دوسرے

کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے اور حیرانی والی بات یہ تھی کہ پہلوان تو اس بات سے حیران تھا کہ آخر یہ چھوٹا سا لڑکا کیوں اپنی جان کا دشمن بنا ہوا ہے۔ اور لڑکا اس پہلوان کی ہاتھی جیسی کایا یعنی جسم کو دیکھ کر حیران تھا۔

جناب اشک علی صاحب کو کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا بس اسی کشمکش و پیچ میں تھے کہ کسی طرح یہ لڑکا بچ جائے آخر میں نے اپنے گھٹنے ٹیک کر اپنی آنکھیں بند کر لی اور چھلاوے کے شہنشاہ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرنے لگا اور پکارا کہ سرکار آج اس غلام کو رسوا ہونے سے بچا لیجئے ورنہ دنیا کہے گی کہ اس نے اپنے ہی خاندان کے لڑکے کو مروا دیا اتنے میں دونوں کھلاڑی میدان میں اتر جاتے ہیں پہلوان نے لڑکے کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جکڑ لیا اور دیکھنے والے بس یہی سوچتے تھے کہ یہ بھاری بھرکم پہلوان اس لڑکے کو ابھی توڑ ڈالے گا لیکن ان سب کی آنکھیں حیرانی سے دنگ رہ گئی اس وقت جب پہلوان نیچے چت گرا اور لڑکا اس کی چھاتی پر پیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔ دیکھنے والے خوشی اور جوش میں شور مچانے لگے لیکن پہلوان اٹھ کر زور زور سے کہنے لگا کہ تم لوگ چپ ہو جاؤ مجھے اس لڑکے نے نہیں پٹا ہے بلکہ اس کے ساتھ ایک بزرگ ہیں جن کی داڑھی سفید ہے اور ہاتھ میں چمٹا ہے انہوں نے میرے پیروں میں چمٹا ڈال کر مجھے گرا دیا ہے۔

لیکن اس شور شرابے کے اندر اس کی آواز کوئی نہیں سن سکا اور کشتی کا انعام اس لڑکے کو دے دیا گیا اب قاضی اشک علی صاحب وہاں سے سیدھے چورو کے لئے روانہ ہوئے اور یہاں پہونچ کر آپ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہوئے جب پیر و مرشد کے سامنے پیش ہوئے تو حضرت نے فرمایا کہ ارے بیٹا اشک علی اب اس بڑھاپے میں کم سے کم پہلوانوں سے کشتی تو نہ کرواؤ اب ہماری عمر کشتی کرنے کی نہیں رہی ہے۔ یہ شان تھی حضرت علی محمد شاہ

رحمۃ اللہ علیہ کی۔

حضرت پیر علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ یہ وہ ہستی ہیں کہ جن کے آستانہ عالیہ سے کبھی کوئی مایوس ہوکر نہیں لوٹا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس بنجر زمین پر محبت اور بھائی چارے کے ایسے حسین پھول کھلائے کہ جنکی خوشبو سے سارا علاقہ مہک اٹھا ہے۔

جب حضرت شاہ محمد علی رحمۃ اللہ علیہ یہاں پر تشریف لایا کرتے تھے تو اس چورو کی عوام کے لئے عید کا سا منظر ہو جاتا تھا۔ ہر ایک دیوانہ اپنی عقیدت کے پھول آپ کے قدموں پر نچھاور کرتا تھا اور آپ کی روحانی تربیت سے ہر ایک عاشق اپنے آپ کو آشنا اور مزین کرتا تھا۔

چورو میں آباد قوم قاضیان میں پیر حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے کئی دیوانے وعاشق ہوئے ہیں جنہوں نے مرشد کی محبت میں اپنی ہستی کو مٹا کر رکھدی۔

رہبرِ راہ شریعت ہے محمد شاہ علی — ہو دعاء مقبول اس راہ ھدیٰ کے واسطے

محمد علی ولی ہیں ان کی شہرت گلی گلی ہے — رتبہ پیر فقیری پایا محمد علی ولی ہیں

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک اور کرامت

آپ جب حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو آپ نے ایک شرط رکھی تھی کہ سرکار جب بھی میں اس دنیا سے رخصت ہوکر عالمِ برزخ کو جاؤں تو اس وقت میرے جنازے کی نماز آپ ہی کو پڑھانی ہوگی۔ اور پیر ومرشد نے وعدہ کیا تھا کہ برہان الدین تمہارے جنازے کی نماز ہم ہی پڑھائیں گے۔

لیکن جس وقت قاضی کا انتقال ہوا اُس وقت حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا کسی کو کچھ پتہ نہیں تھا کہ آپ بھٹنڈہ میں ہیں یا کہیں اور گئے ہوئے ہیں اور نہ ہی اس زمانے میں کوئی سادھن تھا کہ جس کے ذریعے آپ کو اطلاع دی جاسکے۔

لوگوں نے قاضی برہان الدین کا جنازہ سجایا اور اور قبرستان کی طرف لیکر روانہ ہوئے ابھی کچھ ہی دور چلے تھے کہ نگاروں کے بجنے کی آواز سنائی دی بس یہ اعلان تھا کہ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے آنے کا تھوڑی دیر بعد آپ کا قافلہ جنازے کے قریب پہونچ گیا اور آپ نے معلوم کیا کہ آج کس کا انتقال ہوا ہے لوگوں نے کہا کہ حضرت قاضی برہان الدین اس دنیا سے چل بسے ہیں۔ یہ ان کا ہی جنازہ ہے۔

یہ سن کر آپ نے کہا کہ اللہ نے میرے وعدے کی لاج رکھ لی، چلو اس جنازے کی نماز ہم ہی پڑھائیں گے۔ اور آپ نے ہی ان کے جنازے کی نماز پڑھائی۔

ہے محمد شاہ علی نام تمہارا اے ولی — تیرے جیسا نہ کوئی پیر یہاں پر آیا

مٹ گئی ساری بلا دور سبھی غم ہوگئے — جب میرے پیر تیرا نام زباں پر آگیا

ازقلم .... چمن علی چوروی

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سبھی ملنگ اللہ والے تھے اور اپنے پیر ومرشد کی خدمت میں ہر وقت رہنے والے تھے۔

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب بھی کسی مرید کے گھر دعوت کا کھانا کھانے کے بعد جب اپنے مکان میں تشریف لاتے تھے تو یہاں آنے کے بعد آپ سبھی ملنگوں کو جمع کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جس کا دانا کھایا ہے اس کا حق ادا کرو ساری رات اس شخص کے لئے دعاء کرو اللہ اس کے ساتھ بھلائی کرے۔

یہ واقعہ بڑا ہی حیرت انگیز ہے کہ اس واقعہ سے یہ بات ایک دم صاف ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کو کائنات کے سارے اختیار عطا کرتا ہے اور جو یہ ولی اللہ کہتے ہیں اللہ رب العزت ویسا ہی کر دیتا ہے۔

یہ واقعہ اس دور کا ہے کہ جب سارے ہندوستان میں انگریزی حکومت کا بول بالا تھا اگر سو ہندوستانی ایک جگہ جمع ہو کر کوئی کام یا پھر کوئی اجلاس کرتے اور ان کے سامنے ایک انگریز بھی آجاتا تو یہ سب کانپ جایا کرتے تھے اور اس کی جی حضوری میں لگ جایا کرتے تھے۔
بھٹنڈہ میں بھی انگریزوں کا مرکز تھا وہاں ایک انگریزی افسر آیا یاد رہے کہ یہ افسر مسلمانوں کا بڑا دشمن تھا اس نے مسلمانوں پر بلاوجہ کافی ظلم و تشدد برپا کیا تھا۔ بھٹنڈہ میں آنے کے بعد اس نے درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی زمین میں سے ایک حصے پر قبضہ کر لیا اور وہاں اپنی کوٹھی یعنی بنگلہ بنوالیا اور پھر وہیں پر رہنے لگا اور اس انگریزی کتے نے وہاں پر اپنا آتنک شروع کر دیا۔
درگاہ حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ کی پاک وصاف زمین پر اس نے طرح طرح سے ناپاکی پھیلانے کی کوشش کی حد تو یہ ہے کہ اس نے شراب کا اڈہ اور بدجانوروں کو بھی لیکر آنے لگا اور جب بھی اس انگریزی شیطان کا جی چاہتا تھا تو درگاہ کے ملنگ حضرات کو پریشان کرنا شروع کر دیتا تھا۔

ایک روز کی بات ہے کہ حضرت نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے ساتھی حضرات اللہ رب العزت کی عبادت میں مشغول تھے اور لا الٰہ الا اللہ کی ضربیں لگا رہے تھے یہ ظالم انگریز درگاہ میں آیا اور حضرت نہنگ علی شاہ کو برا بھلا کہنے لگا اور بولا کہ رات کے وقت چُپ چاپ سو جایا کرو ورنہ درگاہ سے باہر نکل وادونگا۔
حضرت نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کو سارا زمانہ ناگے شاہ بابا کہتا ہے۔
انگریز کی بکواس سنکر آپ جلال میں آگئے اور آپ کی آنکھیں غصہ سے لال ہوگئی اور آپ نے اس انگریز سے کہا کہ یہ بھٹنڈہ ہمارا ہے اور تو ہم کو نکالے گا میں تیری ناپاک کوٹھی اور تجھے اس بھٹنڈے سے اُڑادونگا اگر تیری انگریزی حکومت میں کسی کی طاقت ہے تو مجھے ایسا کرنے سے

روک کر دکھا دینا۔ انگریز کتا تھا ایک مدار یہ شیر کے سامنے بھلا کیا رُک سکتا تھا اور وہاں سے دُم دبا کر چلا گیا، لیکن اس مدار یہ شیر نے تو اپنے دل و دماغ میں یہ ٹھان لیا تھا کہ اس انگریز اور اس کی کوٹھی دونوں کو اُڑانا ہے۔
اس بات کا چرچا درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اس بات کی خبر ہوگئی پیرو مرشد نے حضرت نہنگ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے پاس بلا کر پوچھا اور سمجھایا کہ بیٹا نہنگ علی شاہ ایسا نہیں کرتے ہیں۔ کیا کبھی حکومت والوں سے جنگ اچھی ہوتی ہے لیکن حضرت نہنگ علی شاہ کب کسی کی ماننے والے تھے اگلی رات آئی تو آپ نے اس انگریز کی کوٹھی کے دروازہ پر جا کر آواز لگائی آواز سن کر انگریز اور اس کی بیوی دونوں باہر نکل کر آئے اور دیکھا تو سامنے حضرت نہنگ علی کو دیکھ کر دنگ رہ گیا۔
حضرت نہنگ علی شاہ نے انگریز سے کہا کہ آج رات ہم تجھے اور تیرے اس عالی شان قلعے جیسے بنگلے کو اڑا دینگے، اگر تجھے تیری بیوی اور بچوں سے محبت ہے تو ان سب کو باہر بھیج دے اور تو چاہے کہیں بھی چلا جا تجھے تیرے گھر کے ساتھ اڑنا ہی ہوگا۔
اور پھر آپ وہاں سے آجاتے ہیں اور اپنے عمل میں لگ جاتے ہیں جیسے ہی رات کا دوسرا پہر بیتا اللہ رب العزت نے اپنے ولی کے وعدے کی لاج رکھی اور انگریز اور اس کی بیوی مع بچوں کے اور کوٹھی بھی سب اڑ گئے اس اُڑی ہوئی کوٹھی کے نشانات آج بھی موجود ہیں۔
جس پیرو مرشد کے ملنگ ہی اتنے صاحب کرامت و اللہ والے ہوں تو اس پیر کی عظمت و کرامت کیا ہوگی اور اس کے مقام و مرتبے کا عالم کیا ہوگا۔
۲۵/فروری ۱۹۹۵ء کا دن ہمارے خاندان کے لئے بے حد مشکلات و مصائب و آلام لیکر طلوع ہوا تھا، اس روز ہمارے تایا اور چچا کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میں خود

اور میرے بڑے بھائی ان دونوں کا بیچ بچاؤ کر رہے تھے تو اس لڑائی میں میرے تایا عبدالغنی کا ایک لڑکا جس کا نام ایوب تھا وہ مارا گیا اس کے قتل کا الزام میرے چچا پر تھا اور میرے چچا کے بیٹے پر بھی تھا لیکن ہماری قوم کے ایک صاحب تھے اس کے کہنے پر میرے تایا نے اس مقدمے کے اندر مجھے بھی ملزم بنا دیا اور مجھے اور میرے والد صاحب کو اس بات کا علم دو روز بعد میں ہوا۔

خاندان کے سبھی حضرات کے کہنے پر مجھے چورو سے فرار کر دیا اور میں چورو سے تقریباً ایک مہینہ تک باہر رہا ایک ماہ کے بعد مجھے پولس تھانے میں لے جا کر رکھا گیا لیکن اس سے پہلے میری میڈیکل جانچ کروادی تھی پولس تھانے میں جانے کے کچھ دیر بعد وہاں سی آئی یعنی تھانیدار آیا اُس نے آتے ہی مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا گیا اور مجھ سے پوچھ تاچھ کرنے لگا اور اس تھانیدار کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک پٹہ تھا اور وہ مجھے گالیاں دے رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ابھی اس پٹے سے تجھے پیٹوں گا تو سب کچھ بتا دیگا لیکن اللہ رب العزت گواہ ہے کہ میں اس وقت ساری باتیں وہی کہہ رہا تھا جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھیں اور اس وقت ہوئی تھی میرے دل میں پولس کا خوف ہونے لگا اور میں دل ہی دل میں حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کرنے لگا تو کچھ ہی دیر کے بعد اس کمرے کا دروازہ باہر سے کسی نے کھٹکھٹایا تو پولیس والے نے اُٹھ کر دروازہ کھولا تو باہر ایک بزرگ کھڑے ہوئے ہیں جنکا قد درمیانی تھا سر پر سفید بال اور سفید ہی داڑی ہاتھ میں چھپا لیئے ہوئے کھڑے ہیں۔ انہوں نے سفید رنگ کی لنگی اور جوگیان رنگ کی قمیص پہن رکھی تھی وہ اندر آ گئے اور CIA کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئے اب CIA سے کیا باتیں کیں مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا بس میرے دل میں تو اتنی بات تھی کہ جب تک بابا صاحب یہاں بیٹھے ہیں تب تک میرا بچاؤ ہے ان کے جانے کے بعد

میرے ساتھ کیا ہوگا یہ واقعہ تقریباً گیارہ اور بارہ بجے کے بیچ کا ہے۔ یہ بزرگ دو بجے تک یہیں بیٹھے رہے اور جب دو بجے تو میرے بھائی اور میرے رشتے دار میری میڈیکل رپورٹ لیکر تھانے میں پہونچے اور تھانیدار سے کہا کہ صاحب یہ لڑکا نابالغ ہے اس کو آپ یہاں نہیں رکھ سکتے تو تھانیدار نے سارے کاغذات دیکھنے کے بعد میرے بھائی سے کہا کہ اسے آپ لے جائیں لیکن اس کیس کا چالان بیکانیر میں ہی ہوگا تو کل اس لڑکے کو بیکانیر لے جا کر عدالت میں پیش کر دیں۔ اتنے میں اس بزرگ نے کہا کہ اچھا CIA صاحب ہمارا کام ہو چکا ہے اب ہم چلتے ہیں اور وہ باہر آ گئے ان کے باہر آتے ہی میری مدہوشی ختم ہوئی اور میرے دل میں یہ خیال آیا کہ شاید یہ بزرگ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور میں نے اپنے بھائی اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ جو بزرگ ہیں میرے خیال سے حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو مجھے بچانے کے لئے یہاں تشریف لائے تھے یہ سن کر ان لوگوں نے سی آئی سے پوچھا کہ صاحب یہ بابا کون تھے تو CIA والا حیرانی سے کہنے لگا کہ کون بابا؟ میں نے تو کسی بابا کو نہیں دیکھا یہ سنتے ہی میں اور میرا بھائی اور ان کے سبھی ساتھی جلدی سے باہر دوڑ کر اس بزرگ کا پیچھا کرنے لگے مگر کہیں وہ نظر نہیں آئے۔ حیرانی تھی کہ ان کی عمر کے لحاظ سے تو وہ ابھی تھانے سے باہر نہیں چل کر آ سکتے تھے۔ لیکن وہ اللہ کے محبوب ولی حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے جو اپنے اس غلام **چمن علی بھینچر** کو بچانے تھانے تک پہونچ گئے۔

نوٹ۔ اس چشم دید واقعہ کے گواہ ہیں میرے بڑے بھائی اور ان کے ساتھی اور وہ سی آئی صاحب جو اس وقت کسی اور جگہ پر چلے گئے ہیں بعدِ تبادلہ۔

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ملنگوں کے نام کچھ اس طرح ہیں۔

١	حضرت نهنگ علی شاہ رحمة الله علیه
٢	حضرت باغ علی شاہ رحمة الله علیه
٣	حضرت ٹھیکر شاہ رحمة الله علیه
٤	حضرت بنے شاہ رحمة الله علیه
٥	حضرت قادر علی شاہ رحمة الله علیه
٦	حضرت عبد الرحمن شاہ رحمة الله علیه
٧	حضرت صادق علی شاہ رحمة الله علیه
٨	حضرت رستم علی شاہ رحمة الله علیه
٩	حضرت بنگالی بابا شاہ رحمة الله علیه
١٠	حضرت بدرالدین شاہ رحمةالله علیه
١١	حضرت قاسم علی شاہ رحمة الله علیه
١٢	حضرت بنگ علی شاہ رحمة الله علیه
١٣	حضرت لہڑشاہ عرف (حبیب)شاہ رحمة الله علیه

حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور بھی ملنگ تھے مگران کے اسمائے گرامی کے بارے میں مکمل معلومات نہیں ہے۔

آپ عمر کے لحاظ سے کافی ضعیف ہو چکے تھے یہاں تک کہ جب آپ نماز ادا کرنے مسجد میں آتے تھے تو دو آدمی آپ کو پکڑ کر مسجد میں لاتے تھے لیکن جب وضو کرنے کے بعد مصلے پر کھڑے ہوتے تھے اور نماز ادا کرتے تھے تو اس وقت آپ ان سب سے اچھے طریقے سے نماز کے ارکان وغیرہ ادا کرتے تھے جب کہ اس انداز سے عام آدمی بھی ارکان ادا نہیں کر پاتا ہے۔

اور یہی حالت رمضان المبارک کے مہینہ میں ہوتی کہ جب آپ تراویح کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو لوگ تعجب کرتے تھے کہ جب حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ مصلے پر کھڑے ہوتے ہیں تو تب نہ جانے حضرت میں کون سی طاقت داخل ہو جاتی ہے۔آپ نے اپنے چاہنے والوں کو اپنے انتقال سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ اب صفر میں سفر کٹے گا لوگ آپ کی بات نہ سمجھ سکے پھر آپ نے حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا جانشین بنایا اور اعلان کردیا کہ اب میرے بعد اس سلسلے کو نواب علی شاہ آگے بڑھائیں گے یعنی حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا خلیفہ مقرر کردیا اور پھر آپ بٹھنڈے چلے گئے۔بٹھنڈہ تشریف لے جانے کے کچھ روز بعد آپ نے بٹھنڈہ میں رہنے والے تمام تر مسلمانوں کو جمع کیا اور اعلان فرمایا کہ اے بٹھنڈہ میں رہنے والو تم لوگ جلد از جلد اس شہر کو خالی کر کے کسی اور شہر کی جانب منتقل ہو جاؤ لوگوں نے اس کی وجہ معلوم کی تو آپ نے فرمایا کہ اس سرزمینِ پنجاب کے اندر ایک ایسا سیلاب بھی آنے والا ہے جو یہاں کے رہنے والے تمام تر مسلمانوں کو اپنے اندر نگل جائے گا۔

حضرت کی یہ پیشن گوئی سننے کے بعد جو مسلمان سمجھدار تھے انہوں نے پنجاب چھوڑ دیا اور جو لوگ وہیں پر رہے ان کو ١٩٤٧ء کی مارکاٹ میں وہاں پر رہنے کی قیمت اپنے خون کی شکل میں چکانی پڑی

آپ کا وصال با برکات

اس اعلان کے بعد آپ پر بیماری غالب ہوئی اور آپ کی بیماری دن بہ دن بڑھتی چلی گئی اور آپ ١٢/ صفر المظفر ١٣٦٧ھ کو اس دنیائے فانی سے چھوڑ کر اپنے حقیقی معبود کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

ایک بار پھر بٹھنڈہ اور دور دور شہر کے لوگوں پر غم و آلام کے پہاڑ ٹوٹ گئے آپ کے انتقال کی خبر

جب چورو پہونچی تو یہاں کا ہر ایک چھوٹا بڑا غمگین ہوگیا اور سب لوگوں کی آنکھیں آنسوں سے تر ہوگئی۔

آپ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۳/ صفر المظفر ۱۳۶۷ھ کو سپرد خاک کیا گیا۔

آپ کا چہلم

اور پھر سلسلے کے رسم ورواج کے مطابق آپ کا چہلم کیا گیا آپ کے چہلم کے کچھ واقعات میں نے ایک ایسے انسان سے نقل کئے ہیں جو وہ خود اس وقت حضرت کے چہلم میں شریک ہوئے تھے جن کا نام جناب گلاب علی صاحب ہے۔ وہ یوں بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت کا چہلم کیا گیا تو اس میں سومن دیسی گھی کا حلوہ تیار کیا گیا تھا اور سومن ہی دال بنائی گئی تھی اور سارے شہر کے لوگ آپ کے چہلم میں شریک ہوئے تھے۔ اور اس چہلم میں شہر چورو سے بھی کچھ حضرات تشریف لے گئے تھے۔

منقبت درشان حضرت محمد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

علی محمد شاہ ہمیں یاد بہت آتے ہیں — اُن کے عشق میں ہم آنکھ بھگو لیتے ہیں
میرے مرشد کی نظر اور کرم ہے مجھ پر — جب بھی گرتا ہوں آکر اٹھا لیتے ہیں
یہ انہی کا ہے کرم میری نگاہوں میں رہے — اپنے جلوے جب بھی چاہیں وہ دکھا دیتے ہیں
رہبرِ راہ شریعت یہ لقب آپ کا ہے — یہ وہ ہستی ہیں جو ڈوبوں کو ترا دیتے ہیں
واللہ کیا شان تیری چاندسی صورت والے — تیرے جلوے مجھے ہر شئی میں نظر آتے ہیں
یہ وہ در ہے کہ یہاں لاکھوں کے بنتے ہیں نصیب — میرے مرشد ہیں جو بگڑی کو بنا دیتے ہیں
یہ چمن آپ کا ہے اور آپ کا ہی رہے — جب بھی چاہتے ہیں اسے در پہ بلا لیتے ہیں

تحریر کردہ: محمد عمران المعروف چمن علی بھنیچر چورو ی

شجرہ طالبان مدار

حضرت شاہ بدیع الدین قطب المدار علیہ الرحمۃ والرضوان خلیفہ طالبان

یا الٰہی اپنی ذات کبریا کے واسطے — رحم کر مجھ پر تیری رحم و رضا کے واسطے
بخشدے میرے گناہ اور دے مجھے توفیقِ خیر — سرور عالم محمد مصطفٰی کے واسطے
منزل مقصود تک پہونچا مجھے اے ذوالمنن — شیرِ حق مولیٰ علی شیرِ خدا کے واسطے
ماہرِ سرّے خفی واقفِ رمزِ جلی — خواجہ بصری حسن صاحب ہدیٰ کے واسطے
رہبرِ کل عارفاں آرام جہانِ عاشقان — خواجہ عجمی حبیب پیشوا کے واسطے
صدقہ بایزید بسطامی مجھے اے کبریا — کر عطا جام محبت اولیاء کے واسطے
واقفِ سرّے علے شاہ بدیع الدین مدار — حضرت محمود قاضی پارسا کے واسطے
رکھ مجھے ثابت قدم دینِ محمد پر ہمیشہ — شاہ حمید الدین قاضی پارسا کے واسطے
کام کر شیریں طفیل سیدِ میٹھے مدار — شاہ شہاب الدین حق عاشق خدا کے واسطے
غازی اسلام الدین سید امیر الدین ولی — طاہر الدین محمد پیشوا کے واسطے
تیری تسلیم ورضا میں میں رہوں شاکر مدام — شاہ مظفر الدین صوفی با صفا کے واسطے
چشم باطن کو میرے تو کر عطا نور ضیاء — شاہ جمال الدین ولی رہنما کے واسطے
شاہ علاؤ الدین کا سایہ رہے مجھ پر مدام — شاہ غریب الدین محبوب اللہ کے واسطے
واقفِ سرّے اللہ چنگی محمد مقتدا — شاہ حسین الدین سید پیشوا کے واسطے
کر عطا مجھ کو ہمتِ جاودانی اے کریم — شاہ حیات دین حیات اولیاء کے واسطے
ہو دعا میری قبول اور دے مجھے توفیقِ خیر — سید کوچک علی شاہ ہدیٰ کے واسطے

سید درگاہی شاہ کامل مکمل اولیاء	اور سوائی شاہ ھادی رہنما کے واسطے
روز صبح و شام سحر کرتا رہوں دم دم مدار	شاہ مداری شاہ ہادی مقتدا کے واسطے
پیرو مرشد رہبر حق شاہ عبداللہ شاہ	بخشدے مجھ کو الٰہی پیشوا کے واسطے
دور کر دنیا سے غم میرے اب اے کریم	سید قربان علی شاہ پیشوا کے واسطے
میرے آقا میرے رہبر خلفائے طیفوریہ	سید صادق علی شاہ حق نما کے واسطے
قبر میں دے روشنی عرفائے پیروں کے مدام	سید عرفان علی شاہ عاشق خدا کے واسطے
گمراہی سے دور رکھنا منزل مقصود تک	اے خدا سید دین علی شاہ با صفا کے واسطے
دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر	اچھے پیارے قدرت علی شاہ بدراللہ کے واسطے

سلسلۂ عالیہ، طبقاتیہ، مداریہ

اب جس ولایت کے سلسلے میں ہم تحریر کر رہے ہیں وہ سلسلہ ہندوستان میں سب سے پہلے دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر آیا ہر ایک دور میں اس سلسلے کے بزرگوں نے سرزمین ہند میں اپنی روحانی کی باطنی طاقت سے بہت سے پتھروں کو پوجنے والوں کو اللہ کے حضور جھکنے والا بنایا۔ ہندوستان کے اندر اس سلسلے کی ایک بہت بڑی تاریخ موجود تھی۔ لیکن وقت کے حالات نے آج اس مقدس سلسلے کو گمنامی کے اندھیرے میں دفن کر دیا ہے۔ اور جن لوگوں نے اپنی پیراگی کی دکانیں کھولی جن کا کہیں سے کوئی نسب نامہ نہیں ملتا یہاں کے لوگ انہیں بہروپیوں پیروں کے پیچھے پھرنے لگے۔ جن کے دل خود سخت اور ہدایت سے خالی ہیں۔ ہندوستان کے بٹوارے سے قبل اس سلسلے کی بہت سی تاریخ کتب تھیں جن کو 1947ء میں دوران لڑائی جلا دیا گیا تھا اور اس گدی کے فقیر و اس وقت کے سجادہ نشین جو تھے وہ خود حالات سے پریشان ہو کر پاکستان چلے گئے تھے۔ آج کے جو فرجی بیکار پیر گھومتے ہیں انہوں نے وقت کا خوب فائدہ اٹھایا۔ اور جو تاریخ باقی بچی ان کو بھی مٹانے کی کوشش کی۔ لیکن تاریخ تو بدل سکتی ہے۔ مٹائی بھی جاتی ہے لیکن اس سلسلے کے بزرگوں نے جو ہندوستان میں قربانیاں پیش کی ہیں اور جو محبت یہاں کے لوگوں کے دلوں میں ہے وہ نہیں مٹا سکتے جی ہاں میں اسی سلسلے کی بات کر رہا ہوں جس کا نام سلسلہ عالیہ طبقاتیہ مداریہ ہے۔ اس سلسلے سے بہت سے بزرگ دنیا کے مختلف علاقوں میں ہیں۔

اس سلسلے کا آغاز حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک سے ہوا اور آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد میں آپ کے صاحبزادے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ

عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، کے دست مقدس پر بیعت ہوئے حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امام حسن رضی اللہ عنہ کے بیعت ہوئے حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو اس سلسلے میں ولی اول ہونے کا شرف حاصل ہے۔ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ ایک بہت بڑے اللہ کے ولی رہے ہیں۔ آپ عالمِ باعمل زاھد و متقی اور سنتوں کی بے حد پیروی کرتے تھے۔

آپ کی والدۂ محترمہ حضرتِ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کنیز تھی بچپن کے عالم میں جب آپ کی والدہ کسی کام میں مشغول ہوتیں تو آپ رونے لگتے تھے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کو گود میں اٹھا کر اپنا دودھ پلا دیتی تھیں۔ اب آپ اسی سے اندازہ لگائیں کہ جس نے ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدس دودھ پیا ہو اُس کے مقام مرتبے کا اندازہ کر سکتا ہے۔

بچپن میں آپ نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیالے کا پانی بھی نوش فرمایا تھا۔ اور جب حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا تھا کہ میرے پیالے کا پانی کس نے پیا ہے؟ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا تھا کہ حسن بصری نے تو آقائے کونین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس نے میرے پیالے کا پانی پیا ہے اُسی طرح اُس میں میرا علم بھی اثر کر گیا ہے۔ ایک روز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے تو حضرت ام سلمہ نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کو حضور علیہ السلام کی گود میں دے دیا تو اُس وقت پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بصری کو بے پناہ دعاؤں سے نوازا اُسی دعاؤں کا اثر تھا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے حد مرتبے و مقام نصیب ہوئے اور بہت چمکے۔ ولادت کے بعد جب آپ کو

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس کے اندر بھیجا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس بچے کا نام حسن رکھو۔ کیونکہ یہ بے حد خوبصورت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی تربیت فرمائی اور ہمیشہ یہی دعائیں دیتی تھیں کہ اے اللہ عزوجل تو حسن بصری کو مخلوق کا رہنما بنا دے۔ آپ کو حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرفِ بیعت حاصل تھا۔ اور انہیں سے آپ نے تعلیم حاصل کی تھی۔

ابتدائی دور میں آپ جواہرات کی تجارت کیا کرتے تھے جس کی وجہ سے آپ کا نام حسن جوہری یعنی موتی بیچنے والا پڑ گیا تھا۔

ایک مرتبہ آپ تجارت کی غرض سے ملک روم گئے اور وہاں کے وزیر کے پاس ملاقات کے لئے جب پہنچے تو وہ کہیں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ اُن سے پوچھا کہ کیا آپ بھی میرے ساتھ چلیں گے تو آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ چنانچہ دونوں گھوڑوں پر سوار ہوئے اور جنگل میں پہنچے وہاں آپ نے دیکھا کہ رومی ریشم کا ایک بہت ہی شاندار خیمہ لگا ہوا ہے۔ اور اُس کے چاروں طرف فوج پہرا دے رہی ہے۔ علماء وہاں پہنچے اور خیمے کے نزدیک جا کر کچھ کہا اور پھر واپس رخصت ہو گئے۔ پھر حکماء اور منشی وہاں پہنچے اور کچھ کہہ کر واپس چلے گئے۔ پھر خوبصورت کنیزیں جواہرات کے تھال سروں پر اٹھائے آئیں اور وہ بھی اسی طرح کچھ کہہ کر چلی گئیں۔ پھر بادشاہ اور وزیر بھی کچھ کہہ کر واپس ہو گئے۔ آپ نے حیرت زدہ ہو کر جب وزیر سے واقعہ معلوم کیا تو اُس نے بتایا کہ بادشاہ کا ایک جوان بیٹا مر گیا تھا اور وہ اسی خیمے کے اندر دفن ہے۔

چنانچہ آج کی طرح ہر سال لوگ یہاں آتے ہیں سب سے پہلے فوج آ کر کہتی ہے کہ اگر موت کو جنگ کے ذریعہ ڈالا جاتا تو ہم جنگ کر کے موت سے بچا لیتے۔ مگر اللہ رب العزت

سے جنگ کرنا ممکن نہیں۔

اُس کے بعد حکماء اور منشی آ کر کہتے ہیں کہ اگر عقل و حکمت سے موت کو روکا جاتا تو ہم یقیناً روک دیتے۔ پھر علماء و مشائخ آ کر کہتے ہیں۔ اگر دعا والتجاؤں سے موت کو روکا جاتا تو ہم روک لیتے مگر ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ اُس کے بعد حسین کنیزیں آ کر عرض کرتی ہیں کہ اگر حسن و جمال سے موت کو ٹالا جاتا تو ہم ضرور یہ کوشش کرتے۔

اور پھر بادشاہ وزیر کے ساتھ آ کر کہتا ہے کہ اے میرے بیٹے ہم نے حکیموں کے ذریعہ بہت کوشش کی لیکن تقدیر الٰہی کو کون مٹا سکتا ہے اور اب آئندہ سال تک تجھ پر ہمارا اسلام ہو یہ کہہ کر واپس ہو جاتے ہیں۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس واقعہ کو سن کر قسم کھائی کہ زندگی بھر کبھی نہیں ہنسوں گا۔ اور دنیا سے بیزار ہو کر فکرِ آخرت میں گوشہ نشین ہو جاتے ہیں۔ آپ ستر سال تک باوضو رہے۔

کسی شخص نے ایک بزرگ سے دریافت کیا کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم سے زیادہ افضل کیوں ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حسن بصری کے علم کی ہر شخص کو ضرورت ہے اور اُس کو سوائے اللہ رب العزت کے کسی کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہم سب کے سردار ہیں۔ آپ نے بڑی محنت اور دل سے دین اسلام کی خدمت کی ہے۔ آپ نے ہزاروں کی تعداد میں اللہ رب العزت کی رضا کی خاطر مرید کئے اور رب کی رضا پر ہمیشہ راضی رہے۔ آپ نے اپنی حیات مبارکہ میں ہی حضرت حبیب عجمی علیہ الرحمہ کو اپنا نائب و جانشین مقرر کر دیا تھا۔

منزل نمبر 21

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت پیر و مرشد علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مسند نشین ہوئے۔ حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بھائی حضرت عبد اللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت صادق علی شاہ صاحب کے چار صاحبزادے تھے ان میں سب سے بڑے صاحبزادے حضرت پیر نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ اور بعد میں تین صاحبزادے اور بھی ہوئے تھے حاجی عبد الستار صاحب، محمد مقبول احمد صاحب، محمد رفیق احمد صاحب، ان سب کی پیدائش ٹھنڈہ شریف میں ہوئی تھی۔

۱۳۴۲ھ میں حضرت صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر ایک روشن ضمیر صاحبزادہ پیدا ہوا والدہ شریفن بی بی اور والدِ محترم جناب صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس صاحبزادے کی پیدائش سے بہت ہی خوش نظر آتے تھے۔

آپ کی تعلیم و تربیت

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جب حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوئے تو آپ نے حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی چومی اور حضرت صادق علی شاہ سے فرمایا کہ اے صادق علی شاہ تمہارا یہ بیٹا سلسلہء عاشقانِ مدار کو آگے بڑھائے گا۔ یہ سن کر صادق علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بے حد خوش ہوئے۔ آپ کی تعلیم کا آغاز اپنے گھر سے ہی ہوا ہے۔ آپ نے گیارہ سال کی عمر شریف میں ختمِ قرآن شریف کر دیا تھا اور پھر آپ کو حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر کر دیا تھا حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت

نواب علی شاہ کی اس شان سے پرورش کی جیسے کوئی بادشاہ اپنے شہزادے کی کرتا ہے۔
حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیرومرشد حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اکثر چورو آتے تھے اور یہاں کے کئی لوگ آپ کے ہم عمر تھے جن کو آپ کے ساتھ کھیلنے اور ساتھ رہنے کا شرف حاصل ہے۔
بچپن میں آپ کی ذات سے کئی کراماتیں ظہور میں آئی ہیں جس وقت آپ مسند نشیں ہوئے ہیں اس وقت آپ کی عمر شریف تقریباً ۲۴/ سال تھی۔
آپ نے بھی اپنے پیرومرشد کی طرح درگاہ حاجی رتن رضی اللہ عنہ اور چورو شہر کے مریدین کا پورا خیال رکھا۔
حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بے حد حسین وجمیل اور بڑے سنجیدہ مزاج تھے آپ اتنے صابر تھے کہ آج بھی لوگ ان کے صبر وتقوے کی باتیں کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اور اللہ رب العزت نے اپنے اس ولیٔ کامل کے ہر قدم کا ساتھ فرمایا آپ کی زندگی میں بے حد مشکلات کے مراحل بھی آئے لیکن آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے اور ہمیشہ اللہ عزوجل کے بھروسے پر قائم ودائم رہے۔
۱۹۴۷ء میں تقسیم وطن کے وقت اس سے قبل آپ بھٹنڈہ اور چورو میں ہی رہتے تھے اور چورو کے لوگ ہمیشہ اپنے پیرومرشد کو اپنے سر اور آنکھوں پر رکھتے تھے۔جس وقت ملک تقسیم ہوا اس وقت صوبۂ پنجاب میں وہی سیلاب آگیا جس کی خبر حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال قبل ہی دیدی تھی اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس سیلاب کے اندر تباہ و برباد ہوئے تھے ۱۹۴۷ء کی لڑائی میں آپ چورو ہی میں تھے ایک روز آپ نے اپنے سب سے پہلے مرید قاضی فیض محمد جھاریہ والے سے کہا کہ آج ہم اور تم دونوں جنگل میں جا کر کچھ دیر آرام کریں

گے۔اگلے روز صبح حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی فیض محمد جھاریہ والے یہ دونوں حضرات چورو کے جنگل میں چلے گئے اور وہاں جانے کے بعد پیرومرشد نے قاضی فیض محمد صاحب جھاریہ والا سے فرمایا کہ اے فیض محمد تم یہیں ایک جگہ بیٹھ جاؤ اور ہم کچھ دور جا کر واپس آتے ہیں۔قاضی فیض محمد صاحب کہتے تھے کہ میں وہاں پر کافی دیر تک بیٹھا رہا اور انتظار کی گھڑیاں گنتا رہا کافی وقت کے بعد حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ واپس تشریف لائے۔ تو اس حال میں کہ آپ کے لباس پر خون کے نشانات لگے ہوئے تھے اور آپ پسینے سے تر بتر تھے ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ جیسے آپ کسی سے جنگ کر کے آرہے ہیں۔
قاضی فیض محمد صاحب نے یہ حال دیکھ کر حیرت سے پوچھا کہ حضور یہ سب کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ فیض محمد ابھی کچھ نہ پوچھو اور خاموش رہو پھر آپ حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور فیض محمد صاحب دونوں بھٹنڈے والے پیر صاحب کا جو مکان ہے اس میں تشریف لے آتے ہیں اس واقعے سے تین روز بعد بھٹنڈے سے آپ کی والدہ اور والد کو لیکر آپ کا ایک دوست چورو پہونچا۔

آپ کی ایک کرامت

۱۹۴۷ء کی جنگ بڑی خطرناک آگ اُگل رہی تھی یہ تینوں حضرات بھی اس جنگ کے شکار تھے آپ کی والدہ اور والد دونوں زخمی حالت میں تھے۔
اس دوست نے یہاں آکر سب کو بتایا کہ تین روز قبل ہم لوگوں پر حملہ ہوا تھا اور عام ہم کلہاڑیوں سے زخمی کر رہے تھے۔کہ اچانک ایک نقاب پوش شخص وہاں تشریف لائے اور انہوں نے ان سب ظالموں کو وہاں سے مار بھگایا اور ہم لوگوں سے کہنے لگے کہ اب ایسے حالات میں آپ لوگوں کا یہاں رہنا بہتر نہیں ہے۔آپ لوگ یہاں سے چورو چلے جائیں

اور انہوں نے ہی ہمیں گاڑی کے اندر بٹھایا اور پھر وہ وہاں سے غائب ہو گئے۔

یہ سن کر قاضی فیض محمد صاحب جھاڑیہ والے اور سبھی لوگ سمجھ گئے کہ یہ نقاب پوش کوئی اور نہیں تھے بلکہ حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

اس کے بعد حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد اور والدہ کا یہاں علاج کروایا گیا اور کافی دنوں تک یہیں رکھا گیا۔

کچھ روز بعد آپ اپنے والد والدہ کو لیکر پاکستان تشریف لے گئے اور وہاں جانے کے کچھ روز بعد آپ کے والد والدہ کا انتقال ہو گیا اور وہاں آپ بالکل ہی اکیلے ہو گئے پھر اس کے بعد جو مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹے ہیں اس کی کوئی حد نہیں کیوں کہ پہلے تو آپکے والد والدہ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور پھر یہاں جو بھائی خاندان اور دوسرے خاندان کے لوگ آباد تھے جو کہ آپ کے مریدین تھے اور آپ کے آگے پیچھے رہتے تھے وہ لوگ بھی وہاں جا کر آپ کا ساتھ چھوڑ گئے یہاں تک کہ کوئی بھی آپ سے بات کرنے کو بھی خوش نہیں ہیں اور اگر کوئی بات کرتا تو بھی رُخ نہیں ملاتا تھا اور ان کی باتوں کے اندر گستاخی کی بو آتی تھی۔ اُس وقت وہاں صرف آپ کا ساتھ دینے والے ہمارے بڑے تایا جی جن کا نام جناب ممتاز علی بھنچر ہے وہ اکیلے تھے جو آپ کے ساتھ رہے اُنہوں نے ہمیشہ اپنے پیر و مرشد کا ساتھ دیا ہے اور وہ بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔

پاکستان سے دوسری بار چورو میں

قربان ایسے پیر و مرشد پر جو اپنے مریدین سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ حکومت اور قانون کی پرواہ کئے بغیر پھر ایک بار واپس اس سرزمین چورو پر تشریف لاتے ہیں۔ اور جب حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دوسری بار چورو تشریف لائے تو یہاں کے مریدین کی خوشی

کی کوئی انتہا نہ رہی اور یہاں کے مریدین اور عوام نے پہلے سے بھی زیادہ عقیدت و محبت کا مظاہرہ کیا اور دل و جان سے آپ کی خدمت کی گئی۔

آپ یہاں کافی وقت تک رہے اور آپ کا ارادہ بھی یہیں رہنے کا تھا لیکن اللہ رب العزت کو کچھ منظور تھا۔ کچھ روز بعد پاکستان سے انکوائری یہاں پر پہنچی اور یہاں کی سی بی آئی پولس آپ کو تلاش کرنے لگی۔

پھر ایک بار اللہ عزوجل نے اپنے ولی کو امتحان میں ڈال دیا اور آپ کو چورو سے جانا پڑا یہاں سے جا کر آپ رتن گڑھ میں کچھ روز رہے اور پھر وہاں سے سجان گڑھ میں قاضی فہیم الدین صاحب کے پاس رہے۔

گاؤں کھواس کا ایک واقعہ

گاؤں کھواس ایک ایسا گاؤں ہے کہ جس میں تمام گھر قاضیوں کے ہیں اور یہ سب حضرات حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

جس وقت حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے پولس لگی ہوئی تھی اس وقت بساؤ کا ایک خان تھا جو شکل و صورت سے حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے کافی ملتا جلتا تھا حضرت کا کہیں ایک جگہ قیام کرنا درست نہیں تھا اسی بات کا اس خان نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اور اونٹ پر سوار ہو کر گاؤں گاؤں میں پھرنے لگا اور اپنے آپ کو حضرت نواب علی شاہ کہنے لگا اور لوگوں سے نذرانہ لینے لگا۔

یہی خان ایک روز کھواس چلا گیا اور وہاں جا کر لوگوں سے کہنے لگا کہ میں پیر نواب علی شاہ ہوں گاؤں کے لوگوں کو آپ سے ملے اور آپ کی زیارت کیئے کافی عرصہ گذر گیا تھا اس وجہ

سے صحیح پہچان نہ کر سکے اور اپنا پیر سمجھ کر اس خان کی خدمت کرنے لگے۔اسی گاؤں میں ایک بڑھیا رہتی تھی اس بڑھیا نے جب سنا کہ پیر نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ یہاں تشریف لائے ہیں تو وہ بھی آپ کی زیارت کے لئے اس جگہ آ گئی۔اس نے آ کر دیکھا تو کہنے لگی کہ یہ آدمی ہمارے پیر نواب علی شاہ نہیں ہو سکتے ہیں ضرور یہ کوئی بہروپیہ ہے جو اپنا روپ بدل کر ہم سب کو دھوکہ دیتا ہے۔

یہ سن کر گاؤں والے حیران و ششدر رہ گئے اور خان صاحب غصے میں آ گئے اور اس بڑھیا کو بد دعاء دینے لگے اور گاؤں والے بھی بڑھیا سے کہنے لگے کہ ارے بڑھیا بڑھاپے سے تیری آنکھیں اور عقل دونوں ہی خراب ہو چکی ہیں جو تم ایسی باتیں کر رہی ہو لیکن بڑھیا نے کسی کی پرواہ نہیں کی اور وہ اپنی بات پر قائم رہی اور کہنے لگی کہ تم لوگ اس ڈھونگی کو نکال دو لیکن گاؤں والے نہیں مانے۔

یہ دیکھ کر بڑھیا کو غصہ آیا اور اس نے عہد کیا کہ اب میں کھانا پینا چھوڑتی ہوں اور میرے پیر و مرشد حضرت نواب علی شاہ ہی آ کر مجھے کھانا پینا کروائیں گے یہ کہکر اس عورت نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔

ادھر حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت رتن گڑھ میں موجود تھے آپ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے اچانک آپ نے اپنا پیٹ پکڑ لیا اور کہنے لگے کہ میرے پیٹ میں درد زور پکڑ رہا ہے۔مجھے جلد سے جلد کھواس گاؤں لیکر چلو لوگوں نے کہا کہ حضور ہمیں کسی بید یا حکیم کو دکھاتے ہیں لیکن آپ نے کسی کی بھی نہ سنی مجبوراً وہاں کے لوگ جیپ گاڑی کر کے آپ کو کھواس لے گئے وہاں جیسے ہی آپ پہونچے کہ آپ کے پیٹ کا درد بھی اچانک ختم ہو گیا اور اس بڑھیا کو جا کر کھانا کھلایا جب گاؤں میں پتہ چلا کہ حقیقت میں حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اب

تشریف لائے ہیں تب گاؤں والوں نے اس ڈھونگی کو دھکے دیکر گاؤں سے نکالا اور آپ نے وہاں پر کچھ دیر تک قیام کیا اور پھر واپس رتن گڑھ تشریف لے آئے۔

پیرو مُرشد کا دوبارہ پاکستان تشریف لے جانا

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ یہاں کی پولس اور قانون سے تنگ آ کر آپ نے پھر پاکستان جانے کا ارادہ کیا۔اس وقت چورو کے ہی کے کچھ لوگ جن میں غفور خاں نارو، علی خاں نارو، اوران کے خاندان کے کئی لوگ باڑمیر کے پاس ایک گاؤں میں اونٹ گاڑے سے کھدائی مٹی کا کام کاج کیا کرتے تھے۔

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ چورو سے باڑمیر ان لوگوں کے پاس پہونچے اور آپ نے پھر پاکستان جانے کی خواہش ظاہر کی، ان لوگوں نے آپ کی دل و جان سے خدمت کی اور اپنے پاس ہی رکھا۔بارہ گاؤں کا تعظیم دار فتح سنگھ آپ کی خدمت میں ادھر بھروٹیاں گاؤں میں پینے کا پانی نہیں تھا اس لئے وہاں کے رہنے والے اور وہاں کا ٹھاکر فتح سنگھ پریشان تھے ٹھاکر فتح سنگھ کو آپ حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ جانکاری ہوئی تو اس نے فوراً آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا، وہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور ہاتھ جوڑ کر آپ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگا کہ حضور آپ ذرا ہمارے گھر میں تشریف لے چلیں اور وہاں پر کچھ آرام کر لیں اور ہمیں بھی خدمت کا موقع عنایت فرمائیں۔

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتح سنگھ کی دعوت قبول کر لی ٹھاکر نے آپ کیلئے گھوڑی منگوائی پھر آپ گھوڑی پر سوار ہو کر اس ٹھاکر کے گھر میں چلے گئے۔اس ٹھاکر نے آپ کی اچھی خاصی خدمت کی اور آپ کے لئے عمدہ قسم کا کھانا تیار کیا گیا اور پھر آپ کو کھلایا گیا۔

کھانا کھانے کے بعد آپ کے لئے پانی لایا گیا تو آپ نے پانی کی گھونٹ لی تو پانی اتنا کڑوا تھا کہ اسے حلق سے نیچے اتار پانا بہت مشکل تھا آپ نے جلدی سے پانی کو منہ سے نیچے ڈال کر کہا کہ ارے فتح سنگھ یہ پانی تو بہت ہی کڑوا ہے اسے پینا تو بہت ہی مشکل ہے تب ٹھاکر فتح سنگھ کہنے لگا کہ حضور تبھی تو میں آپ کو یہاں لیکر آیا ہوں تا کہ آپ ہمارے لئے کچھ کریں اور ہمیں پینے کا پانی میسر ہو جائے یہ سنکر حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں سے اٹھے اور گھر سے باہر آ گئے اور گھر کے سامنے میدان کی طرف چلے فتح سنگھ بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلتا رہا حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتح سنگھ سے کہا کہ اے ٹھاکر جہاں میں رُک جاؤں وہاں پر پتھروں کا نشان کر دینا اور پھر وہیں سے کھدائی شروع کروا دینا انشاء اللہ العزیز وہاں پر میٹھا پانی نکل جائے گا۔

بس ٹھاکر نے ایسا ہی کیا جہاں پر آپ رُکے وہاں پر ٹھاکر نے نوکروں سے نشان کروا دیا اور پھر کھدوائی کا کام شروع کروا دیا بس جب اس میں سے پانی نکلا تو واقعی اس قدر میٹھا اور شیریں پانی تھا اور بالکل صاف و شفاف پانی جو اس گاؤں والوں کی امید سے کہیں بہتر و مناسب تھا کیوں نہ ہو اس لئے کہ ایک اللہ کے ولی کے قدموں کی برکت تھی کہ یہ پانی ان کو نصیب ہو رہا ہے۔

اس واقعہ کے بعد ٹھاکر نے آپ کو گھوڑی انعام میں نذر کی اور خود ٹھاکر ساتھ جا کر آپ کو پاکستان چھوڑ کر واپس آئے۔

اس کے بعد آپ پاکستان میں ہی رہے اور وہیں آپ نے اللہ رب العزت کی مخلوق کو فیضیاب کیا اور لوگوں کو رب کی ذات سے آشنا کراتے رہے۔ پھر دھیرے دھیرے آپ کے کچھ ملنگ بھی آپ کے پاس پاکستان پہونچ گئے، ان میں سے ایک ملنگ جن کا نام حضرت بوہڑ شاہ تھا

جو بڑے اللہ والے اور نیک تھے اور صاحب کرامت بھی تھے۔ اس وقت حضرت پیر نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سندھ حیدر آباد میں اپنا جائے قیام بنائے ہوئے تھے اور اسی کو آپ نے پسند بھی کیا۔

حضرت بوڑھ شاہ کی ایک کرامت

میرے والد قاضی منور علی شاہ بھینچر کہا کرتے تھے کہ میں خود اس وقت پاکستان میں تھا اور اکثر حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کرتا تھا آپ کو مجھ سے بے حد محبت تھی کبھی کبھی آپ میرے کو جیب خرچ کے لئے پیسہ بھی دیا کرتے تھے، میرے والد صاحب کہا کرتے تھے کہ میں نے آج تک حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا نوابوں کا نواب اور ایسا بادشاہ نہیں دیکھا، حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کی وجہ سے پنجاب چلے گئے تھے اور ان کے جانے کے بعد میرے والد صاحب کے پیروں میں ناہرو کی بیماری ہوگئی تھی یہ بیماری پہلے بھی میرے والد کو کئی بار ہو چکی تھی لیکن اس بار اتنی زیادہ تکلیف تھی جو پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔

والد صاحب نے وہاں پر کافی ڈاکٹروں اور حکیموں کو دکھایا لیکن کوئی فائدہ نظر نہیں آیا پھر ایک دن حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے مکان یعنی خانقاہ میں گئے تو وہاں پر حضرت بوہڑ شاہ موجود تھے آپ نے والد صاحب کو دیکھا اور کہا کہ اے منور علی شاہ تیرے پیروں میں یہ کیا ہوا ہے میرے والد صاحب نے عرض کیا کہ حضور میرے پیروں میں نہارو نکلتے ہیں یہ سنکر حاجی بوہڑ شاہ نے ان کے پیروں پر دم کیا اور کہا کہ منور علی شاہ یہ بیماری آج ہی ختم ہو جائے گی اور دوبارہ کبھی نہیں ہوگی اور وہ بیماری اُسی روز ختم ہوگئی پھر کبھی بھی نہیں ہوئی۔
جب ایسی شان والے ملنگ تھے تو اُن کے پیر و مرشد کی کیا شان رہی ہوگی وہ اللہ رب العزت

منزل نمبر 22

حضرت حاجی صادق علی شاہؒ

سلسلہ عاشقان مدار کے ملنگوں کی ایک طویل فہرست ہے جنہوں نے نا صرف حضرت سید بدیع الدین المعروف زندہ شاہ مدار بلکہ حضرت حاجی رتن اصحابی سے بھی روحانی فیض حاصل کیا ان میں حضرت علی محمد شاہؒ سے نسبت وعقیدت رکھنے والے ملنگوں میں حضرت حاجی صادق علی شاہؒ کا نام اس لیے بڑی اہمیت کا حامل ہے کہ انہوں نے پاکستان میں سلسلہ عاشقانِ مدار کے گلستان کو سجانے کیلئے سب سے پہلے پاکستان تشریف لاکر سجادہ نشین حضرت پیر نواب علی شاہؒ کے رہنے کا انتظام واہتمام کے ساتھ ساتھ مسجد کی تعمیر کروائی۔

آپ نے تمام زندگی خلقِ خدا اور دین کی خدمت کیلئے شرف کی آپ کا وصال بمطابق ۱۴ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ میں 1954ھ سن عیسوی میں ہوا آپ کی آخری آرام گاہ حضرت پیر نواب علی شاہؒ کے دربار کے صحن میں موجود ہے آج بھی آپ کے روضے پر ہزاروں عقیدت مند حاضر ہو کر فیضیاب ہو رہے ہیں۔

حضرت ٹھیکر علی شاہؒ

تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان وجود میں آیا تو اس دوران سلسلہ عاشقان مدار کے گلستان کی آبیاری کیلئے تشریف لانے والے ملنگوں میں ایک نام حضرت بابا ٹھیکر علی شاہؒ کا نام بھی شامل ہے آپ حضرت پیر نواب علی شاہؒ کے ساتھ ہی ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے اور آپ اُنہی کے ساتھ حیدر آباد شہر پریٹ آباد میں قیام کیا اور بعدازاں آپ ٹنڈو جان محمد میں بابا حیدر علی شاہؒ کے ہمراہ بابا کمال شاہؒ کے دربار پر دین اسلام اور خلق خدا کی خدمت انجام دینے لگے۔ آپ سے بہت سی کرامات رونما ہوئیں ہیں مگر ایک کرامت جو آج تک لوگوں کے ذہنوں میں محفوظ ہے پھلیلی کے مرکزی بازار میں ایک عورت رہائش پذیر تھی وہ بابا حضرت ٹھیکر علی شاہؒ سے بڑی محبت و عقیدت رکھتی تھی لیکن وہ اُولاد سے محروم تھی اور اسی محرومی نے اُسے تنگ کیا ہوا تھا ایک روز جب یہ محرومی حد سے زیادہ بڑھی تو اُس نے روتے ہوئے بابا ٹھیکر علی شاہؒ سے اپنی محرومی دور کرنے اور اپنی خواہش کو پورا کرنے کیلئے روتے ہوئے اظہار کیا کہ سائیں میرے لیے دعا فرمائیں کہ اللہ مجھے اُولاد نرینہ عطا فرمائے یہ سُن کر آپ نے فوراً ہی اللہ رب العزت کے حضور اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے اس عورت کیلئے دعا فرمائی اور اللہ رب العزت نے اپنی بارگاہ میں ٹھیکر علی شاہؒ کی اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اس عورت کو دو بیٹوں سے نوازا۔ آپ کا مزار بابا حیدر علی شاہؒ کے دربار کے صحن میں موجود ہے اور آپ کا عرس مبارک بابا حیدر علی شاہؒ کے عرس مبارک کے ساتھ ہی عقیدت و احترام کے ساتھ ہی منایا جاتا ہے جس میں ہزاروں عقیدت مند اور محبین حاضر ہو کر فیض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

منزل نمبر24

حضرت حیدر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سید حیدر علی شاہ کا تعلق سید گھرانے سے تھا اور آپ کا نام عبدالقادر تھا آپ کی ولادت ۵ ذیعقد ۱۳۲۹ میں صوبہ پنجاب کے شہر جھنگ کے پاس ایک چنڈ میں ہوئی۔ آپ کی والدہ کے انتقال کے بعد دوسری والدہ گھر آئی تو آپ اس کے رویے سے پریشان ہوکر 14 برس کی عمر میں جھنگ سے راجستان کے سفر کیلئے چل پڑے۔ جب راجستان کے شہر بیکر پہنچے تو آپ کی ملاقات رحیم بخش نامی شخص سے ہوئی جو سجادہ عاشقان مدار حضرت علی محمد شاہ کے مرید خاص تھے۔ رحیم بخش کو لیکر اپنے گھر پہنچے تو ان کی والدہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ اپنے ساتھ رہنے پر اسرار کیا تو آپ انکار نہ کر سکے۔

چندہ ماہ بعد حضرت علی محمد شاہ بھٹنڈہ سے بیکر اپنے مریدوں اور ملنگوں سے ملاقات کیلئے تشریف لائے جب آپ کی نگاہ حیدر علی شاہ پر پڑی تو آپ نے رحیم بخش سے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے رحیم بخش کا تمام احوال سن کر حضرت علی محمد شاہ نے فرمایا کہ آج سے یہ ہمارا ہوا اور آپ نے ملنگ مسکین شاہ سے طالب کروا کر آپ کا نام حیدر علی شاہ رکھ دیا اور واپسی میں اپنے ہمراہ بھٹنڈہ شریف لے گئے۔ وہاں حضرت حاجی رتن اصحابی کے دربار پر ملنگوں کے ساتھ خدمت انجام دینے لگے۔ ایک مرتبہ حیدر علی شاہ دودھ کا پیالہ لیکر حضرت علی محمد شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نماز میں مشغول تھے وہیں دودھ کا پیالہ لیکر کھڑے رہے جب آپ نماز سے فارغ ہوکر مخاطب ہوئے کہ عشاء میں دودھ طلب کیا تھا تو فجر میں لایا ہے حیدر علی شاہ نے عرض کیا میں عشاء کے بعد ہی لایا تھا لیکن آپ نماز میں مشغول تھے اور میں کھڑا رہا

منزل نمبر 25

حضرت چاچا حاجی محمد رفیق شاہؒ

حضرت حاجی محمد رفیق چاچا رحمتہ اللہ علیہ حضرت پیر نواب علی شاہؒ کے چھوٹے بھائی تھے حضرت پیر نواب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد آپ اپنا گھر جو کہ بہاولپور میں تھا اُسے چھوڑ کر دربار میں ہی رہائش پذیر ہو گئے۔

آپ بڑے ہی شفیق ومہربان شخصیت کے حامل تھے ہر وقت مخلوق خدا کی خدمت میں مشغول عمل رہتے تھے آپ کے چہرے کی روحانیت وجلال دیکھ کر بڑے بڑے امیر وکبیر اور اعلیٰ منصب رکھنے والے لوگ بھی آپ کے سامنے لب کشائی کی جرأت نہ کرتے تھے چھوٹے بڑوں سے آپ یکساں شفقت ومحبت کرتے تھے

آپ کا وصال بمطابق ۲۶ جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ 27 اپریل 2014ء میں اتوار کے روز ظہر کے وقت ہوا آپ کے جنازے میں حیدرآباد کے علاوہ کراچی، نوابشاہ، بہاولپور، میر پور خاص، اور دیگر شہروں کی معروف شخصیات کے علاوہ ہزاروں عقیدت مندوں اور چاہنے والے شریک ہوئے اور آپ کو حضرت پیر نواب علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے دربار میں ہی مدفن کیا گیا۔

منزل نمبر26

پیرومرشد حاجی انوار علی شاہ صاحب مدظلہ

سجادہ نشین خانقاہ عالیہ مداریہ بھٹنڈہ شریف پنجاب (انڈیا)

حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد اس سلسلہء مداریہ کو ایک اور عظیم الشان ولی اور بزرگ نصیب ہوا یہ بزرگ حضرت پیر ومرشد نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی حضرت عبدالستار شاہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ حضرت عبدالستار صاحب کے دو فرزند ہیں ان میں بڑے حضرت حاجی انوار علی شاہ صاحب سجادہ نشین درگاہ حضرت حاجی رتن رضی اللہ عنہ بھٹنڈہ شریف پنجاب انڈیا۔

دوسرے صاحبزادے حضرت محمد حنیف شاہ صاحب ان حضرات کی پیدائش پاکستان میں ہوئی۔

حضرت حاجی انوار علی شاہ قبلہ کو بچپن میں ہی خرقہ وخلافت مل چکی تھیں خلافت دستیاب ہو جانے کے بعد آپ نے سلسلہء مداریہ کے سبھی اصولوں اور طریقت وشریعت کی سبھی ذمہ داریاں بخوبی انجام دی۔ حضرت حاجی انوار علی شاہ صاحب قبلہ کی والدہ ماجدہ مرحومہ بڑی نیک وصالح وپرہیزگار

خاتون تھیں۔ اللہ عز وجل ان کو اپنے جوار قرب رحمت میں جگہ مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ حضرت حاجی انوار علی شاہ قبلہ نے اپنی تمام عمر اللہ رب العزت کی مخلوق کی خدمت کے لئے وقف کردی ہے۔ آپ حضرت کے پاکستان اور ہندوستان میں ہزاروں کی تعداد میں مریدین ہیں اور آپ کی ذات ہر ایک مرید سے محبت کرنے والی ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ نے چورو کی عوام میں یہ اعلان کیا تھا کہ اے چورو شہر کے رہنے والو اب جلدی ہی تمہارے بیچ مدار یہ شیر تشریف لانے والا ہے ان کا ادب و احترام کرنا۔ جب حضرت پیر و مرشد حاجی انوار علی شاہ صاحب کے چورو آنے کی خبر چورو میں پہونچی تو چورو کا ہر ایک آدمی خوشی و مسرت سے جھومنے لگا جس وقت حضرت پیر انوار علی شاہ صاحب چورو کے اسٹیشن پر اترے اس وقت چورو کے اسٹیشن پر اتنی بھیڑ تھی کہ ایک تل رکھنے کی جگہ بھی شاید نہیں تھی سب سے پہلے آپ کا استقبال ریلوے اسٹیشن کے اعلیٰ افسران نے کیا تھا اور بعد میں پرساشن نے بھی آپ کا استقبال کیا تھا۔ اور پھر وہاں سے مکان کی طرف روانہ ہوئے آپ اس شان سے روانہ ہوئے کہ آگے آگے ڈھول اور نگارے بج رہے تھے اور ان کے پیچھے آپ کا قافلہ آرہا تھا مسلمانوں کے ساتھ ساتھ غیر مذاہب کے لوگ بھی شامل تھے کوئی آپ کا ہاتھ چوم رہا تھا تو کوئی آپ کا پیر چوم رہا تھا۔ اور حضرت علی محمد شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ لاڈلا اپنے مریدوں کے ساتھ مکان تک پہونچا۔ چورو کی عوام جو حضرت نواب علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے چلے جانے کے بعد ایک دم لاوارث کی طرح ہو چکی تھی اُس عوام کے بیچ جب حضرت حاجی پیر انوار علی شاہ صاحب قبلہ وارث بن کر تشریف لے آئے تو اس وقت اُن لوگوں کی خوشی کا کیا انداز رہا ہوگا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

ہر مرید آپ کی دعوت کرنے لگا اور ہر خاص و عام آپ کی خدمت کرنے لگا۔ حضرت حاجی پیر انوار علی

شاہ کی ذات سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں اس چورو میں کئی ایسے مریض تھے جن کا مرض لا علاج تھا مگر ان مریضوں کا بھی آپ نے علاج کیا ہے۔

وردووظائف

آج ہمارے معاشرے میں ہرکوئی اپنے آپکو عامل کہتا ہے اور بڑی بڑی باتیں کرتا ہے جبکہ بہت سے عامل ہونے کا دعویٰ کرنے والوں کو نہ توعمل کے بارے میں کوئی جانکاری ہے اور نہ ہی وردووظائف کا کچھ علم ہے آج کل عملیات سے متعلق بہت سی کتابیں ملتی ہیں ان کتابوں میں طرح طرح کے تعویذات وعمل تو ہوتے ہیں لیکن ان کتابوں میں اس علم کو اتنی پیچیدگی سے لکھا جاتا ہے جو عام آدمی کی سمجھ میں نہیں آسکتی ہیں اور بہت سے حضرات ان کتابوں سے گمراہ ہوجاتے ہیں۔

میں نے اپنے پیرو شد حضرت حاجی انوارعلی شاہ صاحب کی دعاء کے طفیل اس علم کا ذراسا خلاصہ کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ جن حضرات کو علمِ روحانیت کا شوق ہو ان کو فائدہ پہونچے اور جن لوگوں کے دلوں میں طرح طرح کے وہم ہوتے ہیں وہ دور ہوسکیں۔

عمل کا تعلق بھی انسانی زندگی میں اُتنا ہی خاص ہے جتنا کہ علم ہے جس طرح انسان علم کے بغیر بے جان ہے اسی طرح بغیر عمل کے بھی انسانی زندگی بے نور و خالی ہے۔

ویسے تو انسانی زندگی کا دارومدار عمل پر ہی ٹکا ہوا ہے عمل کی بہت سی قسمیں ہیں جنہیں تحریر کرنا بہت مشکل ہے لیکن خاص طور پر دو قسم ہیں جو بڑی معنی رکھتی ہیں۔

جیسے عملِ جسمانی اور نفسانی عملِ جسمانی وہ عمل ہے جو انسان اپنے جسم کے لئے اور جسم کے ذریعہ کرتا ہے جیسے کھانا پینا نہانا دھونا اور رزق کے لئے محنت و مزدوری کرنا یہ سب عملِ جسمانی ہیں۔

عمل نفسانی وہ عمل ہے جو انسان کبھی کبھی نفس کے بہکاوے میں آکر کرتا ہے جیسے کوئی شرابی روز

چار بجے شراب پیتا ہے اور اگر ایک دن نہ پیئے گا تو بے چین ہوجاتا ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو انسان اپنی نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر کرتا ہے اور کوئی فیشن سمجھکر بھی کرتا ہے۔

تو پتہ یہ چلا کہ عمل اس چیز کا نام ہے جو انسان اپنی ذات کے ذریعہ اس دنیا میں کوئی کام کرے۔

اب یہ بات تو ظاہر ہے کہ عملِ جسمانی کے بغیر انسانی زندگی نہ مکمل ہے اور عملِ نفسانی سے زندگی دشوار ہے۔

ان سب اعمال سے بہتر ایک عمل اور ہے کہ جب انسان اپنے تمام کام کاج کے ساتھ اپنے قلب اور روح کے ساتھ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری دینے لگے اور اپنے ہر ایک کام سے زیادہ اسی کو ضروری سمجھنے لگے اور اپنے پروردگار سے اپنے لئے بھلائی اور بخشش طلب کرنے لگے تو یہی وہ عمل ہے جسے عملِ روحانی کہتے ہیں۔ عملِ روحانی کا تعلق اللہ عزوجل کے ذکر سے ہے جب انسان ذکر کرنے والا بن جاتا ہے تب جاکر اس کی روح قوی ہوتی ہے اور تجلی گاہ خداوندِ قدوس کو حاصل کرتی ہے اور بندہ روحانی عامل بنتا ہے۔

وردووظائف بھی اسی عملِ روحانی کا ایک حصہ ہے جب بندہ لگاتار اپنے خالق کا ذکر کرتا ہے اور بار بار اپنے پروردگار کا نام لیتا ہے اور اسی ذاتِ کبریائی سے مدد چاہتا ہے اسی حالت کا نام وردووظائف ہے ورد کرنے کے لئے کوئی شرط اور تعداد مقرر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی وقت کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

بس اللہ تعالیٰ کے اسمِ اعظم یا قرآنِ مجید کی آیات کو بار بار دہرانے والا بندہ ہی وارد ہے۔ لیکن وظائف ایک خاص اور اہم قسم کا عمل ہے اس کو پڑھنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

(۱) وظیفہ پڑھنے کے لئے اول شرط یہ ہے کہ عامل کسی کامل استاد کا شاگرد ہو اور استاد سے

زنجیرائے مدار

اول مدار آخر مدار ظاہر مدار باطن مدار دم مدار جیو میرے پیر زندہ شاہ مدار دکھن بانوا کی کار عطاروکا نکو شاہ مدار جل کو باندھ جلال کو باندھ خون کو باندھ پانی کا بیجا باندھ آکاش کی جوگنی باندھ پتال کی جوگنی باندھ پتال کا راجا باسک باندھ حور پری بادشاہ نور پری باندھ شاہ پری سفید پری بادلنکا کا دیو ہاہا باندھ چوراسی جوگنی باندھ اُڑتی مسکان باندھ گوتی مسان باندھ موتیا مسکان باندھ آئے کو باندھ ان آئے کو باندھ گلی کو باندھ گنڈے باندھ سویا باندھ نظر باندھ گزر باندھ سہاسن کا راجا باندھ ہاتھ کا کنگن نولاکھ تارے باندھ چاند سورج والی ہستی زندہ شاہ مدار بجرے بند چلے ستر بالا کو دفع کرے ۔ بحق لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کڑا: کڑا اور زنجیرہ بند کوڑا اور گردن بند ہنسلی بند زمین اور آسمان بند نظر بند کمر بند زلفیں کمر بند سب جہان کے سرور دیکھیں گے جمال انور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں چوگان گلی کل لاؤلسکا راچیک داری نیک داری ساؤ شمشیر لا الہ میری کنجی عبد القادر محی الدین کو پہونچی لوہا کاٹا ہے چھری دشمن کو لگائی ہے بیڑی آگے مرضی تیری پیچھے عرضی میری صبح و شام کو ہے دیری لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سلام بحضور

حضرت بدیع الدین زندہ شاہ مدارؒ

رہبر عارفاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدارِ جہاں تم پہ لاکھوں سلام

محفل اولیاء میں ہو تم تاج ور
کوئی تم سا جہاں میں نہ آیا نظر
سرور سروراں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدار جہاں تم پہ لاکھوں سلام

دل کشی تم سے باغِ رسالت میں ہے
نور و نکہت ریاضِ ولایت میں ہے
جانِ ہر گلستان تم پہ لاکھوں سلام
اے مدارِ جہاں تم پہ لاکھوں سلام

فیض پاتا ہے تم سے ہر اک سلسلہ
تم ہو محسن تو پھر کیوں نہ بھیجیں بھلا

اولیائے زماں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدارِ جہاںؒ تم پہ لاکھوں سلام

صدرِ بزمِ وِلا نورِ خیر البشر
سوزِ بے کس پہ بھی ہو کرم کی نظر
اے شبہ اِنس و جاں تم پہ لاکھوں سلام
اے مدارِ جہاںؒ تم پہ لاکھوں سلام

تیری محفل میں حاضر مشتاق و نعیم
ان کو ہوجائے حاصل قرب کریم
اے شہ اولیاء تم پہ لاکھوں سلام
اے مدارِ جہاں تم پہ لاکھوں سلام

......معاونین خصوصی......

(1) حاجی دلشاد چیئر مین درگاہ
(2) حاجی عبدالجبار آرائیں نائب چیئر مین
(3) حاجی اشفاق حسین
(4) محمد رفیق (سینٹری والے)
(5) حاجی عبدالستار آرائیں
(6) محمد عمر الوری
(7) محمد شکیل (مولڈنگ والے)
(8) محمد اکرم آرائیں
(9) ممتاز (باورچی)، ماما عمر دراز
(10) محمد یامین غوری کراچی
(11) حاجی محمد حسین رنگریز
(12) قاضی نعیم الدین
(13) محمد شعیب شاہ
(14) قاضی عمر دارز
(15) قاضی مبارک
(16) حاجی عبدالصمد جلالی
(17) عبدالغفار قریشی کراچی
(18) حاجی شہاب الدین کراچی
(19) محمد عارف واڑی
(20) قاضی محمد اشفاق نوابشاہ
(21) محمد اشرف (ہوٹل والے)
(22) محمد عمر ممتاز احمد
(23) حاجی چراغ قریشی
(24) ماجد علی کھوکھر
(25) بہادر علی کھوکھر
(26) وقار احمد مدنی